www.islamicbulletin.com

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ

حج اور عمرہ کو خالص اللہ جل شانہٗ کے لئے پورا کیا کرو

فضائلِ حج

جس میں حج، عمرہ، زیارت کے فضائل و آداب اور عاشقانِ خدا کے بہت سے واقعات شرح وبسط سے بیان کئے گئے ہیں۔

مؤلفہ: حضرت مولانا الحاج الحافظ المحدث محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم

دارالاشاعت
اردو بازار، ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

THE ISLAMIC BULLETIN

REFLECT ON THE WONDERS OF ISLAM!

Friends or Family interested in Islam?
Read an introductory book on the beauty of Islam.

Live Quranic Radio
From all over the world

Need to find direction to pray?
Type your address in our
QIBLA LOCATOR

Masjid Finder

Islamic videos and TV
Watch *Discover Islam* in English and *Iqra* in Arabic

IB hopes that this website can bring both Muslims and non-Muslims together in a place of mutual respect and enlightenment.

MOUNTAINS OF INFORMATION FOR MUSLIMS & NON-MUSLIMS!

Available now in:

- **Arabic**
- **French**
- **German**
- **Italian**
- **Spanish**

GO TO:
www.islamicbulletin.org

Click:
"ENTER HERE"

Our site is
user friendly
With **EASY-FINDING** icons
Plus **QUICK-LOADING** for all systems

Email us at:
info@islamicbulletin.org

Read Past Issues

Last Will and Testament

Want to learn Tajweed?
Hear the world's most
RENOWNED RECITERS!

Free E-Books!

Learning how to pray?
Step-by-step guide!

One-Page Hajj Guide
In 8 different languages!

Interested in Islam?
Read convert's stories in
HOW I EMBRACED ISLAM

The Islamic Bulletin is the Official Newsletter of the Islamic Community of N. California – Since 1991!

www.islamicbulletin.com

کمپوزنگ کے جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی

طباعت : ۲۰۰۵ء علمی گرافکس کراچی

ضخامت : 240 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی

بیت القرآن اردو بازار کراچی

ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ B-437 دیپ روڈ لسبیلہ کراچی

بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور

بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور

مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد۔

مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K

Azhar Academy Ltd.
At Continenta (London) Ltd.
Cooks Road, London E15 2PW

www.islamicbulletin.com

فہرست مضامین فضائل حج عکسی

مضمون	صفحہ
تمہید	
پہلی فصل حج کی ترغیب میں	۱
واذن في الناس بالحج الآية	〃
الحج اشهر معلومات الآية	۱۱
اليوم اكملت لكم دينكم الآية	〃
احادیث	۱۲
من حج لله فلم يرفث الحديث	〃
مختلف اغراض سے حج کرنا	
الحج المبرور ليس له جزاء الحديث	۱۵
حج مبرور کا مطلب	
مامن يوم اكثر من ان يعتق الحديث	〃
عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی عام بخشش	
حج کی وجہ سے کبائر کی مغفرت	
ماروی الشيطان يوما الحديث	۱۶
عرفہ کے دن کی عام بخشش پر شیطان کا واویلا	
شرط عمرو بن العاص وقوله الحج	۱۸
يهدم ماقبله	
مامن مسلم يلبي الالبى من عن يمينه	۱۹
حج سے پچھلے گناہوں کا خاتمہ	
حج کے مختلف افعال کا ثواب	
لبیک کہنے والوں کو جواب	
حج کے قبول ہونے کے قصے	
الحاج يشفع في اربع مائة الحديث	۲۳
اذا لقيت الحاج فسلم عليه ومره	〃
ان يستغفر لك	
النفقة في الحج كالنفقة في سبيل	
الله بسبع مائة ضعف	۲۴

مضمون	صفحہ
صدقہ کی نیت سے خریداری	
ما امعر حاج قط	۲۵
عورتوں کا جہاد حج، عمرہ ہے	
من اراد الحج فليتعجل	۲۷
جو شخص حج کے لئے نکلے اور راستہ میں مرجائے	〃
دوسرے کی طرف سے حج کرنا	۲۸
ان الله ليدخل بالحجة الواحد ثلثه	۲۹
الجنة	
دوسری فصل حج نہ کرنے کی وعید میں	۳۰
ومن كفر فان الله الاية	〃
صحابہ سے نقل کیا گیا کہ جو طاقت کے باوجود	
حج نہ کرے میں اسکی نماز جنازہ نہ پڑھوں	
حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ چاہے یہودی	۳۱
مرے چاہے نصرانی	
من كان له مال فلم يحج ولم	۳۲
يزك سال الرجعة	
موت کے وقت حج نہ کرنے کا افسوس	
ان عبدا صحت له وتمضى	۳۳
خمسة اعوام الا يفد الى المحروم	
جو کام کی جگہ خرچ نہیں کرتا اس کو بے جگہ	
خرچ کرنا پڑتا ہے	۳۴
تیسری فصل اس سفر میں مشقتوں کا تحمل	۳۵
بقدر مشقت ثواب ملتا ہے	۳۶
پیدل حج کا ثواب اور اس کی شرائط	〃
الملئكة تصافح الركبان وتعانق	〃
المشاة	
چوتھی فصل حج کی حقیقت میں	۳۹

www.islamicbulletin.com

مضمون	صفحہ
سفر حج کی سفر آخرت سے مشابہت کی تفصیل	۴۰
سفر حج مظہر عشق الٰہی کے بھی ہے اور اس کی توضیح	
سفر حج کی ۲۵ حکمتیں	۴۹
حضرت شبلیؒ کا اپنے مرید کے حج کا امتحان	۵۳
پانچویں فصل حج کے آداب میں	۵۶
وتزودوا فان خیر الزاد التقوٰی	″
بغیر سفر خرچ کے حج کرنا	
حج کے لئے حلال روپیہ	۵۷
ظلم اور حرام مال پر وعید	۵۸
حج میں نظر بد سے حفاظت	۶۰
الحاج الشعث التفل	۶۱
حج میں قربانی	۶۲
حج کے تیس آداب	۶۳
قبول کی امید اخلاص کی کوشش	۶۵
چھٹی فصل مکہ مکرمہ اور کعبہ شریف کے فضائل میں	۷۵
ان اول بیت وضع للناس الاية	″
فيه آيات بينات الاية من دخله كان آمنا	۷۶
اذ جعلنا البيت مثابة الاية	″
کعبہ شریف کی تعمیریں	۷۷
آخر زمانہ میں کعبہ کا منہدم ہونا	۸۰
کعبہ کے طواف وغیرہ کا ثواب	″
حجر اسود کے فضائل	۸۱
حجر اسود کا لوگوں کے گناہوں سے کالا ہوجانا	۸۴
رکن یمانی	″
ملتزم اجابت کی جگہ ہے	۸۵
مکہ میں دعا قبول ہونے کے مواقع	″

مضمون	صفحہ
مسجد حرام وغیرہ میں نماز کا ثواب	۸۶
مکہ میں گناہ کرنا	۸۷
حطیم کعبہ کا جزو ہے	۸۸
کعبہ میں داخلہ	۸۹
زمزم کا پانی	۹۰
قال لمكة ماطيب واحبك الى الحديث	۹۲
مکہ کا قیام	۹۳
مکہ کے متبرک مواضع	″
ساتویں فصل عمرہ کے بیان میں	۹۴
واتموا الحج والعمرة لله	۹۵
افضل الاعمال حج مبرور وعمرة مبرور	″
رمضان شریف کا عمرہ	۹۶
الحاج والعمار وفد الله	۹۷
لگاتار حج وعمرہ کرنا	″
عورتوں کا جہاد حج وعمرہ ہے	۹۸
آٹھویں فصل زیارت مدینہ	
قبر شریف کی زیارت	۹۹
احادیث زیارت	″
حضور ﷺ کے قریب سلام کرنا اور دور سے	۱۰۱
سلام بھیجنا	۱۰۲
لاتشد الرحال الا الى ثلثة مساجد	۱۰۶
صحابہؓ اور تابعین کا سفر زیارت	۱۰۸
نویں فصل آداب زیارت میں	۱۰۹
زیارت کے آٹھ آداب	″
سلام کے الفاظ میں اختصار	۱۱۹
شور وشغب سے احتراز	۱۲۰
پاک قبروں کی صورت	۱۲۱

www.islamicbulletin.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
بقیع کی حاضری	۱۲۸	حضور ﷺ کی مدینہ میں برکت کی دعا	۱۶۳
شہدائے احد کی حاضری	۱۳۰	اہل مدینہ کے ساتھ دعا کرنا	۱۶۸
قباء کی حاضری	//	حضور ﷺ کی مسجد میں چالیس نمازیں	۱۶۶
مدینہ کے متبرک مقامات اور سات کنویں	//	مدینہ پاک کی مٹی	//
زائرین کی چالیس حکایات	۱۳۴	مدینہ کی موت	۱۶۷
حضور ﷺ کی خواب میں زیارت	۱۳۸	روضہ شریف اور منبر شریف	۱۶۹
دسویں فصل مدینہ طیبہ کے فضائل میں	۱۵۲	مسجد کے خصوصی ستون	۱۷۱
ان الله سمى المدينة طابه	۱۵۴	خاتمہ۔ حضور ﷺ کے حج کا واقعہ	۱۷۴
امرت بقرية تأكل القرى	//	خلفائے راشدین کا حج	۱۸۰
یثرب کہنے کی ممانعت	//	حج کرنے والوں کی ستر حکایات	۱۸۱
مکہ افضل ہے یا مدینہ	۱۵۶	ان واقعات کے متعلق ضروری تنبیہات	۲۳۴
حرم مدینہ کا حکم	۱۵۸	توکل کی بحث	۲۳۵
مدینہ کے قیام سے اعراض	۱۶۰	تمت	۲۴۰
الايمان ليارزالى المدينة	۱۶۳		

www.islamicbulletin.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ ط

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا

امابعد! اس سیہ کار کے قلم سے تبلیغی سلسلہ میں پہلے بھی چند سالے شائع ہو چکے ہیں اور اللہ جل شانہٗ کے فضل سے ان کے دینی منافع کے متعلق اکابر اور احباب کی طرف سے تحریری اور زبانی پیامات بھی خلافِ توقع اتنی کثرت سے پہنچے جو موجب تعجب ہیں۔ اپنی نااہلیت کی وجہ سے نہ ان سے اس قدر نفع کی توقع تھی نہ اپنی بداعمالیوں اور کم مایگی کی وجہ سے وہ اس قابل تھے کہ ان سے اتنا نفع مخلوق کو پہنچے کیونکہ جو شخص خود عامل نہ ہو اس کی تحریر و تقریر سے بھی نفع کم پہنچتا ہے۔ میں ابتک بھی ان منافع کو اپنے چچا جان حضرت مولانا مولوی محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جو اپنی تبلیغی مساعی میں نہ صرف ہندوستان کے ہر گوشہ میں بلکہ بیرون ہند بھی بہت مشہور ہیں) کی توجہ کا اثر سمجھتا رہا اور سمجھتا ہوں۔ اسی وجہ سے اُن کے وصال کے بعد سے جس کو چار سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا یہ سلسلہ بند کر دیا تھا حالانکہ حضرت موصوفؒ نے اپنی حیات کے آخری ایام میں دو۲ رسالوں کی باصرار فرمائش کی تھی۔ اولاً تجارت اور کمائی کے فضائل ❶ میں ایک رسالہ کا حکم فرمایا تھا جس کا فوری طور پر ایک اجمالی نقشہ بھی اُسی بیماری کی شدت میں لکھ کر پیش کر دیا تھا مگر مرض کی شدت کی وجہ سے اُس کو ملاحظہ فرمانے کی نوبت نہ آئی۔ دوسرے انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی متعلق جس کا تقاضا اخیر زمانہ حیات میں ان پر شدت سے تھا اور اس مضمون کا آخری ایام میں بہت زیادہ اہتمام تھا اس کے متعلق ایک رسالہ فضائل میں لکھنے کا بار بار حکم فرمایا کہ ایک نماز کھڑی ہو رہی تھی دوسرا شخص امام تھا تکبیر ہو چکی تھی صف سے آگے کو منہ نکال کر فرمایا دیکھنا اس رسالہ کو بھول نہ جانا"

مگر اس کے باوجود اب تک کوئی سے رسالہ لکھنے کی نوبت نہیں آئی اور جب بھی ان حالات سے واقف احباب کی طرف سے ان کے لکھنے کا تقاضا ہوا اپنی نااہلیت کا تصور غالب ہو کر سدِ راہ بنتا رہا کئی مرتبہ ان دونوں رسالوں کے متعلق چچا جانؒ کا اصرار یاد آ کر خیال پیدا ہوا پھر اپنی حالت اور دنیا کی رفتار نے اس خیال کو دبا دیا۔ میرے چچازاد بھائی عزیزی الحافظ الحاج مولوی محمد یوسف ❷ سلمہٗ،

---

❶ یہ رسالہ "فضائل صدقات کے نام سے دو حصوں میں طبع ہو چکا ہے ❷ افسوس کہ موصوف نے ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ بعد نماز جمعہ وصال فرمایا۔

www.islamicbulletin.com

جوالولد سر لابیہ کے ضابطہ کے موافق اس ایمانی تحریک کی دعوت میں اپنے والد صاحبؒ کے قدم بقدم اور اس جذبہ میں ان کے صحیح اور حقیقی وارث ہیں ان پر دو سال سے حجاز میں اس تحریک کو فروغ دینے کا جذبہ ہے خود چچا جان پر بھی اس کا تقاضا تھا۔ اسی جذب کے ماتحت وہ دو ۲ مرتبہ صرف اسی مقصد کے لئے حجاز تشریف لے جا چکے تھے جس کو حضرت مولانا الحاج ابوالحسن علی میاں صاحب نے مختصراً اُن کی سوانح میں تحریر فرمایا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عرب ہی وہ برگزیدہ جماعت ہے جس نے ابتدا میں تمام دنیا میں اسلام کو پھیلا دیا وہ حضرات اگر اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلیں تو یقیناً اب بھی انشاءاللہ تعالیٰ دنیا میں اسلام اسی طرح چمک سکتا ہے جس طرح ابتداء زمانہ میں چمکا تھا۔ اس کے علاوہ حجاج کی جماعت جو ہر سال ہزاروں کی تعداد میں حج کو جاتی ہے وہ حج کے فضائل اور ثمرات و برکات سے ناواقفیت اور آداب حج کے نامعلوم ہونے کی وجہ سے جس دینی جذبہ اور جن برکات کے ساتھ اُس کو واپس آنا چاہیے اُس سے اکثر خالی ہاتھ واپس آتی ہے۔

ان وجوہ سے عزیز موصوف کا دو سال سے اصرار تھا کہ حج و زیارت کے فضائل میں بھی چند احادیث کا ترجمہ امت کے سامنے پیش کروں تا کہ حج کو جانے والے حضرات ان احادیث کی برکت سے اسی ذوق وشوق کے ساتھ جائیں جو ان کی شان کے مناسب ہو اور حج سے واپسی بھی انھیں جذبات کے ساتھ ہو جو اس مبارک اور نہایت اہم عمل کے مناسب ہوں نیز ذوق وشوق کے ساتھ جانے والے حجاج کی کثرت ہو تو خود بھی دین کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں اور وہاں کے قیام میں اہل عرب سے بھی ان کے اصلی اور جدی کاموں میں اشتغال کی اور انہماک کی استدعا اور درخواست کریں عزیز موصوف دو سال سے اس کی ضرورت کا اظہار اور تکمیل پر اصرار کر رہے تھے مگر ادھر سے وعدے سے آگے بڑھنے کی نوبت نہ آئی۔ لیکن حق سبحانہٗ وتقدس جب کسی کام کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے لئے اسباب بھی غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ چچا جانؒ کے وصال کے بعد سے اب تک ہر سال رمضان المبارک کا مہینہ اس ناکارہ کو نظام الدینؒ گذارنے کی نوبت آتی رہی اور اپنے مشاغل کے ہجوم کی وجہ سے ۲۹ شعبان کو آکر ۲ شوال کو ہمیشہ واپسی ہو جاتی تھی۔ امسال بعض مجبوریوں کی وجہ سے عید کے بعد بھی یہاں قیام کرنا پڑا تو عزیز موصوف کو اصرار کا زیادہ موقع مل گیا۔ ادھر عید کی رات سے عشاق کی دار محبوب پر حاضری کا زمانہ شروع ہو جانے سے اس دیار کی یاد نے بھی طبیعت پر اثر کیا جو ہر سال شوال سے وسط ذی الحجہ تک اکثر آتا رہتا ہے اور جوں جوں حج کا زمانہ قریب آتا ہے یہ تصور کہ خوش قسمت عاشق اس وقت کیا کر رہے ہوں گے اپنی طرف بے اختیار متوجہ کرتا رہتا ہے اس لئے متوکلاً علی اللہ آج ۳ شوال ۶۶ھ چہار شنبہ کو یہ رسالہ شروع کرتا ہوں۔ اور

www.islamicbulletin.com

دس۱۰ فصلوں اور ایک خاتمہ میں مختصر طور پر چند احادیث کا ترجمہ اور کچھ متفرق مضامین پیش کرتا ہوں فصل نمبر اوّل، ترغیب حج میں۔ (دوم) حج نہ کرنے کی وعید میں۔ (سوم) اس سفر میں مشقتوں کے تحمل میں۔ (چہارم) حج کی حقیقت میں۔ (پنجم) حج کے آداب میں۔ (ششم) مکہ مکرمہ کے آداب وفضائل میں۔ (ہفتم) عمرہ کے بیان میں۔ (ہشتم) روضۂ مطہرہ کی زیارت اور مسجد نبوی کی حاضری میں۔ (نہم) زیارت کے آداب میں۔ (دہم) مدینہ طیبہ کے آداب وفضائل میں۔ خاتمہ میں حضور اقدس ﷺ کے حج کا مفصل واقعہ ہے اور بعض دوسرے جاں نثاروں کے حج کے مختصر قصے ہیں۔

﴿پہلی فصل﴾

حج کی ترغیب میں

حج کے فضائل اور اس کے احکام میں قرآن پاک کی بہت سی آیات نازل ہوئی ہیں اور احادیث تو لاتعداد وارد ہوئی ہیں جن میں سے نمونہ کے طور پر تھوڑی سی اس رسالہ میں ذکر کی جائیں گی ہی میں اپنے ہر رسالہ میں اختصار کی بہت کوشش کرتا ہوں کہ دینی چیزوں کے لئے نہ پڑھنے والوں کے پاس وقت زیادہ ہے نہ رسالہ کے بڑے ہوجانے کی وجہ سے قیمت میں اضافہ ہو جانے کے بعد خریدنے والوں کے پاس پیسہ زائد ہے ہاں وہ سینما دیکھنے کے لئے، بیاہ شادیوں میں خرچ کرنے کے لئے غریب سے غریب کے پاس بھی پیسہ کی کمی نہیں یہ اللہ کی شان اس لئے اول مختصراً چند آیات ذکر کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد چند احادیث ذکر کی جائیں گی۔

آیات

۱)......وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۙ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ ط......الایة (حج ع۴)

ترجمہ)......لوگوں میں حج (کے فرض ہونے) کا اعلان کر دو۔ (اس اعلان سے) لوگ تمہارے پاس (یعنی تمہاری اس عمارت کے پاس حج کے لئے) چلے آئیں گے پاؤں چل کر بھی اور (ایسی اونٹنیوں پر سوار ہو کر بھی جو دُور دراز راستوں سے چل کر آئی ہوں گی اور سفر کی وجہ سے دبلی ہو گئی ہوں تاکہ یہ آنے والے اپنے منافع حاصل کریں۔

فائدہ: بیت اللہ شریف کی سب سے پہلی بنا میں اختلاف ہے کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنایا یا اس سے پہلے فرشتوں نے بنایا تھا حتیٰ کہ بعض نے کہا ہے کہ زمین کی سب سے

www.islamicbulletin.com

پہلے ابتدا اسی جگہ سے ہوئی کہ پانی پر ایک بلبلہ کی شکل تھی جس سے پھر بقیہ زمین کا حصہ پھیلا دیا گیا لیکن حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جب طوفان آیا تو یہ مکان اُٹھا لیا گیا تھا اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام کی مدد سے اس کی تعمیر کی جس کا ذکر پہلے پارہ

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ

میں ہے اس آیتِ شریف سے پہلی آیت میں اُسی کا بیان ہے کہ اس گھر کی جگہ کا نشان ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو بتایا تھا اللہ جل شانہٗ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مکان کی از سرِ نو تعمیر کی۔ ایک حدیث میں آیا کہ جب اللہ جل شانہٗ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت سے اُتارا تو اُن کے ساتھ اپنا گھر بھی اُتارا اور فرمایا کہ اے آدم میں تیرے ساتھ اپنا گھر اُتارتا ہوں اس کا طواف اسی طرح کیا جائے گا جس طرح میرے عرش کا طواف کیا جاتا ہے اور اس کی طرف نماز اسی طرح پڑھی جائے گی جس طرح میرے عرش کی طرف نماز پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد طوفانِ نوحؑ کے زمانے میں یہ مکان اُٹھا لیا گیا اس کے بعد انبیاء کرامؑ اس جگہ کا طواف کرتے تھے مکان نہ تھا۔ اُس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ جل شانہٗ نے اس جگہ مکان بنانے کا حکم فرمایا اور جگہ کی تعیین خود فرما دی۔ (ترغیب منذری) حدیث میں آتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ تعمیر سے فراغت ہو چکی ہے اس پر اللہ جل شانہٗ کی طرف سے حکم ہوا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کرو جس کا اوپر کی آیت میں ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ میری آواز کس طرح پہنچے گی؟ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا کہ آواز کا پہنچانا ہمارے ذمہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اعلان فرمایا جس کو آسمان زمین کے درمیان ہر چیز نے سنا آج اس میں کوئی اشکال نہیں رہا کہ لاسلکی سے ایک ملک سے دوسرے ملک تک آواز پہنچ رہی ہے۔ تو لاسلکیوں کے بنانے والے کا بنانے والا جب آواز پہنچانے کا ارادہ کرے تو اس میں کیا اشکال ہو سکتا ہے؟ دوسری حدیث میں ہے کہ اس آواز کو ہر شخص نے سنا اور لبیک کہا جس کے معنیٰ ہیں کہ "میں حاضر ہوں" یہی وہ لبیک ہے جس کو حاجی احرام کے بعد سے شروع کرتا ہے۔ جس شخص کی قسمت میں اللہ جل شانہٗ نے حج کی سعادت لکھی تھی وہ اس آواز سے بہرہ ور ہوا اور لبیک کہی۔ (اتحاف) دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص نے بھی خواہ وہ پیدا ہو چکا تھا یا ابھی تک عالمِ ارواح میں تھا اُس وقت لبیک کہا وہ حج ضرور کرتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا وہ ایک حج کرتا ہے جس نے اس وقت دو مرتبہ لبیک کہا وہ دو مرتبہ حج کرتا ہے اور اسی طرح جس نے اس سے زیادہ جتنی مرتبہ لبیک کہا اتنے ہی حج اس کو نصیب ہوتے

www.islamicbulletin.com

ہیں (درمنثور) کس قدر خوش نصیب ہیں روحیں جنھوں نے اسوقت دمادم لبیک کہا ہوگا بیسیوں حج ان کونصیب ہوئے یا ہوں گے۔

۲)......اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ ج فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ط

(سورۂ بقرہ ع ۲۵)

ترجمہ)......حج (کا زمانہ) چند مہینے ہیں جو (مشہور) معلوم ہیں (یعنی یکم شوال سے دس ذوالحجہ تک) پس جو شخص ان ایام میں اپنے او پر حج مقرر کر لے (کہ حج کا احرام باندھ لے) تو پھر نہ کوئی فحش بات جائز ہے اور نہ عدول حکمی دُرست ہے اور نہ کسی قسم کا جھگڑا زیبا ہے (بلکہ اس کو چاہیے کہ ہر وقت نیک کام میں لگا رہے) اور جو نیک کام کرو گے حق تعالیٰ شانہٗ اس کو جانتے ہیں (ان کو ہر شخص کی ہر بات کا ہر وقت علم رہتا ہے۔ اس کے موافق اس کو جزا یا سزا دیتے ہیں اس لئے ان نیکیوں کا بہت بدلہ عطا فرمائیں گے جو ان مبارک اوقات میں کی جائیں گی۔

فائدہ: فحش بات دو طرح کی ہوتی ہے ایک وہ جو پہلے سے بھی ناجائز تھی اس کا گناہ حج کی حالت میں کرنے سے زیادہ ہو جاتا ہے دوسرے وہ جو پہلے سے جائز تھی۔ جیسا کہ اپنی بیوی سے بے حجابی کی بات کرنا حج میں وہ بھی جائز نہیں رہتی اسی طرح حکم عدولی بھی دو طرح کی ہے ایک وہ جو پہلے ہی سے ناجائز تھی جیسا کہ سارے گناہ ان کی معصیت حج کی حالت میں زیادہ سخت ہو جائے گی دوسرے وہ امور جو پہلے سے جائز تھے اب حج کی وجہ سے ناجائز ہو گئے جیسا کہ خوشبو لگانا اب ناجائز ہو گیا۔ ایسے ہی لڑنا جھگڑنا پہلے سے بھی برا ہے مگر حج میں اور بھی زیادہ برا ہے۔ (بیان القرآن) اگر چہ عدول حکمی میں جھگڑا کرنا بھی داخل ہے مگر چونکہ حج میں اکثر ساتھیوں میں نزاع ہو ہی جاتا ہے، اس لئے اہتمام کی وجہ سے اس کو خاص طور سے ذکر فرمایا جیسا کہ آئندہ پہلی حدیث کے ذیل میں بھی اس کا ذکر آرہا ہے

۳)......اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (سورۂ مائدہ ع ۱)

ترجمہ) آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے (ہر طرح) کامل و مکمل بنا دیا اور تم پر اپنا انعام (آج) پورا کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے (ہمیشہ کو) پسند کر لیا (کہ قیامت تک) تمھارا یہی دین رہے گا اس کو منسوخ کر کے دوسرا دین تجویز نہ کیا جائے گا۔

فائدہ: حج کے اہم فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ یہ آیت شریفہ جس میں تکمیل دین کا مژدہ ہے

www.islamicbulletin.com

حج کے موقع پر نازل ہوئی۔امام غزالیؒ نے احیاء میں لکھا ہے کہ حج اسلام کے بنیادی ارکان میں ہے اسی پر ارکان کا اختتام ہوا ہے اور اسی پر اسلام کی تکمیل وتمیم ہوئی ہے اسی میں آیت (اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ) نازل ہوئی ہے۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہود کے بعض علماء نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ تم قرآن پاک میں ایک آیت پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم پر نازل ہوتی ہو ہم اُس دن کو عید کا دن بناتے) یعنی سالگرہ کے طور پر اُس دن کی خوشی مناتے) حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ وہ کونسی آیت ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ کس دن اور کہاں نازل ہوئی۔بحمد اللہ ہمارے یہاں اس وقت دو عیدیں جمع تھیں ایک جمعہ کا دن (کہ وہ بھی مسلمان کے لئے بمنزلہ عید کے دن کے ہے) دوسرے عرفہ کا دن کہ وہ بھی بالخصوص حاجی کے لیے عید کا دن ہے) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ آیت جمعہ کے دن شام کے وقت عصر کے بعد جب کہ حضور اقدس ﷺ عرفات کے میدان میں اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے نازل ہوئی۔درحقیقت یہ بڑا مژدہ ہے جو اس آیت شریفہ کے بعد حلت وحرمت کے بارے میں کوئی جدید حکم نازل نہیں ہوا۔جب آدمی حج میں یہ خیال کرے کہ اس فریضہ سے دین کی تکمیل قرار دی گئی اور دین مکمل ہونے کا یہ ذریعہ ہوا ہے تو کتنے ذوق وشوق سے اس فریضہ کو ادا کرنا چاہئے وظاہر ہے۔ جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر تھے وہ اونٹنی بوجھ کی وجہ سے بیٹھ گئی کھڑی نہ ہوسکی۔وحی کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں وزن بہت بڑھ جاتا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ اونٹنی پر ہوتے اور وحی نازل ہوتی تو وہ اونٹنی اپنی گردن گرا دیتی اور جب تک وحی ختم نہ ہوتی حرکت نہ کرسکتی تھی۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب وحی نازل ہوتی ہے تو مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ میری جان نکل جائے گی۔ (درمنثور) حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت شریفہ

لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ

نازل ہوئی تو میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔حضور ﷺ پر غشی سی طاری ہوئی تو آپ ﷺ کی ران میری ران پر رکھی گئی اُس کے وزن سے میری ران ٹوٹی جارہی تھی۔(درمنثور) یہ اللہ جل شانہٗ کے پاک کلام کی عظمت وہیبت تھی جس کو ہم لوگ ایسا سرسری اور لاپرواہی سے پڑھتے ہیں جیسا کہ ایک معمولی کلام ہو۔یہاں تک چند آیات کا ذکر تھا آگے چند احادیث کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

احادیث

۱)......عن ابی ھریرۃ ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من حج للہ فلم

يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امهٗ ط (متفق علیه ،مشکوٰۃ)

ترجمہ)......حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے حج کرے اس طرح کہ اس حج میں نہ رفث ہو (یعنی فحش بات) اور نہ فسق ہو (یعنی حکم عدولی) وہ حج سے ایسا واپس ہوتا ہے جیسا اس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے نکلا تھا۔

فائدہ: جب بچہ پیدا ہوتا ہے وہ معصوم ہوتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ کوئی لغزش کسی قسم کی دار گیر کچھ نہیں ہوتی۔ یہی اثر ہے اس حج کا جو اللہ کے واسطے کیا جائے فضائلِ نماز ❶ کے شروع میں یہ مضمون گذر چکا ہے کہ علماء کے نزدیک اس قسم کی احادیث سے صغیرہ گناہ مُراد ہوا کرتے ہیں اگر چہ حج کے بارے میں جو روایات بکثرت وارد ہوئی ہیں اُن کی وجہ سے بعض علماء کی تحقیق ہے کہ حج سے صغائر کبائر سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں حدیث پاک میں تین مضمون ذکر فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ اللہ کے واسطے حج کیا جائے یعنی اس میں کوئی دینوی غرض شہرت ریا وغیرہ شامل نہ ہو بہت سے لوگ شہرت اور عزت کی وجہ سے حج کرتے ہیں وہ اتنا حرج اور خرچ ثواب کے اعتبار سے بے کار ضائع کرتے ہیں ،اگرچہ حج فرض اس طرح بھی ادا ہو جائے گا لیکن اگر محض اللہ کی رضا کی نیت ہو تو فرض ادا ہونے کے ساتھ کس قدر ثواب ملے۔ اتنی بڑی دولت کو محض چند لوگوں میں عزت کی نیت سے ضائع کر دینا کس قدر نقصان اور خسارہ کی بات ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے قریب میری امت کے امیر لوگ تو حج محض سیر و تفریح کے ارادے سے کریں گے (گویا لندن و پیرس کی تفریح نہ کی حجاز کی تفریح کر لی) اور میری امت کا متوسط طبقہ تجارت کی غرض سے حج کرے گا تجارتی مال کچھ ادھر سے لے گئے کچھ ادھر سے لے آئے اور علماء زیادہ شہرت کی وجہ سے حج کریں گے (کہ فلاں مولانا صاحب نے پانچ حج کئے دس حج کئے) اور غرباء بھیک مانگنے کی غرض سے جائیں گے۔ (کنز العمال) علماء نے لکھا ہے کہ جو لوگ اجرت کیساتھ حج بدل کرتے ہیں کہ اس حج سے کچھ دینوی نفع حاصل ہو جائے وہ بھی اس میں داخل ہیں کہ گویا حج کے ساتھ تجارت کر رہا ہے جیسا کہ حدیث (۱۵) کے ذیل میں آرہا ہے۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ سلاطین اور بادشاہ تفریح کی نیت سے حج کریں گے اور غنی لوگ تجارت کی غرض سے اور فقراء سوال کی غرض سے اور علماء شہرت کی وجہ سے۔ (اتحاف) ان دونوں حدیثوں میں کچھ تعارض نہیں۔ پہلی حدیث میں جو غنی بتائے گئے ان سے اعلیٰ درجہ کے غنی مراد ہیں جن کو دوسری حدیث میں سلاطین سے تعبیر کیا ہے اور جس کو اس حدیث میں غنی سے تعبیر کیا ہے وہ سلاطین سے کم درجہ مراد ہے جس کو پہلی حدیث میں متوسط طبقہ سے تعبیر کیا ہے۔ ایک حدیث میں

❶ فضائل نماز شیخ الحدیث صاحب کا ایک رسالہ ہے۔

www.islamicbulletin.com

ہے کہ حضرت عمرؓ صفا و مروہ کے درمیان ایک مرتبہ تشریف فرما تھے ایک جماعت آئی جو اپنے اونٹوں سے اُتری اور بیت اللہ شریف کا طواف کیا صفا مروہ کے درمیان سعی کی۔ حضرت عمرؓ نے ان سے دریافت کیا تم کون لوگ ہو؟ انھوں نے عرض کیا کہ عراق کے لوگ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ یہاں کیسے آنا ہوا۔ انھوں نے عرض کیا حج کے لئے حضرت عمرؓ نے فرمایا کوئی اور غرض تو نہ تھی مثلاً اپنی میراث کا کسی سے مطالبہ ہو یا کسی قرض دار سے روپیہ وصول کرنا ہو یا کوئی اور تجارتی غرض ہو انھوں نے عرض کیا نہیں کوئی دوسری غرض نہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ از سر نو اعمال کرو یعنی سارے گناہ تمھارے معاف ہو چکے۔ دوسری چیز حدیث بالا میں یہ ہے کہ اس میں رفث یعنی فحش بات نہ ہو۔ اس سے قبل قرآن پاک کی آیت شریفہ میں بھی یہ لفظ فَلَا رَفَثَ گذر چکا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ یہ ایک ایسا جامع کلمہ ہے جس میں ہر قسم کی لغو اور بیہودہ بات داخل ہے حتیٰ کہ بیوی کے سامنے صحبت کا ذکر کرنا بھی داخل ہے۔ حتیٰ کہ اس قسم کی بات کا آنکھ سے یا ہاتھ سے اشارہ کرنا بھی داخل ہے کہ اس قسم کا ذکر شہوت کو ابھارتا ہے۔ تیسری چیز جو اس حدیث پاک میں ذکر کی گئی وہ فسوق یعنی حکم عدولی نہ ہونا ہے۔ یہ بھی قرآن پاک کی آیت مذکورہ میں گذر چکا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ بھی ایک جامع کلمہ ہے جو اللہ جل شانہٗ کی ہر قسم کی نافرمانی کو شامل ہے اس میں جھگڑا کرنا بھی داخل ہے کہ یہ بھی حکم عدولی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ حج کی خوبی نرم کلام کرنا اور لوگوں کو کھانا کھلانا ہے۔ لہٰذا کسی سے سختی سے گفتگو کرنا نرم کلام کے منافی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آدمی اپنے ساتھیوں پر بار بار اعتراض نہ کیا کرے۔ بدوؤں سے سختی سے پیش نہ آئے ہر شخص کے ساتھ تواضع سے اور خوش خلقی سے پیش آئے۔ علماء نے لکھا ہے کہ خوش خلقی یہ نہیں ہے کہ دوسرے کو تکلیف نہ پہنچائے بلکہ خوش خلقی یہ ہے کہ دوسرے کی اذیت کو برداشت کرے۔ سفر کے معنی لغت میں ظاہر کرنے کے ہیں علماء نے لکھا ہے کہ سفر کو سفر اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس میں آدمی کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ تم فلاں کو جانتے ہو کہ کیسا آدمی ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ جی جانتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ تم نے کبھی کوئی سفر اس کے ساتھ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ سفر تو نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر تم اس کو نہیں جانتے ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک صاحب نے کسی کی تعریف کی بہت اچھے آدمی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا کہ تم نے ان کے ساتھ کوئی سفر کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ سفر تو نہیں کیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے دریافت کیا تمھارا ان کے ساتھ کوئی معاملہ پڑا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ معاملہ بھی نہیں پڑا تو حضرت عمرؓ

www.islamicbulletin.com

نے فرمایا کہ پھر تمہیں ان کے حال کی کیا خبر؟ (اتحاف) حق یہ ہے کہ آدمی کا حال ایسی ہی چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے ویسے دیکھنے میں تو سب ہی اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر سفر میں اکثر کشیدگی ہو ہی جاتی ہے اس لئے قرآن پاک میں حج کے ساتھ وَلَا جِدَالَ کو خاص طور سے ذکر کیا ہے۔

۲)......عَنْ ابی هريرة ﷺ قال قال رسول الله ﷺ الحج المبرو رليس لهٗ جزاء الا الجنة (متفق عليه مشكوٰة)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ نیکی والے حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔

فائدہ: بعض علماء نے کہا ہے نیکی والے حج کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کی معصیت نہ ہو اسی واسطے اکثر حضرات اس کا ترجمہ مقبول سے کرتے ہیں کہ جب آداب وشرائط کی رعایت ہوگی کوئی لغزش اُس میں نہ ہوگی تو وہ حج انشاء اللہ مقبول ہوگا۔ حضرت جابر ﷺ کی حدیث میں ہے کہ حج کی نیکی لوگوں کو کھانا کھلانا اور نرم گفتگو کرنا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حج کی نیکی کھانا کھلانا اور لوگوں کو کثرت سے سلام کرنا ہے (ترغیب)

ایک حدیث میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نیکی والے حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں تو صحابہؓ نے دریافت کیا کہ حضور ﷺ نیکی والا حج کیا چیز ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ کھانا کھلانا اور سلام کثرت سے کرنا (کنز)

۳)......عن عائشةؓ ان رسول الله ﷺ قال مَا من يوم اكثر من ان يعتق الله فيه عبدًا من النار من يوم عرفة وانه ليدنو ثم يباهي بهم الملئكة فيقول ماارادهولآءِ۔ (رواه مسلم)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زائد بندوں کو جہنم سے نجات دیتے ہوں یعنی جتنی کثیر مقدار کو عرفہ کے دن خلاصی ہوتی ہے اتنی کثیر تعداد کسی اور دن کی نہیں ہوتی۔ حق تعالیٰ شانہٗ (دنیا کے) قریب ہوتے ہیں پھر فخر کے طور پر فرماتے ہیں یہ بندے کیا چاہتے ہیں۔

فائدہ: اللہ جل شانہٗ کا قریب ہونا یا نیچے کے آسمان پر اُترنا یا اس قسم کے اور جو مضامین ذکر کئے گئے ہیں ان کی اصل حقیقت تو اللہ جل شانہٗ ہی کو معلوم ہے کہ وہ ہر وقت قریب ہے اترنے چڑھنے کے ظاہری معنی سے بالاتر ہے۔ علماء اس قسم کے مضامین کو رحمت خاصہ کے قریب ہونے سے تعبیر فرمایا کرتے ہیں جو مضمون حدیث بالا میں ہے کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ سب سے نیچے کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ

میرے پاس ایسی حالت میں آئے ہیں کہ سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں بدن پر اور کپڑوں پر سفر کی وجہ سے غبار پڑا ہوا ہے لبیك اللّٰھم لبیك کا شور ہے دُور دُور سے چل کر آئے ہیں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کے گناہ معاف کر دیئے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ فلاں شخص گناہوں کی طرف منسوب ہے اور فلاں مرد اور فلاں عورت تو (بس کیا کہا جائے) حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے ان سب کی مغفرت کر دی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس دن سے زیادہ کسی دن بھی لوگ جہنم کی آگ سے آزاد نہیں ہوتے۔ (مشکوٰۃ) ایک اور حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں۔ یہ میرے بندے بکھرے ہوئے بالوں والے میرے پاس آئے ہیں میری رحمت کے اُمیدوار ہیں (اس کے بعد بندوں سے خطاب فرماتے ہیں) اگر تمھارے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں اور آسمان کی بارش کے قطروں کے برابر ہوں اور تمام دنیا کے درختوں کے پتوں کے برابر تب بھی بخش دیئے اپنے گھر چلے جاؤ۔ (کنز) اور ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ فخر کے طور پر فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ دیکھو میں نے ان بندوں کی طرف اپنا رسول بھیجا یہ اس پر ایمان لائے میں نے ان پر کتاب نازل کی یہ اس پر ایمان لائے۔ تم گواہ رہو میں نے ان کے سارے گناہ معاف کر دیئے۔ (کنز) عرض بہت کثرت سے روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے ان ہی جیسی احادیث کی بنا پر بعض علماء نے کہا ہے کہ حج کی معافی صغیرہ گناہوں کے ساتھ مخصوص نہیں کبیرہ گناہ بھی اس سے ہو جاتے ہیں۔ وہ با اختیار بادشاہ ہے اسی کی نافرمانیوں کا نام گناہ ہے وہ کسی آدمی کو یا کسی جماعت کو اپنے فضل سے بالکل ہی معاف کر دے تو نہ اس کے لطف و کرم سے بعید ہے نہ کسی دوسرے کا اس میں اجارہ ہے۔

شفاء قاضی عیاض میں ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک جماعت سعدون خولانیؒ کے پاس آئی اور ان سے یہ قصہ بیان کیا کہ قبیلہ کنامہ کے لوگوں نے ایک آدمی کو قتل کیا اور اس کو آگ میں جلانا چاہا۔ رات بھر اس پر آگ جلاتے رہے مگر آگ نے اس پر ذرا بھی اثر نہ کیا بدن ویسا ہی سفید رہا۔ سعدونؒ نے فرمایا کہ شاید اس شہید نے تین حج کئے ہوں گے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں تین حج کئے ہیں۔ سعدونؒ نے کہا مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جس شخص نے ایک حج کیا اس نے اپنا فریضہ ادا کیا اور جس نے دوسرا حج کیا اس نے اللہ کو قرض دیا جو تین حج کرتا ہے تو اللہ جل شانہٗ اس کی کھال کو اس کے بال کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

٤)......عن طلحة ﷺ بن عبيد الله بن كريز انّ رسول الله ﷺ قال ما روئ الشيطان يوما هو فيه اصغر ولا ادحر ولا احقر ولا اغيظ

www.islamicbulletin.com

منه فی یوم عرفة وما ذاك اِلّا لما یری من تنزل الرحمة و تجاوز اللّٰه عن الذنوب العظام اِلّا ما رویٔ یوم بدر (رواہ مالك مرسلا مشکوٰۃ)

ترجمہ)......حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ غزوۂ بدر کا دن تو مستثنیٰ ہے چھوڑ کر کوئی دن عرفہ کے دن کے علاوہ ایسا نہیں جس میں شیطان بہت ذلیل ہو رہا ہو بہت راندہ پھر رہا ہو بہت حقیر ہو رہا ہو، بہت زیادہ غصہ میں بھر رہا ہو اور یہ سب کچھ اس وجہ سے کہ عرفہ کے دن میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا کثرت سے نازل ہونا بندوں کے بڑے بڑے گناہوں کا معاف ہونا دیکھتا ہے۔

فائدہ: شیطان کو اس دن میں جتنا بھی غصہ ہو جتنا بھی اس پر رنج وملال کا اثر ہو جتنا بھی وہ پریشان حال ہو قرین قیاس ہے کیونکہ اس کی عمر بھر کی محنت کہ بڑی مشقتوں اور محنتوں سے اس نے لوگوں سے گناہ کرائے وہ آج ایک رحمت کے جھونکے میں سب صاف ہو گئے اس پر جتنا بھی اس کو غصہ اور رنج ہو وہ ظاہر ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ شیطان اپنے شریر لشکر کو اس پر مامور کرتا ہے کہ وہ حاجیوں کے راستہ میں بیٹھ کر ان کو راستہ سے بے راہ کریں۔ (کنز) صوفیاء میں سے ایک صاحب کشف کا قصہ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ ان کو عرفہ کے دن شیطان نظر آیا کہ بہت ہی کمزور ہو رہا ہے چہرہ زرد پڑا ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، کمر سے سیدھا کھڑا نہیں ہوا جاتا، وہ جھک رہی ہے۔ ان بزرگ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تو کیوں رو رہا ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے یہ چیز رُلا رہی ہے کہ حاجی لوگ بلا (کسی دینوی غرض) تجارت وغیرہ کے اس کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے مجھے یہ ڈر اور رنج ہے کہ وہ پاک ذات ان لوگوں کو نامراد نہیں رکھے گی اس غم میں رو رہا ہوں وہ فرماتے ہیں پھر میں نے اس سے پوچھا کہ تُو دُبلا کیوں ہو گیا؟ اس نے کہا کہ گھوڑوں کی آواز سے جو ہر وقت اللہ کے راستوں میں (حج عمرہ جہاد وغیرہ میں) پھرتے رہتے ہیں۔ کاش یہ سواریاں میرے راستے (لہو ولعب، بدکاری، حرام کمائی وغیرہ) میں پھرتیں تو مجھے کیسی اچھی لگتیں انھوں نے فرمایا کہ تیرا رنگ ایسا زرد کیوں پڑ گیا؟ اس نے کہا کہ لوگ ایک دوسرے کو نیکیوں پر آمادہ کرتے ہیں اس کام میں دوسرے کی مدد کرتے ہیں اگر یہ آپس کی امداد و اعانت گناہوں کے کرنے میں ہوتی تو میرے لئے کس قدر مسرت کا سبب ہوتی۔ انھوں نے فرمایا کہ تیری کمر کیوں جھک گئی؟ اس نے کہا بندہ ہر وقت یہ کہتا ہے کہ یا اللہ خاتمہ بالخیر عطا کر ایسا شخص جس کو اپنے خاتمہ کا ہر وقت فکر رہے کب اپنے کسی نیک عمل پر گھمنڈ کرے گا۔

۵)......عن ابن شماستہؓ قال حضرنا عمرو بن العاص ﷺ وھو فی سیاقة الموت فبکی طویلا وقال فلما جعل اللّٰه الاسلام فی قلبی اتیت النبی ﷺ فقلت یارسول اللّٰه ابسط یمینك لابایعك فبسط یدہ

www.islamicbulletin.com

فقبضت يدى فقال مالك ياعمرو قال اردت ان اشترط قال تشترط ماذاقال ان يغفرلي قال اماعلمت يا عمروان الاسلام يهدم ماكان قبله وان الهجرة تهدم ماكان قبلها وان الحج يهدم ماكان قبله (رواه ابن خزيمة فى صحيحه هكذا مختصرًا ورواه مسلم وغيره اطول منه كذافى الترغيب)

ترجمہ)......ابن شماستہؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس حاضر ہوئے ان کا آخری وقت تھا انتقال ہو رہا ہے تھا۔ حضرت عمروؓ اس وقت بہت دیر تک روتے رہے اس کے بعد اپنے اسلام لانے کا قصہ سنایا اور فرمانے لگے کہ جب اللہ جل شانہٗ نے میرے دل میں اسلام لانے کا جذبہ پیدا کر دیا تو میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حاضر ہو کر عرض کیا کہ بیعت کے لئے ہاتھ دے دیجئے میں مسلمان ہوتا ہوں۔ حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیلایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کیا؟ میں نے عرض کیا حضور (ﷺ) میں پہلے ایک شرط کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ اللہ جل شانہٗ میرے پچھلے گناہ معاف کر دے حضور ﷺ نے فرمایا عمرو تجھے یہ بات معلوم نہیں کہ اسلام ان سب گناہوں کو ختم کر دیتا ہے جو کفر کی حالت میں کئے گئے ہوں اور ہجرت ان سب لغزشوں کو ختم کر دیتی ہے جو ہجرت سے پہلے کی ہوں اور حج ان سب قصوروں کا خاتمہ کر دیتا ہے جو حج سے پہلے کئے ہوں۔

فائدہ: اس حدیث میں اس چیز سے قطع نظر کہ گناہ صغیرہ مراد ہیں یا کبیرہ جیسا کہ سب سے پہلی حدیث میں گذر چکا ہے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ایک کسی کا حق ہوتا ہے اور ایک اس کا گناہ، حج وغیرہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں مگر حقوق معاف نہیں ہوتے۔ مثلاً کسی شخص کا مال چرا لیا اس میں ایک تو وہ مال ہے جو چرایا ہے دوسرے اس چوری کا گناہ ہے۔ گناہ کے معاف ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ جس کا مال چرایا ہے وہ بھی واپس کرنا نہ پڑے گا۔ اس کا واپس کرنا تو ضروری ہے البتہ اس چوری کرنے کا جو گناہ ہوا وہ معاف ہو سکتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے عرفہ کی شام کو عرفات کے میدان میں اُمت کی مغفرت کی دعا مانگی اور بہت الحاح وزاری سے دیر تک مانگتے رہے۔ رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور اللہ جل جلالہٗ کا ارشاد ہوا کہ میں نے تمہاری دعا قبول کر لی اور جو گناہ بندوں نے میرے کئے ہیں وہ معاف کر دیئے البتہ جو ایک دوسرے پر ظلم کئے ہیں ان کا بدلہ لیا جائے گا۔ حضور ﷺ نے پھر درخواست کی اور بار بار درخواست کرتے رہے کہ یا اللہ تو اس پر بھی قادر ہے کہ مظلوم کے ظلم کا بدلہ تو عطا فرمادے اور ظالم کے قصور معاف فرمادے۔ مزدلفہ کی صبح کو اللہ جل شانہٗ نے یہ دعا بھی قبول فرمالی اس وقت حضور اقدس ﷺ نے تبسم فرمایا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ نے ایسی حالت میں (الحاح

www.islamicbulletin.com

وزاری کی) تبسم فرمایا کہ ایسے وقت تبسم کی عادت شریفہ نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ جل شانہٗ نے میری یہ دعا قبول فرمائی اور شیطان کو اس کا پتہ چلا تو آہ وواویلا سے چلانے لگا اور مٹی اپنے سر پر ڈالنے لگا۔ (ترغیب)

۶)......عن سهل بن سعد ﷺ قال قال رسول الله ﷺ مامن مسلم يلبي الالبى من عن يمينه و شماله من حجر او شجر او مدر حتى تنقطع الارض من هھنا و ھھنا۔ (رواه الترمذى و ابن ماجه كذافى المشكوة)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب حاجی لبیک کہتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے دائیں اور بائیں جو پتھر درخت ڈھیلے وغیرہ ہوتے ہیں وہ لبیک کہتے ہیں اور اسی طرح سلسلہ زمین کے منتہا تک یہ سلسلہ چلتا ہے۔

فائدہ: متعدد احادیث میں آیا ہے کہ لبیک کہنا حج کا شعار ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب لبیک کہتے تھے تو حق تعالیٰ شانہٗ جواب میں فرماتے تھے لبیک یا موسیٰ (کنز) حاجی کی ایک لبیک ہی نہیں اس کی ہر ہر چیز میں مستقل اجر اور فضیلت ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا کہ دو۲ شخص ایک انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے۔ اور سلام کے بعد عرض کیا کہ حضور ﷺ ہم کچھ دریافت کرنے آئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا دل چاہے تو تم دریافت کرلو اور تم کہو تو میں بتاؤں کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا کہ آپ ارشاد فرمادیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم حج کے متعلق دریافت کرنے آئے ہو کہ حج کے ارادہ سے گھر سے نکلنے کا کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے کا کیا فائدہ اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنے کا کیا ثواب ہے اور عرفات پر ٹھہرنے اور شیطانوں کے کنکریاں مارنے کا اور قربانی کرنے کا اور طواف زیارت کرنے کا کیا ثواب ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ اُس پاک ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ یہی سوالات ہمارے ذہن میں تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری (سواری) اونٹنی جو ایک قدم رکھتی ہے یا اٹھاتی ہے وہ تمھارے اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور طواف کے بعد ۲ رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا ایک عربی غلام آزاد کیا ہو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کا ثواب ستر (۷۰) غلاموں کو آزاد کرانے کے برابر ہے اور عرفات کے میدان میں جب لوگ جمع ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ دنیا کے آسمانوں پر اُتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ میرے بندے دُور دُور سے پراگندہ بال آئے ہوئے ہیں میری رحمت کے اُمیدوار ہیں اگر تم لوگوں کے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں یا بارش کے

www.islamicbulletin.com

قطروں کے برابر یا سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں تب بھی میں نے معاف کر دیئے میرے بندو ! جاؤ بخشے بخشائے چلے جاؤ تمھارے بھی گناہ معاف ہیں اور جن کی تم سفارش کروان کے بھی گناہ معاف ہیں اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ شیطانوں کے کنکریاں مارنے کا حال یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلے ایک بڑا گناہ جو ہلاک کر دینے والا ہو معاف ہوتا ہے اور قربانی کا بدلہ اللہ کے یہاں تمھارے لئے ذخیرہ ہے اور احرام کھولنے کے وقت سر منڈانے میں ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اس سب کے بعد جب آدمی طواف زیارت کرتا ہے تو ایسے حال میں طواف کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کے کہتا ہے کہ آئندہ از سرِ نو اعمال کر تیرے پچھلے سب گناہ تو معاف ہو چکے۔ (ترغیب)

لیکن یہ ضروری ہے کہ حج وہی حج مبرور ہو جو حقیقتاً حج کہلانے کا مستحق ہے۔ مشائخ نے لکھا ہے کہ لبیک اس نداء کا جواب ہے جو اللہ جل شانہٗ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ جس کا ذکر قرآنِ پاک کی آیت وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ میں گذر چکا ہے اس لئے جیسا کہ حاکم کی پکار پر دربار کی حاضری میں اُمید وخوف کی حالت ہوتی ہے ایسا ہی حال ہونا چاہیے اس سے ڈرتے رہنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ کہیں اپنی بداعمالیوں سے حاضری ہی قبول نہ ہو۔ مطرف بن عبداللہ ؓ عرفات کے میدان میں یہ دعا کر رہے تھے کہ یا اللہ ان سب کو میری نحوست کی وجہ سے محروم نہ فرما۔ بکر مزنیؒ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ عرفات کے میدان میں حجاج کو دیکھ کر کہتے تھے کہ مجھے یہ خیال ہو رہا ہے کہ میں اگر نہ ہوں تو ان سب کی مغفرت ہو جاتی۔ (اتحاف) حضرت علی زین العابدینؒ نے جب حج کے لئے احرام باندھا تو چہرہ زرد ہو گیا اور بدن پر کپکپی آگئی اور لبیک نہ کہہ سکے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ نے حرام کے شروع میں لبیک نہیں کہی تو فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس جواب میں لا لبیک نہ کہا جائے یعنی تیری حاضری معتبر نہیں اس کے بعد بڑی مشکل سے لبیک کہا تو غشی آگئی اور اونٹنی پر سے گر گئے اس کے بعد جب لبیک کہتے یہی حال ہوتا۔ سارا حج اسی طرح پورا کیا۔ احمد کہتے ہیں کہ میں ابو سلیمان کے ساتھ حج کو گیا جب احرام باندھنا شروع کیا تو انھوں نے لبیک نہ کہی یہاں تک کہ ہم ایک میل چلے اس کے بعد ان کو غشی آگئی جب غشی سے افاقہ ہوا تو مجھ سے کہنے لگے کہ احمد حق تعالیٰ شانہٗ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ وحی بھیجی تھی کہ ظالموں سے کہہ دو کہ میرا ذکر کم کیا کریں اس لئے کہ جب آدمی اللہ جل شانہٗ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ شانہٗ کا ارشاد (فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ) تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، کی بنا پر حق تعالےٰ شانہٗ بھی اس ظالم کا ذکر کرتے ہیں اس بنا پر فرمایا) کہ میں اس ظالم کا ذکر لعنت سے کرتا ہوں اس کے بعد ابو سلیمانؒ نے کہا

www.islamicbulletin.com

کرالحمد مجھے یہ بتایا گیا کہ جو شخص ناجائز امور کے ساتھ حج کرتا ہے اور لبیک کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں لالبیک تیری لبیک مقبول نہیں جب تک ان ناجائز امور کو نہ چھوڑے۔ (اتحاف) ترمذی شریف میں حضرت شداد بن اوس ﷺ سے روایت ہے کہ عقل مندوہ ہے جو اپنے نفس سے حساب کرتا ہے اور آخرت کے لئے عمل کرتا ہے اور عاجز و بےوقوف ہے وہ شخص جو اپنے نفس کو خواہشوں کی طرف لگائے رکھے اور اپنی آرزوؤں کے پورا ہونے کی امیدیں باندھے رکھے (نزھتہ) لیکن اس سب کے باوجود اللہ کے لطف وکرم کا امیدوار بھی رہنا چاہیے کہ اس کا فضل اور کرم ہمارے گناہوں سے کہیں زیادہ ہے۔ حضور کی دعا کے الفاظ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ۔

یااللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور تیری رحمت میرے اعمال حسنہ سے زیادہ امید کے قابل ہے۔ ایک بزرگ مکہ مکرمہ میں ستر برس رہے اور برابر حج اور عمرے کرتے رہے لیکن جب وہ حج یا عمرے کا احرام باندھتے اور لبیک کہتے تو جواب لالبیک ملتا۔ ایک مرتبہ نوجوان نے انکے ساتھ ہی حرام باندھا اور ان کو جب لالبیک کا جواب ملا تو اس نے بھی سنا تو وہ کہنے لگا چچا جان آپ کو تو لالبیک کہا کہنے لگے کہ بیٹا تو نے بھی سنا اس نے کہا میں نے بھی سنا ہے اس پر سخت روئے اور کہنے لگے کہ بیٹا میں تو ستر برس سے یہی جواب سنتا ہوں۔ جوان نے کہا پھر کیوں آپ اتنی مشقت ہمیشہ اُٹھاتے ہیں شیخ نے کہا کہ بیٹا اس کے سوا اور کون سا دروازہ ہے جس کو پکڑلوں اور اس کے سوا اور کون میرا ہے جس کے پاس جاؤں میرا کام تو کوشش ہے وہ چاہے رد کرے یا قبول کرے بیٹا غلام کو یہ زیبا نہیں کہ وہ اتنی بات کی وجہ سے آقا کے در کو چھوڑ دے یہ کہہ کر شیخ رو پڑے حتیٰ کہ آنسو سینے تک بہنے لگے۔ اس کے بعد پھر لبیک کہی تو جوان نے سنا کہ جواب میں کہا گیا کہ ہم نے تیری پکار کو قبول کرلیا اور ہم ایسا ہی کرتے ہیں ہر ایک شخص کے ساتھ جو ہمارے ساتھ حسن ظن رکھے بخلاف اُس کے جو اپنی خواہشات کا اتباع کرے اور ہم پر امیدیں باندھے جوان نے جب یہ جواب سنا تو کہنے لگا چچا تم نے بھی یہ جواب سنا شیخ یہ کہہ کر کہ میں نے بھی سُن لیا تنے روئے کہ چیخیں نکل گئیں۔ ابوعبداللہ جلاءؒ کہتے ہیں کہ میں ذوالحلیفہ میں تھا ایک نوجوان نے حرام باندھنے کا ارادہ کیا اور وہ بار بار یہ کہہ رہا تھا اے میرے رب مجھے یہ ڈر ہے کہ میں لبیک کہوں اور تُو لالبیک کہہ دے کئی مرتبہ یہی کہتا رہا۔ آخر ایک مرتبہ اس نے زور سے لبیک اللّٰھم کہا اور اسی میں روح نکل گئی۔ (مسامرات) علی بن موفقؒ کہتے ہیں کہ میں عرفہ کی شب میں منیٰ کی مسجد میں ذرا سو یا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو (۲) فرشتے سبز لباس پہنے ہوئے آسمان سے اُترے۔ ایک نے

www.islamicbulletin.com

دوسرے سے پوچھا کہ اس سال کتنے آدمیوں نے حج کیا ہے دوسرے نے جواب دیا کہ مجھے تو معلوم نہیں تو اس پوچھنے والے نے خود ہی کہا کہ چھ لاکھ آدمی ہیں اس نے پھر سوال کیا کہ تمھیں معلوم ہے کہ ان میں سے کتنے آدمیوں کا حج قبول ہوا اس نے جواب دیا کہ مجھے تو معلوم نہیں۔ اس نے خود ہی بتایا کہ ان میں سے صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا یہ کہہ کر وہ دونوں آسمان کی طرف چلے گئے۔ ابن موفقؒ کہتے ہیں کہ اس خواب کی وجہ سے گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی اور مجھے بڑا سخت فکر و غم سوار ہو گیا خود اپنے بارے میں سوچ میں پڑ گیا کہ چھ آدمی کل ہیں جن کا حج قبول ہوا میں بھلا ان میں کیسے ہو سکتا ہوں اس کے بعد عرفات سے واپسی پر بھی میں مجمع کو دیکھ رہا تھا اور سخت فکر میں تھا کہ اتنا بڑا مجمع اور اس میں سے صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا ہے۔ مزدلفہ میں اسی سوچ میں میری آنکھ لگ گئی تو وہی دو فرشتے پھر نظر آئے اور وہی سوال و جواب اوپر گذرے آپس میں کئے۔ اس کے بعد اس فرشتہ نے کہا کہ تمھیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے اس میں کیا حکم فرما دیا۔ دوسرے نے کہا کہ مجھے تو معلوم نہیں تو اس نے کہا یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ان چھ میں سے ہر ایک کے طفیل میں ایک ایک لاکھ کا حج قبول کرلیا جائے۔ ابن موفقؒ کہتے ہیں کہ پھر جو میری آنکھ کھلی تو مجھے اتنی خوشی ہو رہی تھی کہ بیان سے باہر ہے انہی بزرگ کا ایک قصہ لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج کیا اس کے بعد مجھے ترس آیا کہ بعض آدمی ایسے بھی ہوں گے جن کا حج قبول نہ ہوا ہو، تو میں نے دعا کی کہ یا اللہ میں نے اپنا حج اس کو بخشا جس کا حج قابل قبول نہ ہو۔

روض الریاحین میں اس قصہ میں کچھ الفاظ کی کمی بیشی ہے اس میں لکھا ہے کہ میں نے پچاس سے زیادہ حج کئے اور ان سب کا ثواب حضور اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین اور اپنے والدین کو بخشتا رہا۔ ایک حج رہ گیا۔ میں نے عرفات کے میدان میں لوگوں کے رونے کی آوازیں سن کر اس کو بخش دیا جس کا حج قبول نہ ہوا ہو) اس کے بعد مزدلفہ میں مجھے خواب میں اللہ جل شانہٗ کی زیارت ہوئی حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا کہ اے علی! تو مجھ سے زیادہ سخی بننا چاہتا ہے میں نے سخاوت پیدا کی اور میں نے سخی لوگوں کو پیدا کیا۔ میں تمام سخی لوگوں سے زیادہ سخی سارے کریموں سے زیادہ کریم سارے بخشش کرنے والوں سے زیادہ بخشش کرنے والا۔ میں نے ہر اس شخص کا حج جو قابل قبول نہ تھا اس کے طفیل قبول کرلیا۔ جس کا حج مقبول تھا۔ اتحاف اور روض میں ہے کہ میں نے ان سب کو بخشش دیا اور ان کے ساتھ ان سے کئی چند لوگوں کو اور ان میں سے ہر شخص کی سفارش اس کے گھر والوں میں اس کے دوستوں میں اور اس کے پڑوسیوں میں قبول کی۔ ابو عبداللہ جوہریؒ کا بھی ایک قصہ اس قسم کا رسالہ کے ختم پر حکایات میں نمبر ۱۳ پر آرہا ہے اور حضرت زین العابدین کے لبیک نہ کہہ سکنے کا قصہ

www.islamicbulletin.com

حکایات نمبر ۱۷ پر آرہا ہے۔ ان وقعات سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہٗ کے لطف و کرم سے یہ اُمید رکھنا چاہئے کہ وہ محض اپنے کرم سے نواز دیگا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ شخص بہت بڑا گنہگار ہے جو عرفات کے میدان میں بھی یہ سمجھے کہ میری مغفرت نہیں ہوئی۔ (اتحاف)

۷)......عن ابی موسیٰ رفعهٗ الی النبیّ صلی اللّٰه علیه و سلم قال الحاج یشفع فی اربع مائة اهل بیت اوقال من اهل بیته ویخرج من ذنوبه کیوم ولدته امهٗ (رواه البزّار وفیه راولم یسم کذافی الترغیب)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ حاجی کی سفارش چار سو گھرانوں میں مقبول ہوتی ہے یا یہ فرمایا کہ اس کے گھرانے میں سے چار سو آدمیوں کے بارے میں قبول ہوتی ہے راوی کو شک ہو گیا کہ کیا الفاظ فرمائے تھے اور یہ بھی فرمایا کہ حاجی اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ پیدائش کے دن تھا۔

فائدہ: چار سو آدمیوں کے بارے میں سفارش قبول ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اتنے لوگوں کی مغفرت کا تو گویا اللہ جل شانہٗ کی طرف سے وعدہ ہے اور اس سے زیادہ میں کوئی مانع نہیں بہت سی روایات میں یہ وارد ہوا ہے کہ حاجی جن کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے وہ قبول ہوتی ہے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ جو مشہور صوفیا میں ہیں ایک مرتبہ عرفات کے میدان میں ارشاد فرمانے لگے کہ تم لوگوں کا کیا خیال ہے اگر یہ سارا کا سارا مجمع کسی کریم کے دروازے پر جا کر ایک چھدام اس سے مانگے کیا وہ کریم انکار کردے گا؟ لوگوں نے کہا کبھی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ فرمانے لگے خدا کی قسم اللہ جل شانہٗ کے نزدیک ان سب کی مغفرت کر دینا اس کریم کے چھدام دینے سے بھی زیادہ آسان ہے اللہ تعالیٰ کے کرم کے مقابلہ میں یہ کچھ بھی نہیں۔ (روض الریاحین)

۸)......عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذالقیت الحاج فسلم علیه و صافحه ومره ان یستغفرلك قبل ان یدخل بیته فانهٗ مغفورلهٗ (رواه احمد کذافی المشکوٰة)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کسی حاجی سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اپنے لئے دعائے مغفرت کی اس سے درخواست کرو کہ وہ اپنے گناہوں سے پاک صاف ہو کر آیا ہے۔

فائدہ: ایک حدیث میں آیا ہے کہ مجاہد اور حاجی اللہ کا وفد ہیں جو مانگتے ہیں وہ انکو ملتا ہے جو دعا کرتے ہیں وہ قبول ہوتی ہے اور دوسری احادیث میں بھی مختلف الفاظ سے یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ ایک حدیث میں خود حضور اقدس ﷺ کی یہ دعا آئی ہے کہ یا اللہ تو حاجی کی بھی مغفرت کر اور جس کی

www.islamicbulletin.com

مغفرت کی حاجی دعا کرے اس کی بھی مغفرت فرما۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے تین مرتبہ یہ دعا کی اس سے اور بھی زیادہ تاکید معلوم ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا کہ حاجی کی بھی اللہ کے یہاں سے مغفرت ہے اور حاجی ۲۰ ربیع الاول تک جس کے لئے دعائے مغفرت کرے اس کی بھی مغفرت ہے۔ سلف کا معمول تھا کہ وہ حجاج کی مشایعت بھی کرتے تھے اور ان کا استقبال بھی کرتے تھے اور ان سے دعا کی درخوست کرتے تھے۔ (اتحاف)

۹)......عن بريدة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النفقة في الحج كالنفقة في سبيل الله بسبعمائة ضعف۔ (رواه احمد والطبراني والبيهقي واسناد احمد حسن كذا في الترغيب)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ حج میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کی طرح ہے ایک (روپیہ) کا بدلہ سات سو (روپیہ) ہے۔

فائدہ: ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس نے حضرت عائشہؓ سے ارشاد فرمایا کہ تیرے عمرہ کا ثواب تیرے خرچ کی بقدر ہے یعنی جتنا زیادہ اس میں خرچ کیا جائے گا اتنا ہی ثواب ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حج میں خرچ کرنا اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا ہے جس کا ثواب سات سو درجہ المضاعف ہوتا ہے۔ (کنز) ایک حدیث میں آیا ہے کہ حج میں خرچ کرنا ایک درہم چار کروڑ درہم کے برابر ہے یعنی ایک روپیہ چار کروڑ روپیہ خرچ کرنے کے برابر ہے اس کے بعد بھی اگر مسلمان وہاں جا کر روپیہ خرچ کرنے میں بخل اور کنجوسی کا خیال کرے تو کس قدر خسارے کی بات ہے۔ مشائخ نے حج کے آداب میں خرچ کرنے میں تنگی نہ کرنا خاص طور سے ذکر کیا ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اسراف سے مراد اچھے اچھے لذیذ چیزوں کے کھانے اور پینے میں خرچ کرنا مراد ہے لیکن وہاں کے تاجروں کی اعانت کا ارادہ کرلے تو یہ بھی پھر اپنی ذات پر خرچ کے بجائے وہاں کے اہل ضرورت پر خرچ بن جاتا ہے اس کا خصوصیت سے خیال رکھنا چاہیے مجھے اپنے آقا و مرشد حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی ہمرکابی میں دو مرتبہ اس پاک زمین پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں نے ہمیشہ حضرت کا یہ معمول بڑی خصوصیت سے دیکھا کہ وہاں کے قیام میں ہند کے واقف جانے والے اگر کوئی ہدیہ پیش کرتے ہیں تو اوّل تو حضرت بڑے اصرار سے اس کو یہ کہہ کر واپس فرماتے کہ یہاں کے لوگ زیادہ مستحق ہیں ان کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مخصوص اہل وکمال کا پتہ بھی بتادیتے۔ اس کے بعد اگر کوئی اصرار کرتا تو مجبوراً حضرت قبول فرما کر اس ناکارہ کو اس ارشاد کے ساتھ مرحمت فرمادیتے اس کی کوئی چیز بازار سے منگالینا کہ یہاں کے تاجروں کی بھی مدد کرنا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ آدمی کے کریم ہونے کے آثار میں سے ہے کہ

www.islamicbulletin.com

اس کے سفر کا توشہ عمدہ ہو۔ علماء نے لکھا ہے کہ توشہ کے عمدہ ہونے سے خود اس کا بہتر ہونا بھی مراد ہو سکتا ہے اور خرچ کرنے میں طبیعت پر بار نہ ہو یہ بھی مُراد ہو سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ کا دوسرا ارشاد ہے کہ بہترین حاجی وہ ہے جس کی نیت میں اخلاص ہو نفقہ بہتر ہو اور اللہ کے ساتھ یقین کامل ہو۔ (اتحاف) ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اللہ کی رضا کی جگہ خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے اس کو اس سے کئی گنا زیادہ اللہ کی ناراضی میں خرچ کرنا پڑتا ہے اور جو شخص کسی دینوی غرض سے حج فرض کو تاخیر کرتا ہے اس کی غرض اس وقت تک مؤخر کردی جاتی ہے جب تک لوگ حج سے فارغ ہو کر نہ آجائیں اور جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی مدد کرنے سے پہلو تہی کرتا ہے اس کو کسی گناہ کی چیز میں اعانت کرنا پڑتی ہے۔ (ترغیب و فی الکنز بروایۃ الطبرانی عن ابی جحیفۃ)

(۱۰)...... عن جابرؓ رفعہ ماامعر حاج قط قیل لجابر ماالامعار قال ما افتقر۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط والبزّار ورجالہٗ رجال الصحیح کذا فی الترغیب)

ترجمہ)...... حضرت جابرؓ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ حاجی فقیر ہرگز نہیں ہو سکتا۔

فائدہ: ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ حج اور عمرہ کی کثرت فقر کو روکتی ہے۔ (کنز) ایک اور حدیث میں ہے کہ لگاتار حج و عمرہ بُرے خاتمہ سے بھی حفاظت کا سبب ہے اور فقر کو بھی روکتے ہیں۔ (کنز) ایک حدیث میں ہے کہ حج کرو غنی بنو گے سفر کرو صحت یاب ہو گے۔ (کنز) یعنی تبدیل آب وہوا اکثر صحت کا سبب ہوتی ہے اور بہت کثرت سے اس کا تجربہ ہوا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ لگاتار حج وعمرہ فقر اور گناہوں کو ایسا دُور کرتے ہیں جیسا آگ کی بھٹی لوہے کے میل کو دُور کرتی ہے۔ (کنز)

(۱۱)......عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت استاذنت النبی ﷺ فی الجھاد فقال جھادکن الحج۔ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ)

ترجمہ)...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت مانگی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمھارا جہاد حج ہے۔

فائدہ: ایک اور حدیث میں حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے حضور ﷺ سے پوچھا کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ایسا جہاد ہے جس میں قتال نہیں اور وہ حج اور عمرہ ہے۔ (مشکوٰۃ) حضرت حسینؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں ضعیف بھی ہوں اور کم ہمت بھی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا آؤ میں تمھیں ایسا کام بتاؤں جس میں کوئی کانٹا بھی نہیں چبھتا (یعنی زخم ذرا بھی نہیں) اور وہ حج ہے (ترغیب) ایک حدیث میں حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد

www.islamicbulletin.com

سب اعمال سے افضل ہے کیا ہم عورتیں جہاد نہ کیا کریں؟ حضور ﷺ نے فرمایا تمھارے لئے افضل جہاد حج مقبول ہے۔ (ترغیب) حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بوڑھے اور ضعیف لوگوں کا اور عورتوں کا جہاد، حج ہے۔ (ترغیب) ایک اور حدیث میں ہے کہ بچے اور بوڑھے اور ضعیف آدمیوں کا اور عورتوں کا جہاد، حج اور عمرہ ہے۔ (کنز) اس قسم کے بہت سے ارشادات احادیث میں وارد ہیں اور ان سب کے علاوہ ایک ارشاد حضور ﷺ کا احادیث میں آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے حج کے موقع پر عورتوں سے ارشاد فرمایا کہ یہ حج ہے جس کو تم کر رہی ہو اس کے بعد اپنے گھر کے بوریوں پر رہنا۔ اس حدیثِ پاک کی وجہ سے اُمہات المومنین میں سے حضرت زینب ؓ اور حضرت سودہ ؓ نے تو کوئی حج اس کے بعد نہیں کیا اور یہ فرمایا کرتی تھیں کہ جب ہم نے حضور ﷺ سے خود یہ ارشاد سنا ہے پھر کیسے گھر سے سفر کے لئے نکلیں لیکن اور باقی ازواجِ مطہرات پہلی احادیث کی بنا پر حج اور عمرہ کے لئے تشریف لے جاتی رہیں۔ (ترغیب)

حضور ﷺ کے دونوں ارشاد اپنی جگہ پر بالکل صحیح ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں۔ اصل یہ ہے کہ عورتوں کا مسئلہ نازک ہے ان کا سفر بڑی شرائط کو چاہتا ہے اس لئے جہاں تک حج اور عمرہ اور اس کی فضیلت کا تعلق ہے عورتوں کے لئے وہ بہترین جہاد اور بہترین عبادت ہے۔ لیکن چونکہ اس میں کچھ شرائط اور پابندیاں ہیں جن کا حاصل ہونا دشوار ہو جاتا ہے اس لئے احتیاطاً حضور ﷺ نے یہ فرما دیا وہ پابندی احتیاط کی اور محرم کے وجوہ کی ہے۔ بہت سی احادیث میں یہ ارشاد ہے کہ عورت کے لئے سفر نا جائز ہے اس وقت تک کہ اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ کوئی مرد ہرگز کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا مکان میں نہ رہے اور کوئی عورت ہرگز بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ (مشکوٰۃ) ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ عورت پردہ کی چیز ہے جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے اور اس کی فکر میں رہتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس جگہ تنہا اجنبی مرد و عورت ہوں گے تیسرا شخص وہاں شیطان ہوگا۔ (مشکوٰۃ) ایک حدیث میں ہے کہ نامحرم عورتوں کے پاس جانے سے بہت بچو۔ کسی نے عرض کیا کہ حضور ﷺ اگر دیور ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔ (مشکوٰۃ) موت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے ہلاکت کے اسباب بوجہ ہر وقت کے قرب کے بہت زیادہ پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس قسم کی بہت سی وعیدیں احادیث میں وارد ہیں اور سفر میں بسا اوقات اجنبی مردوں کے ساتھ تنہا مکان میں رہ جانے کی نوبت آجاتی ہے اور بغیر محرم کے تو سفر جائز ہی نہیں چاہے تنہا رہنے کی نوبت آئے یا نہ آئے۔ پس اس صورت میں نیکی برباد گناہ لازم کا قصہ ہو جاتا ہے۔

۱۲)......عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من

www.islamicbulletin.com

اراد الحج فلیتعجل۔(رواہ ابوداؤد وفی الترغیب بلفظ اخرعن الاصبہانی۔)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی حج کا ارادہ کرے اس کو جلدی کرنا چاہیے۔

فائدہ: دوسری حدیث میں یہ ارشاد ہے کہ فرض حج میں جلدی کرو نہ معلوم کیا بات پیش آجائے (ترغیب) ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ حج میں جلدی کرو کسی کو بعد کی کیا خبر ہے کہ مرض پیش آجائے یا کوئی اور ضرورت درمیان میں لاحق ہو جائے۔(کنز) ایک اور حدیث میں ہے کہ حج نکاح سے مقدم ہے(کنز) ایک حدیث میں ہے کہ جس کو حج کرنا ہے جلدی کرنا چاہئے۔ کبھی آدمی بیمار ہو جاتا ہے کبھی سواری کا انتظام نہیں رہتا ہے کبھی ضرورت لاحق ہو جاتی ہے۔(کنز) ایک حدیث میں ہے کہ حج کرنے میں جلدی کرو نہ معلوم کیا عذر پیش آجائے(کنز) ان احادیث کی بنا پر ائمہ میں سے ایک بڑی جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جب کسی شخص پر حج فرض ہو جائے تو اس کو فوراً ادا کرنا واجب ہے تاخیر کرنے سے گنہگار ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ فرض حج ادا کرو وہ بیس مرتبہ جہاد کرنے سے بڑھا ہوا ہے۔(کنز) ایک حدیث میں ہے کہ حج کرنا جہاد ہے اور عمرہ کرنا نفل ہے۔(کنز)

۱۳)......عن ابی ہریرۃ ؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من خرج حاجا فمات کتب لہٗ اجر الحاج الٰی یوم القیٰمۃ ومن خرج معتمراً فمات کتب لہٗ اجر المعتمر الٰی یوم القیٰمۃ ومن خرج غازیاً فمات کتب لہٗ اجر الغازی الٰی یوم القیٰمۃ۔(رواہ ابو یعلی من روایۃ ابن اسحاق وبقیۃ رواتہ ثقات کذافی الترغیب۔)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج کے لئے جائے اور راستہ میں انتقال کر جائے اس کے لئے قیامت تک حج کا ثواب لکھا جائے گا اور اس طرح جو شخص عمرہ کے لئے جائے اور راستہ میں انتقال کر جائے اس کو قیامت تک عمرہ کا ثواب ملتا رہے گا اور جو شخص جہاد کے لئے نکلے اور راستہ میں انتقال کر جائے اس کے لئے قیامت تک مجاہد کا ثواب لکھا جائے گا۔

فائدہ: ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص حج یا عمرہ کے لئے نکلے اور مر جائے نہ اس کی عدالت میں پیشی ہے نہ حساب کتاب، اس سے کہہ دیا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا۔(ترغیب) ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ بیت اللہ اسلام کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے جو شخص حج یا عمرہ کے لئے نکلے اور راستہ میں مر جائے تو جنت میں داخل ہو جائے گا اور جو فراغت کے بعد واپس ہو وہ اجر اور غنیمت کیساتھ واپس ہوگا۔(ترغیب) غنیمت کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بھی اس خرچ کا بدلہ ملتا ہے جو حج میں خرچ کیا جیسا کہ حدیث نمبر ۱۰ کے ذیل میں گذر چکا۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ جو مکہ کے راستہ میں جاتے ہوئے یا واپسی میں مر جائے اس کی نہ پیشی ہے نہ حساب

www.islamicbulletin.com

کتاب ہے۔(ترغیب) ایک حدیث میں ہے جو شخص حج یا عمرہ کے ارادے سے مکہ کے راستہ میں مرجائے نہ اس کی پیشی ہے نہ حساب کتاب ہے وہ سیدھا جنت میں داخل ہوجائے گا۔(کنز) ایک حدیث میں ہے کہ آدمی کے مرنے کی بہترین حالت یہ ہے کہ حج سے فراغت پر یا رمضان کے روزے رکھ کر مرے۔(کنز) یعنی یہ دونوں حالتیں ایسی ہیں کہ گناہوں سے پاک صاف ہوگا۔ایک حدیث میں ہے کہ جو احرام کی حالت میں مرے گا وہ حشر میں لبیک کہتا ہوا اُٹھے گا۔(کنز)

۱۴)......عن ابن عباس ﷺ قال ان امراۃ من خثعم قالت یارسول اللّٰہ ان فریضۃ اللّٰہ فی الحج ادرك ابی شیخاً کبیراً لایثبت علی الراحلۃ افاحج عنہ قال نعم وذالك فی حجۃ الوداع۔

ترجمہ)......ایک صحابی عورت نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ حضور (ﷺ) اللہ کے فریضۂ حج نے میرے باپ کو ایسی حالت میں پایا کہ وہ بوڑھے ہیں سواری پر بھی سوار نہیں ہوسکتے کیا میں ان کی طرف سے حج بدل کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا! کہ ہاں ان کی طرف سے حج کرو۔

فائدہ: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک صحابی مرد نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ میری ہمشیرہ نے حج کی نذر کی تھی۔اب ان کا انتقال ہوگیا کیا کرنا چاہیے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اگر ان کے ذمہ کسی کا قرض ہوتا تو تم ادا کرتے یا نہ کرتے؟ انھوں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ ادا کرتا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا قرض ہے اس کو ادا کرو۔(مشکوٰۃ) ایک اور صحابیؓ کا قصہ ہے انھوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میرے والد بہت بوڑھے ہیں نہ حج کرسکتے ہیں نہ عمرہ کرسکتے ہیں نہ سفر کرسکتے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے والد کی طرف سے حج بھی کرو عمرہ بھی کرو۔(مشکوٰۃ) ایک حدیث میں حضور ﷺ نے اس نوع کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر تیرے باپ کے ذمہ قرضہ ہوتا اور تو ادا کرتا تو وہ ادا ہوجاتا یا نہیں۔انھوں نے عرض کیا ادا ہوجاتا۔حضور ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تو بڑے رحم والے ہیں (یعنی وہ قرض کیوں نہ قبول کریں گے) اپنے باپ کی طرف سے حج کر۔(کنز) ایک حدیث میں ارشاد ہے جو شخص اپنے والدین کی طرف سے ان کے انتقال کے بعد حج کرے اس کے لئے جہنم کی آگ سے خلاصی ہے اور والدین کے لئے پورا حج لکھا جاتا ہے اس کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی اور کسی اپنے قریبی رشتہ دار کے لئے اس سے بڑھ کر صلہ رحمی نہیں کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج کرکے اس کی قبر میں پہنچائے۔(کنز) ایک صحابی نے دریافت کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) جب میرے والدین زندہ تھے تو میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرتا تھا اب ان کا انتقال ہوگیا اب میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہتا ہوں تو اس کا کیا طریقہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے لئے نماز پڑھو تو ان کے لئے نماز بھی پڑھو یعنی نماز پڑھ کر اس کا ثواب ان کو

پہنچاؤ، اور جب اپنے لئے روزے رکھو تو ان کے لئے بھی رکھو۔ ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں حج کرتے ہیں اُن کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں یہ ان تک پہنچتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا پہنچتا ہے اور وہ اس سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تمھارے اس طباق میں کوئی ہدیہ پیش کیا گیا ہو۔ (مناسک قاری) دوسرے کی طرف سے حج دو طرح کیا جاتا ہے۔ ایک صورت تو یہ ہے کسی کی طرف سے حج نفل کرے اس کے لئے تو کوئی شرط نہیں جس کا دل چاہے جس کی طرف سے چاہے حج نفل یا عمرہ یا طواف کرسکتا ہے، دوسری شرط یہ ہے کہ جس کی طرف سے حج بدل کرے اس کے ذمہ حج فرض ہو۔ اس کے لئے کچھ شرائط ہیں جن کو وقت پر علماء سے تحقیق کر لینا چاہیے۔

۱۵)......ان اللّٰہ لیدخل بالحجة الواحدة ثلثة نفر الجنة الميت والحاج عنه والمنفذ لذالك عبهب عن جابرؓ كذافى الكنز۔

ترجمہ)......حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ (حج بدل میں) ایک حج کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں ایک مردہ (جس کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہے) دوسرا حج کرنے والا تیسرا وہ شخص (وارث وغیرہ) جو اب حج کرا رہا ہے (یعنی) حج بدل کے لئے روپیہ دے رہا ہے)

فائدہ: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے اس حج کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ہوتا ہے جتنا اس شخص کو، جس کی طرف سے حج کیا جاتا ہے۔ (کنز) ابن موفقؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کی طرف سے متعدد حج کئے ایک مرتبہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابن الموفق تُو نے میری طرف سے حج کئے میں نے عرض کیا کہ جی حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو نے میری طرف سے لبیک کہا۔ میں نے عرض کیا کہ جی حضرت۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اس کا بدلہ دوں گا کہ حشر کے میدان میں تیرا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کردوں گا اور لوگ اپنا حساب کتاب کرتے رہیں گے۔ (اتحاف) ایک حدیث میں آیا ہے کہ کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے میں چار شخصوں کو حج کا ثواب ملتا ہے وصیت کرنے والے کو، دوسرے اس کو جو اس وصیت کو لکھے، تیسرے روپیہ خرچ کرنے والے کو، چوتھے حج کرنے والے کو۔ (کنز) لیکن ایک بات کا نہایت اہتمام سے خیال رکھنا چاہیے وہ یہ کہ حج بدل میں نیت خالص رکھنے کی اہتمام سے کوشش کرے مقصد محض حج وزیارت اور دوسرے کی اعانت ہو اس حج کی وجہ سے کوئی دنیوی منفعت مقصود نہ ہو اگر ایسا ہوا تو حج کرانے والے کو ثواب مل ہی جائے گا مگر اس حج کرنے والے کا ثواب تو ختم ہوا۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ جو شخص اُجرت کے ساتھ حج بدل کرتا ہے وہ دین

www.islamicbulletin.com

کے عمل سے دنیا کما رہا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کو مستقل مشغلہ اور تجارت نہ بنائے کہ اللہ جل شانہٗ دین کے طفیل دُنیا تو عطا فرمادیتے ہیں لیکن دنیا کے بدلے دین عطا نہیں فرماتے یعنی اس کی غرض تو دنیا کا ایندھن جمع کرنا ہو اور اس کو ثواب مل جائے یہ نہیں ہوتا۔ (اتحاف)

﴿دوسری فصل﴾

حج نہ کرنے کی وعید میں

حج ارکانِ اسلام میں ایک اہم رُکن ہے اور اسی پر ارکان کی تمامی ہوتی ہے جیسا کہ پہلی فصل میں گذر چکا ہے اس لئے اسمیں کوتاہی پر جتنی سختی ہو وہ قرین قیاس ہے اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔

آیات

۱)......وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًاؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۝ (آلِ عمران۔ع ۱۰)

ترجمہ)......اور اللہ جل شانہٗ کے (خوش کرنے کے) واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان یعنی بیت اللہ کا حج (فرض) ہے اس شخص کے ذمہ ہے جو وہاں جانے کی سبیل رکھتا ہو اور جو منکر ہو تو (اللہ جل شانہٗ کا کیا نقصان ہے) اللہ تعالےٰ تمام جہاں سے غنی ہیں (ان کو کیا پروا)۔

فائدہ: علماء نے لکھا ہے کہ حج کی فرضیت کی ابتدا اسی آیت شریفہ کے نزول سے ہوئی۔ (عینی) اس آیت شریفہ میں بہت سی تاکیدیں جمع ہوگئیں۔ اول للہ کا لام ایجاب کے لئے ہے جیسا کہ علامہ عینیؒ نے لکھا۔ دوسرے علی الناس کا لفظ جو نہایت لزوم پر دلالت کرتا ہے یعنی لوگوں کی گردنوں پر یہ حق لازم ہے۔ تیسرے علی الناس کے بعد من استطاع کو ذکر کرنا جس میں دو (۲) طرح کی تاکید ہے، ایک بدل کی دوسرے اجمال کے بعد تفصیل کی، چوتھے حج نہ کرنے والے کو من کفر سے تعبیر کیا۔ پانچویں اس پر اپنے استغنا اور بے پروائی کا ذکر فرمایا جو بڑے غصہ کی علامت ہے اور اس کی رسوائی پر دلالت کرتا ہے۔ چھٹے اس کے ساتھ سارے جہان سے استغنا کا ذکر فرمایا جس سے اور بھی زیادہ غصہ کا اظہار ہوتا ہے۔ (اتحاف) اس میں کئی نمبر ایسے ہیں جو عربی سے تعلق رکھتے ہیں میرا مقصد ان کے ذکر سے یہ ہے کہ اس ایک ہی آیت شریفہ میں کئی وجہ سے تاکید اور حج نہ کرنے والوں پر عتاب ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص تندرست

www.islamicbulletin.com

ہو اور پیسہ والا ہو کہ حج کو جاسکے اور پھر بغیر حج کئے مر جائے قیامت میں اس کی پیشانی پر کافر کا لفظ لکھا ہوا ہوگا۔ اس کے بعد انھوں نے یہ آیت شریفہ ومن کفر آخر تک پڑھی۔ (درمنثور) حضرت سعید بن جبیرؓ، ابراہیم نخعیؒ، مجاہدؒ، طاؤسؒ جو تابعین علماء میں مشہور ہیں ان حضرات میں سے ہر ایک سے یہ نقل کیا گیا کہ اگر مجھے کسی شخص کے متعلق معلوم ہو جائے کہ وہ غنی تھا اس پر حج واجب تھا پھر بغیر حج کئے مر گیا تو میں اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھوں۔ (اتحاف) اگر چہ ائمہ اربعہ کے نزدیک حج نہ کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا جب تک کہ حج کا انکار نہ کرے۔ لیکن جو وعیدیں اوپر ذکر کی گئیں وہ کیا کم ہیں اور آئندہ جو حضور ﷺ کے ارشادات اس بارے میں آرہے ہیں وہ مزید برآں۔

وَاَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّهۡلُکَةِ ط (بقرہ ع ۲۴)

اور تم لوگ خرچ کیا کرو اللہ کے راستہ میں اور اپنے ہی ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

فائدہ: ایک جماعت مفسرین سے یہ نقل کیا گیا اس آیت شریفہ میں اللہ کے حقوقِ واجبہ میں خرچ نہ کرنے پر وعید ہے اور ظاہر ہے کہ جب حج جیسے اہم فریضہ میں کوئی شخص اللہ کے دیئے ہوئے مال کو خرچ نہیں کرے گا تو اس کی اپنے ہاتھوں ہلاکت میں کیا شک ہے۔

۱) ...... عن عليؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ملك زادًا وراحلة تبلغه الى بيت الله ولم يحج فلا عليه ان يموت يهوديا او نصرانيا وذالك ان الله تبارك وتعالى يقول وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا ط (رواه الترمذی وقال هذا حديث غريب وفی اسناده مقال كذا فی المشكوٰة۔)

ترجمہ) ...... حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے پاس اتنا خرچ ہو اور سواری کا انتظام ہو کہ بیت اللہ شریف جاسکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مر جائے یا نصرانی ہو کر۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنے اس ارشاد کی تائید میں وہ آیت پڑھی جو اوپر گذری:

فائدہ: محدثین کے قواعد کے موافق اس حدیث کی سند میں کلام ہے لیکن اوپر کی آیت شریفہ اور دوسری روایات سے اس حدیث شریف کی تائید ہوتی ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ کتنی اہم عبادت ہے کہ اس کا چھوڑنے والا گمراہی میں یہود اور نصاریٰ کے برابر شمار ہوتا ہے۔

۲) ...... عن ابی امامةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يمنعه من الحج حاجة ظاهرة او سلطان جائر او مرض

حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یهودیا وان شاء نصرانیا

(رواه الدارمی کذافی المشکوٰۃ وفی الاتحاف روی الحدیث بالفاظ مختلفۃ وکذابسط طرقہ السیوطی فی الدر)

ترجمہ)......حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے لئے کوئی واقعی مجبوری حج سے مانع نہ ہو، ظالم بادشاہ کی طرف سے روک نہ ہو یا ایسا شدید مرض نہ ہو جو حج سے روک دے پھر وہ بغیر حج کئے مر جائے تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی مرے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مضمون نقل کیا گیا کہ انھوں نے تین دفعہ فرمایا کہ ایسا شخص چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی مرے دوسری حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا گیا کہ جو شخص حج کی طاقت رکھتا ہو اور حج نہ کرے قسم کھا کر کہہ دو کہ وہ نصرانی مرا ہے یا یہودی مرا ہے۔ (کنز) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ممکن ہے کہ ان کی یہی تحقیق ہو ورنہ علماء کے نزدیک حج نہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا ہے۔ انکار سے کافر ہوتا ہے۔ ایک اور حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ تمام شہروں میں اعلان کرادوں کہ جو شخص باوجود قدرت کے حج نہ کرے اس پر جزیہ مقرر کر دیا جائے یہ مسلمان نہیں۔ (کنز واتحاف) جزیہ کافروں پر مقرر کیا جاتا ہے مسلمان پر جزیہ نہیں ہوتا۔

۳)......من کان له مال یبلغ حج بیت ربه او تجب علیه فیه الزکوٰۃ فلم یفعل سال الرجعة عندالموت۔ (ت عن ابن عباس کنز)

ترجمہ)......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس اتنا مال ہو جو حج کر سکے اور حج نہ کرے یا اتنا مال ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو اور زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ مرتے وقت دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرے گا۔

فائدہ: تمنا کرنے سے قرآن پاک کی اس آیت شریفہ کی طرف اشارہ ہے جس میں ارشاد ہے۔

حَتّٰیٓ اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ط (مؤمنون)

ترجمہ:۔ حتیٰ کہ جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے اس وقت کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھ کو دنیا میں واپس کر دیجئے تاکہ میں جس (مال و متاع) کو چھوڑ آیا ہوں اس میں پھر نیک کام کروں اللہ جل شانہ، فرماتے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا یہ اس کی ایک بات ہے جس کو وہ کہے جا رہا ہے اور ان کے آگے برزخ کا عالم (یعنی قبر میں رہنا) ہے قیامت تک کے لئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ گنہگاروں کے لئے قبر میں ہلاکت ہے کہ کالے سانپ اس کے سر سے پاؤں سے ڈسنا

www.islamicbulletin.com

شروع کرتے ہیں یہاں تک کہ ڈستے ڈستے بیچ کے حصہ میں سر اور پاؤں والے مل جاتے ہیں۔ یہی وہ برزخ کا عذاب ہے جس کا اس آیت شریفہ میں ذکر ہے۔ (درمنثور) ایک حدیث میں آیا ہے۔ حضرت ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس حج کو جانے کا سامان ہو اور حج نہ کرے یا اس کے پاس مال ہو اور زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ مرتے وقت دنیا میں واپس کئے جانے کی درخواست کرے گا۔ کسی شخص نے عرض کیا کہ دنیا میں واپسی کی تمنا کافر کریں گے یعنی یہ آیت شریفہ مسلمانوں کے لئے نہیں ہے وہ دینا میں واپسی کی تمنا نہ کریں گے۔ حضرت ابن عباس ﷺ نے فرمایا کہ میں قرآن پاک کی دوسری آیتیں سناتا ہوں جس میں مسلمانوں ہی کا ذکر ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن عباس ﷺ نے سورۂ منافقین کے آخر کی آیتیں۔

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ ----

آخر سورت تک پڑھیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔ ،،اے ایمان والو! تم کو تمھارے مال اور تمھاری اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو ایسا کرے گا (کہ اس کے مال اولاد اس کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیں) یہی لوگ خسارہ والے ہیں اور ہم نے جو کچھ مال دیا ہے اس میں سے اس سے پہلے پہلے (اللہ کے کاموں میں) خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کے (سر پر) موت آجائے اور وہ (حسرت اور تمنا سے) کہنے لگے اے میرے رب مجھ کو تھوڑے دن کی مہلت کیوں نہ دی خیرات دے لیتا اور نیک کام کرنے والوں میں شامل ہو جاتا۔،، (اب تمنا بیکار ہے اس لئے کہ) اللہ جل شانہٗ جب کسی کی عمر ختم ہو جائے تو ہرگز مہلت نہیں دیتے اور اللہ تعالیٰ کو تمھارے سب کاموں کی پوری خبر ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عباس ﷺ نے یہی آیت شریفہ (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) پڑھی اور فرمایا کہ یہ مسلمان کا ذکر ہے کہ جب اس کو موت آتی ہے اور اس کے پاس مال ہو جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی ہو یا حج نہ کیا ہو اور اللہ کے حق ادا نہ کئے ہوں وہ موت کے وقت دنیا میں واپس آنے کی درخواست کرتا ہے لیکن اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے (وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا۔۔) اللہ جل شانہٗ اس کو ہر مہلت نہیں دیتے جس کی عمر کی میعاد ختم ہو چکی ہو۔ (درمنثور)

٤)......عن ابی سعید الخدری ﷺ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یقول اللّٰہ عزوجل ان عبداً صححت لهٗ جسمهٗ ووسعت علیه فی المعیشة تمضی علیه خمسة اعوام لا یفد الی المحروم۔ رواہ ابن حبان فی صحیحه وقال علی بن المنذر اخبرنی بعض اصحابنا کان حسن بن حی یعجبه هذا الحدیث وبه یاخذو یجب للرجل

الموسر الصحیح ان لا یترك الحج خمس سنین۔ (کذافی الترغیب وفی الباب عن خباب رضی اللہ عنہ وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کما فی الکنز)۔

ترجمہ)...... حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل جلالہٗ کا فرمان ہے کہ جو بندہ ایسا ہو کہ میں نے اسکو صحت عطا کر رکھی ہو اور اس کی روزی میں وسعت دے رکھی ہو اور اس کے اوپر پانچ سال ایسے گذر جائیں کہ وہ میرے دربار میں حاضر نہ ہو وہ ضرور محروم ہے۔

فائدہ: اس مضمون کی کئی حدیثیں روایت کی گئی ہیں اس حدیث کا تقاضا یہ تھا کہ ہر صاحبِ ثروت پر اگر اس میں حج کی طاقت ہو تو ہر پانچ سال میں ایک مرتبہ حج فرض ہوتا ہے لیکن چونکہ دوسری احادیث میں حضور ﷺ سے صاف لفظوں میں یہ ثابت ہو گیا کہ حج عمر بھر میں ایک ہی مرتبہ فرض ہے اس لئے اس حدیث کو فرض پر تو حمل نہیں کیا جاتا لیکن خیر و برکت کی محرومی سے کیا انکار ہے جب کہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد بھی ہے اور اس کی عطا کی ہوئی صحت اور رزق کی وسعت بھی ہے۔ ایسی حالت میں اگر کوئی دوسری دینی ضرورت مقدم نہ ہو تو پھر حاضر ہونا ہی چاہیے البتہ اگر کوئی دوسری دینی ضرورت راجح ہو تو وہ مقدم ہوگی اور اسی طرح اگر فقراء کی کثرت ہو تو صدقہ حج نفل سے افضل ہوگا۔

۵)...... روی عن ابی جعفر محمد بن علی عن ابیه عن جده قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ما من عبد ولا امة یضعن بنفقة ینفقها فیما یرضی اللّٰه الاانفق اضعافها فیما یسخط اللّٰه وما من عبدیدع الحج لحاجة من حوائج الدنیا الارأی المحلقین قبل ان تقضی تلك الحاجة یعنی حجة الاسلام وما من عبدیدع المشی فی حاجة اخیه المسلم قضیت اولم تقض الاابتلی بمعونة من ماثم علیه ولا یوجرفیه۔ رواه الاصبهانی وفیه نکارة کذا فی الترغیب ورواه فی مجمع الزوائد بروایة الطبرانی فی الکبیر عن ابی جحیفة وقال فیه عبیدبن القاسم الاسدی وهو متروك قلت وهو من رواة ابن ماجه وذكرهٗ صاحب الكنز۔

ترجمہ)...... حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا گیا کہ جو کوئی بھی مرد یا عورت کسی ایسے خرچ میں بخل کرے جو اللہ کی رضا کا سبب ہو تو وہ اس سے بہت زیادہ ایسی جگہ خرچ کریگا جو اللہ کی ناراضی کا سبب ہو اور جو شخص کسی دنیوی غرض سے حج کو جانا ملتوی کریگا وہ اپنی اس غرض کے پورا ہونے سے پہلے دیکھ لے گا کہ لوگ حج سے فارغ ہو کر آ گئے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی مدد میں پاؤں ہلانے سے گریز کریگا اس کو کسی گناہ کی اعانت میں مبتلا ہونا پڑیگا جس میں کچھ بھی ثواب نہ ہو۔

فائدہ: محدثین رحمہم اللہ کے قواعد کے موافق یہ روایت ضعیف ہے لیکن ایسے امور میں ضعیف روایت ذکر کی جاتی ہے اسلئے محدثین اس کو ذکر فرماتے ہیں۔ اس سے قطع نظر تجربہ سے بھی اس کی

www.islamicbulletin.com

تائید ہوتی ہے۔ جولوگ امورِ خیر سے بچا بچا کر رکھتے ہیں خواہ مقدمات وغیرہ میں رشوتوں میں اور ان سے بڑھ کر بعض اوقات حرام کاریوں میں ناچ گانوں اور سینماؤں میں خرچ ہونے لگتا ہے اگر اللہ کی اس عطا فرمائی ہوئی دولت کو خیر کے کاموں میں آدمی خرچ کرے تو پھر ان بلاؤں سے حفاظت رہے۔ یہ امر ضرور قابل لحاظ ہے کہ یہ وعیدیں اسی وقت ہیں جب کہ استطاعت کے باوجود حج فرض ادا نہ کرے اور اس کے بالمقابل ناداری کی حالت میں بالخصوص جبکہ دوسروں کے حقوق اپنے ذمہ ہوں ان کے حقوق کی ذمہ داری حج نفل سے کہیں زیادہ ہے۔ ابن امیر الحاجؒ مدخل میں لکھتے ہیں کہ بعض آدمی اپنے اہل وعیال کو ضیاع میں (یعنی ان کا کوئی انتظام کئے بغیر) چھوڑ کر حج کو چلے جاتے ہیں حالانکہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے کہ جس کا کھانا اپنے ذمہ ہے اس کو ضائع کردے۔

﴿تیسری فصل﴾

اس سفر میں مشقتوں کا تحمل

سفر خواہ کیسا ہی ہو وہ فی نفسہ مشقت کا سبب ہے اسی وجہ سے شریعت نے اس میں خصوصی رعایت یہاں تک فرمائی کہ فرض نمازیں چار رکعت کی جگہ دو۲ رکعت کردیں۔ خود نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے (اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ) سفر آگ کا ایک ٹکڑا ہے پس مشقت تو اس میں ہوتی ہی ہے اور پھر یہ سفر تو خصوصیت سے عاشقانہ ہے عشاق ہی کی طرح اسکو طے کرنا چاہیے کہ ان کو کوئی برائی کہے گالیاں دے پتھر مارے جو چاہے کرے وہ اپنے خیالات میں مست اور اپنے ذوق شوق میں شاداں اور فرحاں رہتے ہیں اور ہر مشقت کا بشرطیکہ کسی دوسری دینی مصلحت یا صحت کے خلاف نہ ہو تحمل کرنا زیادتی اجر کا سبب ہے۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ سفر میں آدمی جو کچھ خرچ کرے اسکو نہایت خوشدلی سے کرے اور جو نقصان جانی یا مالی پہنچے اس کو طیبِ خاطر سے برداشت کرے کہ یہ اس کے حج کے قبول ہونے کی علامت ہے۔ حج کے راستہ میں مصیبت، جہاد میں خرچ کرنے کے برابر ہے کہ ایک درہم کے بدلہ میں سات سو درہم ملتے ہیں اور حج کے راستہ میں تکلیف کا اٹھانا جہاد میں تکلیف اُٹھانے کے برابر ہے اسلئے جو مشقت یا نقصان برداشت کرے گا اللہ کے یہاں اس کا بڑا اجر ہے وہ ضائع نہیں ہے۔ (اتحاف) حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد صحیح حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے ارشاد فرمایا کہ (لٰكِنَّ اَجْرُكِ عَلٰى قَدْرِ نَصَبِكِ) تیرے عمرہ کا ثواب بقدر تیری

مشقت کے ہے اس لئے یہ بات تو ظاہر ہے کہ اس سفر میں جتنی مشقت ہوگی اتنا ہی اجر ہوگا مگر یہ بات ضرور قابلِ لحاظ ہے کہ وہی مشقت باعث اجر ہے جو ممدوح ہو بے وجہ کی مشقت ممدوح نہیں۔ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا گذر ایک شخص پر ہوا جس کے ہاتھ رسی بندھی ہوئی تھی اور دوسرا شخص اس رسی سے اس کو کھینچ کر طواف کرا رہا تھا۔ حضور ﷺ نے اس رسی کو کاٹ دیا فرمایا کہ ہاتھ پکڑ کر کھینچو۔ بظاہر یہ شخص نابینا تھے یا کوئی اور عارضہ ایسا تھا جس کی وجہ سے دوسرے شخص کی ضرورت تھی۔ اسی طرح ایک اور قصہ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے دیکھا کہ دو شخص کسی رسی وغیرہ سے بندھے ہوئے چل رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا؟ انھوں نے عرض کیا کہ ہم نے یہ منت مانی ہے کہ اسی طرح آپس میں بندھے ہوئے کعبہ تک جائینگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس رسی کو توڑ دو یہ منت صحیح نہیں ہے منت نیک کام میں ہوتی ہے یہ شیطانی حرکت ہے۔ (عینی علی البخاری) البتہ پیدل چلنا اس راستہ میں ممدوح اور پسندیدہ ہے جس قدر تحمل ہو سکے اس کو برداشت کرنا چاہئے۔ بعض علماء نے تو اس آیت شریفہ کی بنا پر جو رسالہ کے شروع میں (وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا......) گذری ہے اور اس میں رجالاً یعنی پیدل چلنے والوں کو سواری پر چلنے والوں سے پہلے ذکر کیا ہے یہ فرمادیا کہ پیدل سفر کرنا سواری پر حج کرنے سے افضل ہے اور بعض علماء نے یہاں تک فرمادیا کہ جو لوگ پیدل سفر کرنے کے عادی ہیں ان پر حج فرض ہونے کے لئے سواری کے خرچ کی ضرورت نہیں جب بدن میں طاقت ہو راستہ مامون ہو تو ان پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ (عینی) نبی کریم ﷺ کے پاک ارشادات میں بھی حج کے لئے پیدل چلنے کی فضیلتیں کثرت سے وارد ہوئی ہیں، جن میں سے چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

احادیث

۱)......عَن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً من حج الی مكة ماشيا حتى رجع كتب له بكل خطوة سبعمائة حسنة من حسنات حرم قيل وما حسنات الحرم قال كل حسنة بمائة الف حسنة۔ صححه الحاكم كذا في العينى قلت وفي المستدرك بلفظ من حج من مكة ماشيا حتى يرجع الى مكة الحديث وهكذا في الكنز وقال قط في الافراد طباك وتعقب هبق وضعفهٗ۔

ترجمہ...... حضور ﷺ سے نقل کیا گیا کہ جو شخص حج کے لئے پیدل جائے اور آئے اس کے لئے ہر ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات سو نیکیاں لکھی جائیں گی۔ کسی نے عرض کیا کہ حرم کی نیکیوں کا کیا مطلب ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔

www.islamicbulletin.com

فائدہ: اس حساب سے سات سونیکیاں سات کروڑ کے برابر ہو گئیں اور ہر ہر قدم پر یہ ثواب ہے، تو سارے راستے کے ثواب کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ پیدل حج کیا کرو پھر اوپر کی حدیث بیان کی (اتحاف السادۃ) نبی کریم ﷺ سے متعدد روایات میں نقل کیا گیا کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حرم میں ایک روزہ ایک لاکھ روزوں کا ثواب رکھتا ہے اور ایک درہم صدقہ کرنا ایک لاکھ درہم کا ثواب رکھتا ہے اور اسی طرح ہر نیکی جو حرم میں کی جائے غیر حرم کی ایک لاکھ کے برابر ہے۔ (اتحاف)

یہاں ایک اہم بات یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ جیسا حرم محترم میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے وہاں گناہ کا وبال بھی بہت زیادہ ہے اسی وجہ سے بعض علماء نے مکہ مکرمہ میں قیام کو مکروہ لکھا ہے کہ گناہ آدمی سے ہو ہی جاتا ہے اور وہاں گناہ کرنا بہت سخت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رکبتہ (ایک جگہ کا نام ہے جو حرم سے باہر ہے) میں ستر گناہ کرلوں یہ اس سے بہتر ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک گناہ کرلوں۔ (اتحاف) چھٹی فصل کی ساتویں حدیث کے ذیل میں یہ مضمون تفصیل سے آرہا ہے۔

۲)......عن عائشۃؓ مرفوعاً ان الملئکۃ لتصافح رکبان الحاج وتعتنق المشاۃ اخرجہ ابن الجوزی فی مثیر العزم کذا فی الاتحاف وفی الدر اخرجہ البیھقی عنھا وضعفہٗ۔

ترجمہ)......حضرت عائشہؓ حضور ﷺ سے نقل فرماتی ہیں کہ فرشتے ان حاجیوں سے جو سواری پر آتے ہیں مصافحہ کرتے ہیں اور جو پیدل چل کر آتے ہیں ان سے معانقہ کرتے ہیں۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا کہ وہ جب بیمار ہوئے تو فرمایا کہ مجھے کسی چیز کا اتنا افسوس نہیں ہے جتنا اس بات کا ہے کہ میں نے پیدل حج نہیں کیا اس لئے کہ اللہ جل شانہٗ نے (وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ) اس آیت شریفہ میں پیدل چلنے والوں کو پہلے ذکر فرمایا ہے (درمنثور) یہ آیت شریفہ اور اس کا ترجمہ رسالہ کے شروع میں گذر چکا ہے۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے پیدل حج کیا۔ (درمنثور) ایک روایت میں نقل کیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چل کر ایک ہزار حج کئے ہیں۔ (ترغیب) دوسری حدیث میں آیا ہے کہ چالیس حج پیدل کئے ہیں۔ (اتحاف) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا معمول پیدل حج کرنے کا تھا۔ (اتحاف) ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ جب حرم میں

www.islamicbulletin.com

داخل ہو تو اس وقت پیدل چلے۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ جو شخص قادر ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ پیدل چلے اس لئے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے بیٹوں کو اپنے انتقال کے وقت اس کی وصیت فرمائی اور یہ فرمایا کہ پیدل چلنے والے کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے اس لیے جو لوگ چلنے کے عادی ہیں اور راستہ کا امن حاصل ہو ان کے لئے پیدل چلنا افضل ہے۔ البتہ یہ شرط ضروری ہے کہ راستہ پیدل چلنے کے لئے مامون ہو اور کم از کم مکہ مکرمہ سے عرفات پر حج کرنے جائیں اس وقت تو جوانوں کو اور پیدل چلنے پر قادر لوگوں کو پیدل چلنا چاہیے کہ اس میں علاوہ ثواب کے ہر جگہ پر مستحبات کی رعایت قابو میں رہتی ہے سواری کے پابند ہونے سے ہر جگہ بے بس ہونا پڑتا ہے اور بہت سے مستحبات ترک ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سفر کچھ طویل بھی نہیں ہے۔ آٹھویں تاریخ کو مکہ مکرمہ سے منیٰ تک جانا ہوتا ہے۔ جو صرف تین میل ہے، نویں کی صبح کو منیٰ سے عرفات پر جانا ہے جو پانچ چھ میل ہے یہ معمولی منزلیں ایسی نہیں کہ نوجوانوں کے اور چلنے پر قادر لوگوں کے لئے بار ہوں اور ثواب اتنا زیادہ کہ ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملیں۔ حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت میں جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔ ایک روایت میں بھی آیا ہے کہ جب انھوں نے اپنی اولاد کو پاؤں پر چلنے کی وصیت فرمائی تو انھوں نے دریافت کیا کہ کہاں سے پاؤں چلا کریں؟ انھوں نے ارشاد فرمایا کہ مکہ مکرمہ سے جب چلو تو پاؤں چلو۔ ایک حدیث میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا کہ جو شخص منیٰ سے عرفات تک پاؤں جائے اس کو ایک لاکھ نیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے ملیں گی۔ علی بن شعیبؒ سے نقل کیا گیا کہ انھوں نے نیشاپور سے پاؤں چل کر ساٹھ سے زیادہ حج کئے ہیں۔ اور مغیرہ بن حکیمؒ سے نقل کیا گیا کہ انھوں نے مکہ سے چل کر پچاس سے زیادہ حج پیدل کئے ہیں اور ابو العباسؒ سے نقل کیا گیا کہ انہوں نے اسّی حج پیدل کئے ہیں اور ابو عبد اللہ مغربیؒ نے ستانوے حج پیدا کئے ہیں۔ (اتحاف) کیا اندازہ ہے ان حضرات کے ثوابوں کا کہ ہر قدم پر ستر کروڑ نیکیاں ان کو ملی ہوں گی۔ قاضی عیاضؒ نے شفا میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ نے حج کا تمام راستہ پیدل قطع کیا۔ لوگوں نے جب مشقت کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہو کیا وہ سواری پر سوار ہو کر حاضر ہوا گر میں اس کی قدرت پاتا کہ سر کے بل چل کر حاضر ہوں تو اسی طرح حاضر ہوتا۔ یہ ایک معمولی سی مثال ہے اسی سفر میں مشقت برداشت کرنے کی۔ اسی طرح ہر اس چیز میں ہے جو خلاف طبع پیش آئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد جو اس فصل کے شروع میں ہے جس میں حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تیرا اجر بقدر تیری مشقت اُٹھانے کے ہے ہر تکلیف کو شامل ہے لہٰذا جتنا بھی تکالیف کا تحمل ہو سکے اس کو نہایت بشاشت اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہئے۔ شکوے شکایات اور بدکلامی بدگوئی سے اپنے حج

www.islamicbulletin.com

کے کثیر اجر وثواب کو ضائع نہ کرنا چاہئے۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ یہ ہرگز مناسب نہیں کہ اپنے ساتھیوں پر بار بار اعتراض کرتا رہے۔ اسی طرح اپنے اونٹ والے پر اور دوسرے لوگوں پر، بلکہ سب کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے اور خوش خلقی کو مضبوط پکڑے رہے اور خوش خلقی یہ نہیں ہے کہ دوسروں کو اذیت نہ پہنچائے بلکہ خوش خلقی یہ ہے کہ اذیت کا تحمل کرے اسی وجہ سے بعض علماء نے سواری پر حج کو افضل بتایا ہے کہ پاؤں چلنے سے بسا اوقات آدمی میں ہیجان اور غصہ پیدا ہو جاتا ہے اور حج میں اس سے بہت احتیاط رکھنا چاہئے۔ لہٰذا جن لوگوں کے پیدل چلنے سے اخلاق خراب ہو جاتے ہوں، دل میں تنگی اور ملال پیدا ہوتا ہو ان کو پیدل نہ چلنا چاہئے۔ (اتحاف) ذوق شوق اور رغبت واشتیاق اس عبادت کی خصوصیت سے جان ہے۔ جس طرح ایک عاشق محبوب کے شہر کی طرف سراپا شوق و اضطراب کے ساتھ چلتا ہے کہ نہ دھوپ کی پروا نہ بارش کی نہ راحت کی نہ تکلیف کی نہ کسی کے طعن و تشنیع کی نہ برا بھلا کہنے کی اسی طرح یہ سفر بھی طے کرنا چاہئے۔

ہے ریت عاشقوں کی تن من نثار کرنا ۔۔۔ رونا ستم اٹھانا دل سے نیاز کرنا

﴿چوتھی فصل﴾

حج کی حقیقت میں

حج درحقیقت دو منظروں کا نمونہ ہے اور اس کی ہر ہر چیز میں دو حقیقتیں پنہاں ہیں۔ اگرچہ اللہ جل شانہٗ کے ہر حکم میں لاکھوں مصلحتیں اور حکمتیں ایسی ہیں کہ جن تک ہر شخص کے خیال کی بھی رسائی نہیں ہوتی لیکن بعض مصالح ایسی کھلی ہوئی اور ظاہر ہوتی ہیں جو ہر شخص کے ذہن میں آجاتی ہیں۔ اسی طرح حج کے ہر ہر رکن میں، بہت سی مصالح تو ایسی ہیں جن تک ذہن کی رسائی بھی نہیں لیکن یہ دو چیزیں اس کے ہر ہر رکن میں ہر ہر جزو میں بالکل عیاں ہیں۔ ایک یہ کہ نمونہ ہے موت کا اور مرنے کے بعد کے حالات کا دوسرا نمونہ ہے عشق اور محبت کے اظہار کا اور روح کو حقیقی عشق اور حقیقی محبت سے رکنے کا نمونہ کے طور پر دونوں منظروں کی طرف مختصر طریقہ سے تنبیہ کی جاتی ہے اور اس نمونہ پر غور کرنے سے سب چیزوں میں یہ امور ظاہر اور واضح ہو جائیں گے۔ پہلا نمونہ موت اور اس کے مابعد کا منظر ہے کہ آدمی جس وقت گھر سے چلتا ہے سب عزیز و اقارب گھربار وطن احباب کو یک لخت چھوڑ کر دوسرے ملک گویا دوسرے عالم کا سفر اختیار کرتا ہے جن چیزوں کے ساتھ دل مشغول تھا گھربار کھیتی باغ احباب کی مجلسیں سب ہی اس وقت چھوٹ رہی ہیں جیسا کہ مرنے کے

www.islamicbulletin.com

وقت سب کو بیک وقت خیر باد کہنا پڑتا ہے۔ حج کو روانگی کے وقت یہی چیز قابل غور وفکر اور قابل عبرت واعتبار ہے کہ جیسا آج عارضی مدت کے لئے یہ سب کچھ چھوٹ رہا ہے۔ بہت جلد وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ ہمیشہ کے لئے یہ سب چیزیں چھوٹنے والی ہیں اس کے بعد سواری پر سوار ہونا اگر عبرت اور غور کی نگاہ سے دیکھا جائے تو جنازہ پر سوار ہو کر چل دینے کی یاد تازہ کرتا ہے۔ گاڑی میں بیٹھنے کے بعد وہ بھی ہر قدم پر وطن اور احباب سے دُور اور جُدائی بڑھاتی رہتی ہے اور جنازہ اُٹھانے والے بھی ہر قدم پر سب اعزہ اور گھر بار ہر ساز سامان کے دُور لے جاتے ہیں کچھ لوگ ضرور جنازہ کی نماز تک ساتھ دیتے ہیں اور کچھ پہنچا دیتے ہیں اور کچھ قبر میں رکھنے اور مٹی ڈالنے تک بھی ساتھ دیتے ہیں یہ سارے منظر حاجی کے ساتھ بھی پیش آتے ہیں کہ کچھ لوگ گھر ہی سے مصافحہ کر کے فی امان اللہ کہہ دیتے ہیں کچھ اسٹیشن تک تکلیف فرمالیتے ہیں اور کچھ بہت ہی خواص ہوتے ہیں جو آگے جہاز تک بھی پہنچا دیتے ہیں۔

جہاز (اور قبر میں جانے والے صرف وہی رفیق اور ساتھی ہوتے ہیں جو اس عالم تک ساتھ دینے والے ہوں چاہے وہ عزیز واقارب ہوں یا مال ومتاع ہو ان میں بعض رفیق سفر ایسے مخلص غمگسار، راحت رساں ہوں گے جو ہر ہر قدم پر راحت پہنچاتے ہیں اور بعض رفیق ایسے بدخلق، کج مزاج، ضدی جھگڑالو ہوتے ہیں جو سفر کی ہر منزل میں بجائے راحت کے اور مصیبت کا سبب بنتے ہیں۔ بعینہ یہی ساری صورت آخرت کے سفر میں پیش آتی ہے کہ قبر میں ساتھ جانے والے وہی رفیق سفر ہیں جو آخر تک ساتھ رہنے والے ہیں ان میں اعمالِ حسن ہر قسم کی راحت اور آرام کا سبب ہیں اور اعمالِ سئیہ ہر قسم کی اذیت اور تکلیف کا سبب ہیں۔ اعمالِ حسنہ حسین وجمیل آدمی کی صورت میں قبر میں ساتھ رہتے ہیں اور اعمالِ سئیہ نہایت قبیح صورت ڈراؤنی اور گندی بُو دار صورت میں ساتھ رہتے ہیں۔ اس عالم میں جتنی راحت پہنچتی ہے وہ اپنے نیک اعمال سے پہنچتی ہے جو مرنے سے پہلے کر لئے ہوں جیسا کہ سفر حج میں جتنی راحت پہنچتی ہے وہ اس مال وزر اور سامان سے پہنچتی ہے جو سفر سے پہلے مہیا کر لیا ہو ہاں کسی خوش قسمت کے لئے کوئی عزیز واقارب یا دوست کچھ پڑھ کر یا صدقہ خیرات کر کے کچھ ایصالِ ثواب کر دے تو مرنے کے بعد بھی اس کو اپنی نہایت ضرورت کے وقت کام آجاتا ہے جیسا کہ حاجی کے پاس کوئی اس کا عزیز یا دوست بذریعہ ہنڈی وغیرہ کوئی روپیہ پیسہ بھیج دے تو اس سفر میں کتنی مسرت اور خوشی اور راحت کا سبب اس کے لئے بنے اس کے بعد سفر کے درمیان میں جتنے خطرات ڈاکو، چور، سخت مزاج حاکموں کی طرف سے سامان کی تفتیش، حالات کی تحقیقات، پاسپورٹ وغیرہ جانچ پڑتال جتنے مناظر حاجی کو دیکھنا پڑتے ہیں وہ قبر کے سارے منظروں کی یاد دلاتی رہتی ہے کہ منکر نکیر کا سوال بھی ہوگا اپنے ایمان کا امتحان بھی ہوگا اور سانپ بچھو

www.islamicbulletin.com

وغیرہ کیڑے مکوڑے بھی قبر میں طرح طرح سے ستائیں گے اعمال نامہ بھی اپنے ساتھ ہی ہوگا۔

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ......

بہت سے مالدار جن کو اللہ نے دولت بے شمار دی ہے وہ معمولی سی تفتیش اور پاسپورٹ وغیرہ کے بعد چند گھنٹوں میں حجاز پہنچ جاتے ہیں اور جن کے پاس نیک اعمال کا ذخیرہ مالا مال کر دینے والا ہو وہ قبر کے ان سارے احوال سے خبر اور بے فکر دلہنوں کی طرح اس میں ایسے آرام فرماتے ہیں کہ قیامت تک کا سارا طویل زمانہ ان کے لئے گھنٹوں اور منٹوں میں گذر جائے گا جیسا کہ نئی دلہن پہلی شب میں کمخواب اور مخمل کے بستروں پر سوتی ہے اسی طرح یہ لوگ قبر میں سو جاتے ہیں۔ اس کے بعد احرام کی دو سفید چادریں کفن کی چادروں کی یاد ہر وقت تازہ رکھتی ہیں۔ اگر عبرت کی نگاہ ہو تو جتنے دن احرام بندھا رہے ہر وقت اسی طرح کفن کی دو چادروں میں لپٹے رہنا یاد رہنا چاہیے اور احرام کے وقت لبیک (حاضر ہوں حاضر ہوں) قیامت میں پکارنے والے کی آواز پر دوڑ پڑنے کی یاد دلاتی ہے۔ (يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ) اس دن سب کے سب (خدا کی طرف سے) پکارنے والے (یعنی صور پھونکنے والے فرشتہ) کے کہنے پر ہولیں گے۔

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰى اِلٰى كِتٰبِهَا

تو دیکھے گا ہر امت کو رانو پر گری ہوئی اور ہر امت پکاری جائیگی اپنی کتاب کی طرف۔ اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونا گویا اس عالم میں داخل ہو جانا ہے جس میں اللہ کی رحمت کی اُمید ہے کہ مکہ دار الامن ہے لیکن اپنی بداعمالیوں سے یہ خوف بھی غالب ہے کہ امن کی جگہ بھی امن نہ ملے۔ مکہ کا سارا قیام اسی بیم و رجاء کی یاد کو تازہ کرتا رہتا ہے کہ اس جگہ کا امن کی جگہ ہونا اللہ کی رحمت اور مغفرت اور کرم اور لطف انعام واحسان کی یاد تازہ کرتا رہتا ہے اور اپنی بداعمالیاں جو ساری عمر کی ہیں وہ یاد آ کر ع مر کے بھی چین نہ آیا کدھر جائیں گے، کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ اور بیت اللہ پر نظر پڑنا قیامت میں گھر کے مالک کے دیدار کو یاد دلاتا ہے۔ اور جس قدر خوف اور ہیبت، عظمت اور جلال کا وہ مظہر ہے وہی سارے آداب اس وقت ہونا چاہئیں جیسا کہ کسی بڑے بادشاہ کے دربار میں حاضری کے وقت ہوتے ہیں اور بیت اللہ کا طواف ان فرشتوں کی یاد تازہ کرتا ہے کہ جو عرش معلیٰ کا طواف کرتے رہتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور کعبہ کے پردوں سے لپٹ کر رونا اور ملتزم کو چمٹنا اس قصوروار کی مثال ہے جو کسی بڑے محسن و مربی کا بڑا قصور کر کے اس کا دامن پکڑ کر معافی کے لئے روتا ہے اور اس کے گھر کے درو دیوار کو پکڑ کر روتا ہے کہ قصور کی معافی کے یہی راستے ہیں اور قیامت میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے رونے کی مثال ہے اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنا میدان حشر میں اِدھر اُدھر

www.islamicbulletin.com

دوڑنے کی یاد تازہ کرتا ہے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۙ (القمر ٤:٧)

قبروں سے اس طرح نکل رہے ہوں گے گویا وہ ٹڈی دل ہے جو پراگندہ ہے۔ یہ منظر بندہ کے ناقص خیال میں قیامت کے ایک عجیب منظر کی یاد تازہ کرتا ہے جس کا بڑا مفصل قصہ احادیث میں آتا ہے کہ حشر کے دن جب مخلوق نہایت پریشان حال ہوگی اور مصائب کی کثرت سے تنگ ہو کر یہ سوچے گی کہ انبیاء کرامؑ بڑی اونچی ہستیاں ہیں اور اللہ کے مقبول بندے ہیں اُن سے جاکر سفارش کی درخواست کریں اس خیال سے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جاکر عرض کرینگے کہ آپ ہمارے باپ ہیں اللہ نے آپ کو ہاتھ سے پیدا کیا فرشتوں سے سجدہ کرایا خود ہر چیز کے نام آپ کو تعلیم دیئے وغیرہ آپ ہماری سفارش کردیں تو وہ فرمائیں گے کہ میں تو نہیں کرسکتا اگر مجھ سے اس ممنوع دانہ کے کھانے کا سوال ہوگیا تو کیا ہوگا تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ یہ لوگ پریشان حال حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی عذر فرمادیں گے کہ میں نے طوفان کے زمانہ میں اپنے بیٹے کے بچانے کا بے محل سوال کرلیا تھا تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ بھی عذر فرما کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حوالہ دیں گے وہ بھی عذر فرما کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حوالہ دیں گے وہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں جانے کا مشورہ دیں گے اور یہ فخر حضور ﷺ ہی کے لئے ہے کہ اس جلال کے دن میں سفارش کی ابتدا فرمائیں گے۔ بہت طویل قصہ ہے مجھے تو صرف یہی منظر سامنے لاتا ہے کہ اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر مارے مارے پریشان حال ایک دن پھرنا ہے جو بڑا سخت دن ہوگا۔

عرفات کا میدان تو حشر کے میدان کا پورا نمونہ ہے ہی کہ آفتاب کی تمازت اور سب کا ایک لق ودق میدان میں ایسی حالت میں اجتماع کہ مغفرت کی امید ہے گناہوں کا خوف ہے۔ بندہ کے ناقص خیال میں عرفات کے میدان میں بڑی غور فکر کی جو چیز ہے وہ عہد میثاق ہے جو ازل میں اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ سے لیا گیا تھا کہ عالم ارواح میں حق سبحانہٗ وتقدس نے ساری ارواح سے سوال کیا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے ایک زبان ہو کر کہا تھا کہ بیشک آپ ہمارے رب ہیں۔ مشکوٰۃ شریف بروایت مسند احمد حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ یہ عہد عرفات ہی کے میدان میں ہوا تھا یہ وقت اور یہ جگہ اس کے یاد کرنے کی ہے کہ کیا عہد کیا تھا اور اس عہد کو کس طرح پورا کیا۔ اس کے بعد مزدلفہ منیٰ وغیرہ کے اجتماعات ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ان مواقع میں لوگوں کا ازدحام اور ان کا شور وشغب مختلف زبانیں آوازیں اور لوگوں کا اپنے اپنے اماموں کے پیچھے چلنا

www.islamicbulletin.com

قیامت کے میدانوں میں اپنے اپنے انبیاء اور مقتداؤں کے پیچھے چلنے کی اور حیرانی اور پریشانی کے عالم میں کبھی یہاں اور کبھی وہاں جانے کی یاد تازہ کرتا ہے۔ان موقع میں عاجزی اور زاری کا اہتمام کر کام آنے والی چیز ہے۔یہ مختصر خاکہ ہے حج کے اس منظر کا جو قیامت کی یاد کو تازہ کرتا ہے جس کو مختصر الفاظ اور مختلف احوال کے ساتھ اشارات کے طرز پر میں نے لکھا ہے۔غور کیا جائے تو اسی نمونہ سے بہت سی تفصیلات سمجھ میں آسکتی ہیں۔دوسرا منظر اظہار عشق ومحبت کا ہے وہ حاجی کے حال سے ایسا ظاہر اور واضح ہے کہ اس کے لئے کسی تفصیل کی حاجت نہیں بندوں کا تعلق حق تعالیٰ وتقدس کے ساتھ دو طرح کا ہے ایک نیازمندی اور بندگی کا کہ وہ پاک ذات مالک ہے خالق ہے اس کا مظہر نماز ہے جو سراسر نیاز اظہار عبدیت ہے اس لئے اس میں ساری چیزیں اسی تعلق کا مظہر ہیں کہ نہایت وقار اور سکون کے ساتھ موزوں لباس اور شاہی آداب کے مناسب حالات کے ساتھ حاضری دربار کی ہے کہ وضو اور پاک کپڑوں کے ساتھ نہایت وقار اور سکون سے اول کانوں پر ہاتھ رکھ کر عبدیت اور اللہ جل جلالہٗ کی بڑائی کا اقرار کرے پھر ہاتھ باندھ کر معروضہ پیش کرے پھر سر جھکا کر تعظیم کرے اور پھر زمین پر ماتھا رگڑ کر اپنی نیازمندی اور عاجزی کا اظہار کرے اور آقا کی بڑائی کا زبان سے اقرار کرتا ہے اور کوئی قول وفعل اس کی بڑائی اور اپنے عجز کے خلاف نہ ہو اس نوع میں سکون ووقار کی جتنی پابندی کی جائے گی وہ اس کے شایان شان ہوگا اسی لئے نماز کے لئے بھاگ کر چلنا مکروہ ہے نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے بھی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر بیٹھنا مکروہ ہے۔نماز میں انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے،بے ضرورت کھانسنا مکروہ ہے،حتی کہ ادھر اُدھر نظر کرنا مکروہ ہے۔بے ترغیب یعنی ناموزوں ہیئت سے کپڑا پہننا مکروہ ہے،ایسے ہی بدن پر کپڑا لٹکانا مکروہ ہے یہ عبادت نماز میں بات کرنے سے ضائع ہو جاتی ہے وضو ٹوٹ جانے سے جاتی رہتی ہے حتی کہ بے اختیار اور بے ارادہ بھی ہنس پڑنے سے ضائع ہو جاتی ہے حتی کہ سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اُٹھ جانے سے ضائع ہو جاتی ہے اس لئے کہ یہ بھی سکون اور وقار کے خلاف ہے حق تعالیٰ وتقدس کے ساتھ دوسرا تعلق محبت اور عشق کا ہے کہ وہ مُربی ہے منعم محسن ہے اور جمال وکمال کے جتنے اوصاف ہو سکتے ہیں ان سب کے ساتھ متصف ہے ادھر آدمی میں فطری طور پر عشق محبت کا مادہ موجود ہے۔

ازل سے حُسن پرستی لکھی تھی قسمت میں — مرا مزاج لڑکپن سے عاشقانہ تھا

پیدا ہوئے تو ہاتھ جگر پر دھرے ہوئے — کیا جانیں ہم ہیں کب سے کسی پر مرے ہوئے

مری طفلی میں شانِ عشق بازی آشکارا تھی — اگر بچپن میں کھیلا کھیل تو آنکھیں لڑانے کا

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر — جو دل کہ ہو بے داغ وہ جل جائے تو اچھا

www.islamicbulletin.com

ترے فراق میں جینا بشر کا کام نہیں ہزار شکر کہ اس عمر کو دوام نہیں
شاہد بزمِ ازل نے اِک نگاہِ ناز سے عشق کو اس انجمن میں مسند آرا کر دیا

اسی تعلق کا مظہر حج ہے کہ سفر کی ابتدا ہی سب تعلقات کو ختم کر کے سب عزیز و اقارب گھر بار سے منہ موڑ کر کوچہ یار کی طرف جانا ہے اور جنگلوں اور گلی کوچوں میں مارے پھرنا ہے کہ یہی دو چیزیں عاشقوں کا کام ہیں۔

ما دمجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق او بصحرا رفت دما در کو چہا رسوا شدیم
نیا رنگ لائی مری بے کسی چھٹا دیس جنگل کی دُھن ہو گئی
چمن سے مجھے شوقِ صحرا ہوا نئے رنگ سے مجھ کو سودا ہوا
حسرت و یاس و تمنا تمھیں وحشت کی قسم بھیڑ چھوڑ و مجھے جنگل کو نکل جانے دو

اور ساری وحشت اور اشتیاق کیوں ہے یہ اضطراب اور بے چینی آخر کیوں مسلط ہوئی؟ اس لئے کہ محبوب کے در عشاق کے اجتماع کا ایک وقت مقرر ہے وہ قریب آ گیا۔

اجازت ہو تو آ کر میں بھی شامل اُنمیں ہو جاؤں سنا ہے کل ترے در پر ہجوم عاشقاں ہوگا
دوست آوارگی ہمی خواہد رفتنِ حج بہانہ فتادست

یعنی محبوب آوارگی کا نظارہ دیکھنا چاہتا ہے حج کے سفر کو اس کا بہانہ بنا دیا اور جب اس ارادہ اور جذبہ سے گھر سے نکلنا ہے تو یہ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ عشق میں مصائب ایک لازمی چیز ہے۔

سالک راہِ محبت کا خدا حافظ ہے اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں
او دل ذرا سنبھل کے محبت کا نام لے کمبخت بارِ عشق اُٹھایا نہ جائے گا

جب عشق کے طفیل یہ مبارک سفر ہے تو راستہ کی سب مشقتیں اسی ذوق اور جذبہ کے ماتحت ہونا ضروری ہیں اور اسی فریفتگی سے ان کو برداشت کرنا چاہئے۔

مصائب حادثے آفت الم ذلت قضا تربت دکھاتی جائے جو ان کی جوانی دیکھتے جاؤ
درد و غم رنج و الم فکر و قلق خوف و ہراس وہ بلا کونسی ہے جو شبِ ہجراں میں نہیں
اذیت مصیبت ملامت بلائیں ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا
اُلفت میں برابر ہے جفا ہو کہ وفا ہو ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو

اس کے بعد احرام بھی اسی عاشقانی رنگ کا پورا مظہر ہے کہ نہ سر پر ٹوپی نہ بدن پر کرتہ فقیرانہ صورت نہ خوشبو نہ زینت ایک مجنونانہ ہیئت جو کرب و بے چینی کے کمال کو ظاہر کرتی ہے۔

www.islamicbulletin.com

چشم ترخاک بسر چاک گریباں دل زار عشق کا ہم نے یہ دنیا میں نتیجہ دیکھا
نہ رکھ لباس کا اُلجھاؤ تن پہ دست جنوں کیا ہے چاک گریباں تو پھاڑ دامن بھی

اصل یہ تھا کہ گھر سے نکلتے ہی یہ حالت شروع ہوجاتی اسی وجہ سے بعض علماء کے نزدیک گھر ہی سے احرام باندھ کر جانا افضل ہے مگر چونکہ احرام کے بعد بہت سی چیزیں ناجائز ہوجاتی ہیں اور اس قسم کے لباس کا تحمل بھی بعض ناز پروردہ لوگوں کو مشکل ہوجاتا ہے اس لئے اللہ کی رحمت نے اس کی اجازت دے دی کہ شروع سے احرام نہ باندھا جائے کہ اس میں مشقت ہوگی البتہ جب کوئے یار کے قریب پہنچے تو اس کا اہتمام ضروری ہے کہ اس کے کوچہ اسی حال سے داخل ہونا ہے کہ سر پر بال بکھرے ہوئے ہوں لباس مجنونانہ ہیئت ہو میلے کچیلے حال میں ازخود رفتہ عاشقوں کی سی صورت ہو اسی کو حضور اقدس ﷺ نے اپنے پاک ارشاد میں ظاہر فرمایا (الحاج اشعث؟) حاجی بکھرے ہوئے بالوں والا میلا کچیلا ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہ راستہ میں کچھ گرد وغبار بھی بے تابی اور شوق میں بدن پر پڑا ہو اسی حالت کو حق تعالیٰ شانہٗ خود بھی تفاخر کے طور پر فرشتوں سے ظاہر فرماتے ہیں (انظروا الی زوار بیتی قد جاؤنی شعثا غبراً)۔ میرے گھر کے مشتاقوں کو دیکھو کہ میری طرف بکھرے ہوئے بالوں اور گرد وغبار کی حالت میں آئے ہیں۔

اپنے دیوانوں کی فریاد سے خوش ہوتے ہیں پس دیوار کھڑے سنتے ہیں ستیون ان کا
نالے کرتا جو میں پھرتا ہوں تو خوش ہوتے ہیں غش وہ اس پر ہیں کہ شہرت مری ہر سو ہوجائے

اور ظاہر ہے کہ جب جنگلوں اور پہاڑوں کی خاک چھانتا ہوا روتا پیٹتا وہاں پہنچا ہے تو یہ چیزیں ضرور ہوں گی اور جتنے اثرات اس کے زیادہ ہوں گے اتنا ہی شوق اور بے تابی کا اظہار ہوگا۔

چھانے ہیں پائے محبت سے بیاباں کیا کیا پار تلوؤں سے ہوئے خار مغیلاں کیا کیا
وحشی نے تیرے خاک اُڑائی یہاں تلک ملتا نہیں زمیں کا پتہ آسماں تلک

اسی حالت میں مستانہ وار

لبيك اللهم لبيك لا شريك لك لبيك

میں حاضر ہوں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں

کا نعرہ لگاتا ہوا روتا ہوا نالہ وفریاد کرتا ہوا پہنچتا ہے۔ اسی کی طرف حضور اقدس ﷺ نے اپنے پاک ارشاد الحج العج والثج میں ارشاد فرمایا کہ حج (کا کمال خوب) چلانا اور قربانی کا خون بہانا ہے بہت سی احادیث میں مردوں کے لئے لبیک آواز سے پڑھنے کی ترغیب ہے۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ

کا پاک ارشاد ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے یہ کہا کہ اپنے ساتھیوں کو اس کا حکم کروں لبیک پکار کر کہیں اور ظاہر بات ہے کہ نالہ فریاد کے ساتھ چلانا عشق کی جان ہے۔

نالہ کر لینے دیں للہ نہ چھیڑیں احباب　　ضبط کرتا ہوں تو تکلیف سوا ہوتی ہے

فغاں ہیں آہ میں فریاد شیون میں نالے میں　　سناؤں دردِ دل طاقت اگر ہو سننے والے میں

دم بدم سینہ سوزاں سے نہ کرنا لہ گرم　　پڑ نہ جائیں تری منقار میں چھالے بُلبل

بے خودی شوق کی اور غرض تمنا ان سے　　نہیں معلوم کہ منہ سے میرے کیا کیا نکلا !!

کسی کی یاد نے کیا کیا نئے تحفے دیئے ہم کو　　جگہ میں ٹیس دل میں درد لب پر آہ و نالے ہیں

کون ہوتا ہے مونس شب غم　　نالہ ہوتا ہے آہ ہوتی ہے

اسی بے چینی اور اضطراب نالہ اور فریاد کے ساتھ آخر وہ محبوب کے شہر تک پہنچ جاتا ہے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

ڈھونڈتے ڈھونڈتے جا پہنچے ہم اس کے گھر تک　　دلِ گم گشتہ مرے حق میں تو رہبر نکلا

جذبِ دل نے آج کوئے یار میں پہنچا دیا　　جیتے جی میں گلشن جنت میں داخل ہو گیا

میں نے اپنے حضرت مرشد عالم مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو بہت کم شعر پڑھتے سنا ہے لیکن جب حج کے لئے تشریف لیگئے اور مسجد حرام میں تشریف فرماتھے تو میں نے بہت عجیب انداز سے شعر پڑھتے سنا

کہاں ہم اور کہاں یہ نکہت گل　　نسیم صبح تیری مہربانی

ایک دل کھویا ہوا جس کے دل میں واقعی زخم محبت ہو جب محبوب کے گھر پہنچ جاتا ہے تو اس پر کیا گذرتی ہے اور وہ کیا سوچتا ہے یہ چیزیں الفاظ سے تعبیر نہیں ہوتیں۔

تاب نظارۂ معشوق کہاں عاشق کو　　غش نے موسیٰؑ کو سرِ طور سنبھلنے نہ دیا

وہ کہتا ہے۔

اے دل یہ شب وصل نہ کل ہو گی میسر　　جو کچھ کہ اُڑانے ہیں مزے آج اُڑا لے

اس کے بعد وہ جو جو حرکتیں کرتا ہے وہ کسی ضابطہ اور آئین کی پابند نہیں کہیں محبوب کے گھر کے چکر کاٹتا ہے کہیں اس کے درودیوار اور چومتا ہے آنکھیں ملتا ہے پیشانی اور سر گڑتا ہے۔

سر کو وحشت میں پہاڑوں سے بچا کر لایا　　درو دیوار سر کوچۂ جاناں کے لئے

ہم کو طواف کوچہ جاناں نہ چاہیے　　زاہد کو کعبہ رند کو مے خانہ چاہیے

طواف کی ابتدا حجر اسود کے بوسہ سے ہے حدیث پاک میں اللہ جل شانہٗ کے دست مبارک سے تعبیر

www.islamicbulletin.com

کیا ہے اور اس کا بوسہ گویا دست بوسی آقائے کریم کی اور انتہائی لُطف و کرم ہے اس مالک کا جس نے یہ سعادت خاک کے پتلوں کو عطا فرمائی عشاق کے نزدیک محبوب کے گھر کو در و دیوار کو چومنا اس کی عتبہ بوسی دست بوسی وغیرہ عشق کے ایسے لوازمات میں سے ہیں کہ شاید ہی کوئی کھویا ہوا شاعر ایسا ہوگا جس نے کسی نہ کسی عنوان سے اس کو اہم مقصد نہ بنایا ہو۔

امر علی الدیار دیار لیلیٰ　　اقبل ذاالجدار و ذاالجدار

''میں جب لیلیٰ کے شہر پہنچتا ہوں کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو۔

رکھا سر پاؤں اس کے تو بولا　　کہ تو بھی بے سروپا کس قدر ہے
مجھ پر نہ کریں کوئی عنایت　　حسرت ہے یہ کہہ دیں مسکرا کر
آرام کیا کروں جب تک　　آنکھیں تلووں سے تو ملا کر
پامال کر گیا ہے کوئی دل کو راہ میں　　آنکھوں کو مل رہے ہیں کسی نقش پا سے ہم

حضور اقدس ﷺ نے حجر اسود پر اپنے لب مبارک رکھے اور بہت دیر تک رکھے رہے اور آنسو جاری تھے اس کے بعد حضور ﷺ نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ بھی کھڑے رو رہے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہی جگہ ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں۔

مختصر یہ ہے ہماری داستاں　　خود بخود ہیں آنکھ سے آنسو رواں
رخسارِ زرد پر مرے بہتے ہیں اشک خوں　　یکجا دکھا رہی ہے خزان و بہار رنگ
زمیں تک مرے آنسو آنے لگے　　فلک تک مرے نالے جانے لگے
چشم تر کا یہ کیا حال ہے　　کہ دامن سے تا آستیں لال ہے
نہ آنکھوں سے لگتی جھڑی آنسوؤں کی　　جو غم کی گھٹا دل پہ چھائی نہ ہوتی

کعبہ شریف کے پردہ سے لپٹنا چمٹنا بھی اسی عاشقانہ شان کا ایک خاص منظر ہے کہ محبوب کے دامن سے چمٹنا بھی عشق کے مظاہر میں سے ایک خصوصی مظہر ہے۔

اے ناتوان عشق تجھے حسن کی قسم　　دامن کو یوں پکڑ کہ چھڑا یا نہ جا سکے
اے جنوں دیوانگی ایسی بھی کیا　　دامن باد بہاری چھوڑ دے
مدتوں میں جس کے ہاتھ آئی ہو وہ　　آستیں کیونکر تمہاری چھوڑ دے
اس کے دامن کو پکڑ میں نے کہا　　اب کوئی چھوڑوں ہوں اے رشک پری
مسکرا کر ناز سے کہنے لگا　　عاشقی کرتے ہو یا زور آوری

www.islamicbulletin.com

ملتزم جو کعبہ شریف کی دیوار کا ایک خاص حصہ ہے متبرک جگہ ہے اس جگہ خصوصیت سے دعا قبول ہوتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ اور صحابۂ کرامؓ اس سے چمٹ رہے تھے اور اپنے چہرے کو اس سے لگا رہے تھے۔

آج ارشد کو عجب حال میں دیکھا ہم نے   رو رہا تھا وہ کسی شخص کی دیوار کے پاس

اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بھی اسی مجنونانہ انداز کا ایک پر کیف منظر ہے کہ ننگے سر نہ کرتہ پاجامہ اِدھر سے اُدھر، اُدھر سے اِدھر بھاگے پھر رہے ہیں۔

کیونکر جنوں میں دشت نوردی نہ ہو پسند   پایا ہے آبلوں نے مزا نوک خار میں

اب نہیں دل کو کسی صورت قرار   اس نگاہ ناز نے کیا سحر ایسا کر دیا

گرائے زاہد دعائے خیر میگوئی مرا ایں گو   کہ آں آوارۂ کوئے بتاں آوارہ تر بادا

یعنی صوفی جی اگر تم اس ناکارہ کے لئے کبھی دعائے خیر کرو تو یہ دعا کرنا کہ وہ جو معشوقوں کی گلیوں کا آوارہ گرد ہے اس کی آوارگی اور زیادہ ہو جائے ایسا اضطراب، بے چینی، آوارہ گردی، صحرا نوردی کا مظہر ہے کہ صبح کو مکہ میں رات کو منٰی میں پھر صبح کو عرفات کا جنگل بیابان شام ہوئے ہی مزدلفہ بھاگ آئے صبح ہی صبح وہاں سے پھر منٰی دوپہر کو پھر مکہ مکرمہ واپسی شام کو پھر منٰی لوٹ گئے۔

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود   کوی گشتن بہتر اوادلیٰ بود

یعنی مولا کا شوق کیا لیلیٰ کے عشق سے بھی کم ہو سکتا ہے مولا کے عشق میں تو گلی گلی مارے مارے پھرنا اور بھی زیادہ بہتر ہے۔

ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں   دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

ہے گدائی مجھ کو بہتر تیرے حسن و عشق کی   ہم بھکاری بھیک کے در در ہمیں رلنا پڑا

دشت ہیں صحرا ہیں ویرانے میں کوئے یار میں   چلتا پھرتا مثل سایہ میں انھیں چاروں میں ہوں

عشق خانہ خراب کی خاطر   در بدر شہر پھرتے ہیں

وحشت دل سے ہیں مجنوں کیطرح خاک بسر   چھانتے پھرتے ہیں ہم کوہ و بیاباں دن رات

اس سب کے بعد منٰی میں شیاطین کے پتھر مارنا اس جنون و وحشت کے آخری حصہ کا نظارہ ہے جو عشاق کو پیش آتا ہے۔ عاشق کا جنوں جب حد سے تجاوز کرتا ہے تو وہ ہر اس شخص کے پتھر مارا کرتا ہے جسکو وہ اپنے کام میں مخل سمجھتا ہے۔

میں اُسے سمجھوں ہوں دشمن جو مجھے سمجھائے ہے

www.islamicbulletin.com

اور سب سے آخر میں قربانی جو حقیقۃً اپنی جان کی قربانی ہے اللہ جل شانہٗ نے اپنی غایت رحمت اور رافت سے اس کو جانور کی یعنی مال کی قربانی سے بدل دیا ہے یہی عشق کا منتہا اور آخری حال ہے۔

موت ہی ہے علاج دردِ فرقت ہوتو ہو — غسلِ میت ہی ہمارا غسل صحت ہوتو ہو

موت ہی ہے علاج عاشق کا — اس سے اچھی نہیں دوا کوئی

کسی کی تیغ ہو میرا گلو ہو — دلِ مضطر کی پوری آرزو ہو

اے موت جلد آ کہ یہ جھگڑا کہیں چکے — کب تک شب فراق کے صدمے اٹھائے دل

سکتا چھوڑ کر جاتا ہے وہ مجھ نیم بسمل کو — خدارا بڑھ کے اے شوق شہادت روک لے اسکو

یہ مختصر اشارات ہیں حج کے اس منظر کے جو عشق سے تعلق رکھتے ہیں جس کے دل میں کچھ چوٹ ہوگی کوئی زخم لگا ہوگا دیوانگی سے کوئی سابقہ پڑا ہوگا وہ ان اشارات کے بعد وہاں پہنچ کر دیکھے گا کہ اس سفر کا ہر ہر جزو اس مظہر کو اپنے اندر پوری طرح لئے ہوئے ہے تفصیل کے لئے دفتر بھی کافی نہیں اور پھر جذبات کاغذ پر آتے بھی نہیں۔

دردِ دل دور سے ہم تم کو سنائیں کیونکر — ڈاک میں بھیجدیں آہوں کی صدائیں کیونکر

کاغذ تمام کلک تمام اور ہم تمام — پر داستانِ شوق ابھی ناتمام ہے

ان کے علاوہ حج کی حکمتیں یا اللہ جل شانہٗ کے کسی بھی حکم کی حکمتیں کوئی کہاں تک بیان کر سکتا ہے اللہ جل شانہٗ کے ہر حکم میں اتنی حکمتیں ہیں کہ ان میں سے بہت سی مصالح تک عقول کی رسائی نہیں ہے۔ اور ہر حکم میں جتنا بھی غور کیا جائے روز بروز فوائد زائد ہی سمجھ میں آتے ہی رہتے ہیں اور ہر شخص اپنے اپنے فہم کے موافق اُن پر غور کرتا ہے۔ سیاسی حضرات کے نزدیک اس حیثیت سے بھی اس میں اتنے فوائد ہیں کہ وہ سب تحریر میں بھی نہیں آسکتے ہیں جیسا کہ مثال کے اور نمونہ کے طور پر اوپر کی دو حکمتوں کی طرف اشارے کئے ہیں اسی طرح نمونہ کے طور پر چند امور کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور ان میں غور کرنے سے ہزاروں مصالح سمجھ میں آسکتے ہیں:۔

(۱) ہر حاکم اور بادشاہ کو اپنی رعایا کے مختلف طبقات کو بیک وقت ایک جگہ جمع کرنے کا جتنا اہتمام اور خواہش ہوتی ہے وہ سب کو معلوم ہے کہ اس کے لئے مختلف نوع کے جشن اور مختلف نام سے انجمنیں بنا کر ان کے سالانہ جلسے وغیرہ کرائے جاتے ہیں۔ حج میں یہ مصلحت علیٰ وجہ الاتم پوری ہوتی ہے۔

(۲) مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے مختلف ممالک کے اہل الرائے اگر کوئی لائحہ عمل تجویز کریں تو اس کی تشکیل اور اشاعت کے لئے یہ بہترین موقع ہے۔

(۳) اگر اسلامی ممالک کے افراد کے درمیان اتحاد اور تعلقات کی وسعت کی کوئی صورت ہوسکتی ہے تو حج کے موقع سے بہتر صورت نہیں۔

(۴) علم الالسنۃ کے شوقین حضرات کے لئے حج کے زمانہ سے بہترین موقع شاید نہ مل سکے کہ ایک ہی جگہ عربی، اُردو، تُرکی، فارسی، ہندی، پشتو، چینی، جاوی، انگریزی وغیرہ وغیرہ ہر زبان کے واقف لوگ ملیں گے۔

(۵) سپاہیانہ زندگی جو اسلامی زندگی کا خصوصی شعار ہے حج کے سفر میں پوری طور سے پائی جاتی ہے لباس و معاش میں بھی چلنے پھرنے میں بھی۔

(۶) سرمایہ داری کے مخالف امیر و غریب میں مساوات پیدا کرنے کی جتنی کوشش کرتے رہتے ہیں اسکو اخبار بین حضرات بخوبی جانتے ہیں اور یہ بھی ساتھ ہی معلوم ہے کہ کوئی صورت بھی آج تک کامیاب نہیں ہوسکی۔ اسلام کا ہر حکم نماز، روزہ، زکوٰۃ اس مصلحت کو نہایت آسان اور کامیاب طریقہ سے پورا کرتا ہے۔ اسلامی اصول سے بہتر چیز نہ آج تک پیدا ہوسکی نہ آئندہ ہوسکے بشرطیکہ ان احکام کو اسلام کی صحیح تعلیم کے ماتحت ادا کیا جائے۔

(۷) دنیا کے مختلف طبقات میں مساوات پیدا کرنے کے لئے بھی بہترین عمل ہے کہ امیر غریب، بادشاہ، فقیر ہندی، عربی، ترکی، چینی وغیرہ سب ایک ہی حال میں ایک ہی لباس میں ایک ہی مشغلہ میں متعدد زمانہ تک رہتے ہیں۔

(۸) قومی ہفتہ منانے کے لئے لوگ کتنے انتظامات اعلانات اخراجات کرتے ہیں مسلمانوں کے لئے ذی الحجہ کے پہلے پندرہ دن قومی ہفتہ سے بھی بڑھ کر ہیں جن کے لئے نہ انتظامات خصوصی کرنے کی ضرورت ہے نہ پروپیگنڈہ کی۔

(۹) دنیا کے سب مسلمانوں میں آپس میں اخوت، محبت، تعلقات، تعارف اور رشتہ اتحاد قائم کرنے کے لئے حج بہترین موقع ہے۔

(۱۰) اشاعتِ اسلام کے شوقین دینی احکام کی اہمیت اور تبلیغ کو اس موقع پر اہتمام سے لے کر اٹھیں مقامی حضرات باہر سے آنے والے مہمانوں کی اصل خاطر اور ضیافت اس کو سمجھیں کہ ان میں دینی جذبہ قوت پکڑے ان میں دین کے احکام پر عمل کا ولولہ اور شوق پیدا ہو ان میں جو ضعف یا بد دینی کے اثرات ہوں وہ زائل ہو جائیں اسی طرح باہر سے آنے والے حضرات مقامی اصحاب کی اعانت اس کو سمجھیں تو دین کو جس قدر فروغ ہو وہ اظہر من الشمس ہے۔

(۱۱) غرباء اور اُمراء کا اختلاط جو مستقل طور پر ایک مقصود چیز ہے کہ اس کی وجہ سے ایک طرف

www.islamicbulletin.com

اُمراء میں سے نخوت اور غرور دور ہو دوسری جانب غرباء کا حوصلہ بڑھے وہ حج میں ایسے کامل طور سے پایا جاتا ہے کہ جس کی نظیر دوسری جگہ نہ ملے گی۔ اُمراء اپنی بدنی ضروریات کی وجہ سے غرباء کی طرف متوجہ ہوں گے کہ بار برداری کھانا پکانا اور آمد و رفت کی تمام ضروریات کا ان کو خود پورا کرنا مشکل ہے دوسری جانب غرباء کا حوصلہ بڑھے وہ حج میں ایسے کامل طور سے پایا جاتا ہے کہ جس کی نظیر دوسری جگہ نہ ملے گی۔ اُمراء اپنی بدنی ضروریات کی وجہ سے غرباء کیطرف متوجہ ہوں گے کہ بار برداری کھانا پکانا اور آمد و رفت کی تمام ضروریات کا ان کو خود پورا کرنا مشکل ہے دوسری جانب غرباء کی مالی ضرویات ان کو امراء کی طرف متوجہ کریں گی جس کی وجہ سے ان دونوں طبقوں کا اختلاط جو بسا اوقات تعارف اور مدارات سے بڑھ کر مؤدّت اور دوستی تک پہنچ جاتا ہے جس کا سفرِ حج میں پوری طرح سے مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔

(۱۲) مسلمانوں کے اجتماع کو بالخصوص جبکہ وہ عاجزی اور مسکنت زاری اور تضرع کے ساتھ ہو اللہ جل شانہٗ کی رحمت اور لطف و کرم کے متوجہ کرنے میں جتنا دخل ہے وہ عامی سے عامی آدمی سے بھی مخفی نہیں، حج کا موقع اس کا بہترین منظر ہے کہ عرفات کا میدان اس کا خصوصی مظہر ہے۔

(۱۳) آثارِ قدیمہ کا تحفظ اور اسلاف بالخصوص پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے احوال کا علم اور استحضار سفرِ حج کا خصوصی ثمرہ ہے۔

(۱۴) معاشی حیثیت سے دنیا کی معلومات کا ذریعہ سفرِ حج سے بہتر نہیں ہے کہ ہر ملک میں مصنوعات ایجادات پیداوار کے حالات اور اس قسم کی جتنی تفصیلات معلوم کرنا چاہیں اس سفر میں بہترین طریقہ سے حاصل ہو سکتی ہیں۔

(۱۵) علمی حیثیت سے سفرِ حج نہایت بہتر چیز ہے کہ اس موقع پر ہر جگہ کے علماء موجود ہوتے ہیں اُن کی علمی حیثیت اور ہر مقام کے علمی مراکز علمی کارنامے ان کی ترقیات اور تنزل اور ان کے اسباب پر تفصیل سے اطلاع ہو سکتی ہے اور مختلف نوع کے علماء سے استفادہ اور افادہ حاصل ہو سکتا ہے۔

(۱۶) دنیا بھر کے اولیاء ابدال واقطاب کا ایک معتد بہ طبقہ ہر سال حج میں شرکت کرتا ہے ان کے فیوض و برکات انوار و کمالات سے استفادہ کا بہترین موقع ہے۔

(۱۷) اللہ کی معصوم مخلوق فرشتے جو عرشِ الٰہی کے طواف میں ہر وقت مشغل رہتے ہیں، حج میں ان سے تشبہ حاصل ہوتا ہے اور حدیث کے پاک ارشاد (مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ) جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت پیدا کرتا ہے ان ہی میں شمار کیا جاتا ہے،، کی بناپر فرشتوں کے ساتھ جو کسی وقت

www.islamicbulletin.com

اور کسی آن اللہ جل شانہٗ کی منشا کے خلاف نہیں کرتے مشابہت حاصل ہوتی ہے۔

(۱۸) پہلی اُمتوں میں مذہبی حیثیت سے رہبانیت ایک بہت ہی اہم اور اونچی چیز شمار کی جاتی تھی مگر اسلام نے اس کو روک کر اس کا بدل سفرِ حج کو قرار دیا۔ چنانچہ زینت کی اشیاء بیوی سے صحبت در کنار صحبت کا ذکر تک ناجائز کر دیا اور اس کا نعم البدل اس کو قرار دیا۔ (اتحاف)

(۱۹) دنیاوی حیثیت سے ہر قوم میں ایک میلہ لگتا ہے اور یہ ایک قدیم دستور ہے۔ ہر ملک اور مذہب کے لوگ اس کے ہمیشہ سے عادی ہیں۔ عام طور پر لوگ اس کی طرف طبعاً متوجہ ہوتے ہیں، سال بھر تک اس کا انتظار و اہتمام کرتے ہیں۔ اسلام نے مسلمانوں کے لئے حج کو اس کا نعم البدل قرار دیا کہ بجائے لہو ولعب کھیل کود شور وشغب کے مختلف مظاہروں اور نعروں کے ان ہی کو عبادت کی شکل میں بدل دیا جس میں ان سب جذبات کا جو لہو ولعب کی شکل میں تھے توحید و عشق الٰہی کی طرف امالہ ہو گیا۔

(۲۰) حج ان متبرک مقامات کی زیارت کا ذریعہ ہے اور برکات حاصل کرنے کا موقع ہے جہاں لاکھوں عشاق نے ایڑیاں اور ماتھے رگڑ رگڑ کر جان دیدی۔

(۲۱) سفر سے ایک طرف تو اخلاق کی جلا اور صفائی ہوتی ہے دوسری طرف بدن کی صحت کے لئے معین ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ "سَافِرُوا تَصحوا" سفر کرو صحت یاب ہوگے۔ (کنز) تبدیل آب و ہوا صحت کے لئے معین و مددگار ہے۔ حج کا سفر اس کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۲۲) حج اس عبادت کی یادگار اور بقا ہے جو حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے لے کر ہر مذہب وملت میں رہی ہے۔

(۲۳) اسلام کا ابتدائی دور جہاں مسلمان نہایت بے کسی کے عالم میں ہر وقت مظلومانہ زندگی بسر کرتے تھے اور ہر قسم کے ظلم و ستم کا شکار ہوتے تھے اور نہایت صبر و استقلال کے ساتھ ان سب مظالم کو برداشت کرتے تھے جو کفار کی طرف سے اُن پر ہوتے رہتے تھے اور اسلام کا انتہائی دور جہاں وہ ہجرت کے بعد غالب اور فاتح کی شکل میں رہے اور غالب وقوی ہو کر اپنے کمالِ اخلاق سے نہ صرف یہ کہ پرانے مظالم کو بالکل نظر انداز کر دیا بلکہ اپنے اخلاق کی خوبی اور وسعت سے اسلام کو ایسا پھیلایا کہ دنیا کے گوشہ میں اس کا نور پھیل گیا اس سفرِ حج میں دونوں شہروں کی زیارت سے دونوں یادگاریں تازہ ہوتی ہیں اور دونوں سبق یاد کرنے کا امت کو موقع ملتا ہے۔

(۲۴) مکہ مکرمہ حضور اقدس ﷺ کا مولد ہے پیدائش یہاں ہوئی اور ۵۳ سال کی عمر تک کے مختلف دور یہاں گذرے اس کے بعد مدینہ طیبہ ہجرت کا گھر ہے اور مزار مبارک وہاں ہے رسالت کے اکثر احکام وہاں نازل ہوئے۔ اس سفر سے دونوں یادگاروں کی زیارت حضور ﷺ کے زمانہ کی یاد کو

www.islamicbulletin.com

تازہ کرنے والی ہے اور محبت کے بڑھانے والی ہے لوگ یادگار قائم کرنے کیلئے مختلف چیزیں ایجاد کیا کرتے ہیں۔ اسلام نے حج وزیارت کا حکم دے کر خود اس یادگار کو قائم کر دیا۔

(۲۵) مرکز اسلام کی تقویت وقوت اور حرمین شریفین کے رہنے والوں کی اعانت، نصرت ان کے حالات کی تحقیق ان کے ساتھ ہمدردی اور غمگساری کا بہترین ذریعہ حج وزیارت ہے کہ جب ان سے تفصیلی ملاقات ہوگی تو ان کی اعانت اور مدد کا جذبہ خود بخود دل میں پیدا ہوگا اور وہاں سے واپسی پر بھی عرصہ تک ان کی یاد رہے گی۔ نمونہ کے طور پر چند امور کی طرف مختصر اور مجمل اشارات کئے ہیں غور کرنے سے بہت سے امور اور مصالح سمجھ میں آتے رہتے ہیں لیکن یہ نہایت اہم جزو ہے کہ اصل مقصد اللہ جل شانہٗ کیساتھ تعلق کا بڑھانا ہے اور دنیا کی محبت اور اس سے بے رغبتی پیدا کرنا ہے اس مضمون کو ایک قصہ پر ختم کرتا ہوں جس کو صاحب اتحاف نے نقل کیا۔ شیخ المشائخ قطب دوراں شبلی قدس سرہٗ کے ایک مرید حج کر کے آئے، شیخ نے اُن سے سوالات فرمائے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ نے دریافت فرمایا کہ تم نے حج کا ارادہ اور عزم کیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ جی! پختہ قصد حج کا تھا آپ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ ان تمام ارادوں کو ایک دم چھوڑنے کا عہد کر لیا تھا، جو پیدا ہونے کے بعد سے آج تک حج کی شان کے خلاف کئے؟ میں نے کہا یہ عہد تو نہیں کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر حج کا عہد ہی نہیں کیا۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ احرام کے وقت بدن کے کپڑے نکال دیئے تھے میں نے عرض کیا جی بالکل نکال دیئے تھے۔ آپ نے فرمایا اس وقت اللہ کے سوا ہر چیز کو اپنے سے جُدا کر دیا تھا؟ میں نے عرض کیا ایسا تو نہیں آپ نے فرمایا تو پھر کپڑے ہی نکالے۔ آپ نے فرمایا وضو اور غسل سے طہارت حاصل کی تھی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں بالکل صاف ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اس وقت ہر قسم کی گندگی اور لغزش سے پاکی حاصل ہو گئی تھی۔ میں نے عرض کیا یہ تو نہ ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا پھر پاکی ہی کیا حاصل ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا لبیک پڑھا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں لبیک پڑھا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے لبیک کا جواب ملا تھا؟ میں نے عرض کیا مجھے تو کوئی جواب نہیں ملا تو پھر فرمایا کہ پھر لبیک کیا کہا۔ پھر فرمایا کہ حرم محترم میں داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ داخل ہوا تھا۔ فرمایا اس وقت ہر حرام چیز کے ہمیشہ کے لئے ترک کا جزم کر لیا تھا؟ میں نے کہا یہ تو میں نے نہیں کیا۔ فرمایا کہ پھر حرم محترم میں بھی داخل نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا کہ مکہ کی زیارت کی تھی؟ میں نے عرض کیا جی زیارت کی تھی فرمایا اس وقت دوسرے عالم کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے عرض کیا اس عالم کی تو کوئی چیز نظر نہیں آئی فرمایا پھر مکہ کی بھی زیارت نہیں ہوئی پھر فرمایا کہ مسجد حرام میں داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ داخل ہوا تھا فرمایا کہ اس وقت تعالیٰ شانہٗ کے قرب میں داخلہ محسوس ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو محسوس نہیں ہوا فرمایا کہ تب تو مسجد

www.islamicbulletin.com

میں بھی داخلہ نہیں ہوا۔ پھر فرمایا کہ کعبہ شریف کی زیارت کی؟ میں نے عرض کیا کہ زیارت کی۔ فرمایا کہ وہ چیز نظر آئی جس کی وجہ سے کعبہ کا سفر اختیار کیا جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو نظر نہیں آئی فرمایا پھر تو کعبہ شریف کو نہیں دیکھا۔ پھر فرمایا طواف میں رَمل کیا تھا؟ (خاص طور سے دوڑنے کا نام ہے) میں نے عرض کیا کہ کیا تھا۔ فرمایا کہ اس بھاگنے میں دنیا سے ایسے بھاگے تھے جس سے تم نے محسوس کیا ہو کہ تم دنیا سے بالکل یکسو ہو چکے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں محسوس ہوا۔ فرمایا کہ تم نے رَمل بھی نہیں کیا پھر فرمایا کہ حجر اسود پر ہاتھ رکھ کر اس کو بوسہ دیا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ایسا کیا تھا تو انھوں نے خوفزدہ ہو کر ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ تیرا ناس ہو خبر بھی ہے کہ جو حجر اسود پر ہاتھ رکھے وہ گویا اللہ شانہٗ سے مصافحہ کرتا ہے اور جس سے حق سبحانہٗ تقدس مصافحہ کریں وہ ہر طرح سے امن میں ہو جاتا ہے تو کیا تجھ پر امن کے آثار ظاہر ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ پر تو امن کے آثار کچھ بھی ظاہر نہیں ہوئے، تو فرمایا کہ تُو نے حجر اسود پر ہاتھ ہی نہیں رکھا۔ پھر فرمایا کہ مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر دو رکعت نفل پڑھی؟ میں نے عرض کیا کہ پڑھی تھی فرمایا اس وقت اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں ایک بڑے مرتبہ پر پہنچا تھا کیا اس مرتبہ کا حق ادا کیا اور جس مقصد سے وہاں کھڑا ہوا تھا وہ پورا کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو کچھ نہیں کیا فرمایا کہ تُو نے پھر تو مقام ابراہیم پر نماز ہی نہیں پڑھی پھر فرمایا کہ صفا مروہ کے درمیان سعی کے لئے صفا پر چڑھے تھے؟ میں نے عرض کیا چڑھا تھا، فرمایا وہاں کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ سات مرتبہ تکبیر کہی اور حج کے مقبول ہونے کی دعا کی فرمایا کیا تمہاری تکبیر کے ساتھ فرشتوں نے بھی تکبیر کہی تھی اور اپنی تکبیر کی حقیقت کا تمھیں احساس ہوا تھا؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا کہ تم نے تکبیر ہی نہیں کہی۔ پھر فرمایا کہ صفا سے نیچے اُترے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ اُترا تھا۔ فرمایا اس وقت ہر قسم کی علت دُور ہو کر تم میں صفائی آگئی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ نہ تم صفا پر چڑھے نہ اُترے۔ پھر فرمایا کہ صفا مروہ کے درمیان دوڑے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ دوڑا تھا۔ فرمایا کہ اس وقت اللہ کے علاوہ ہر چیز سے بھاگ کر اس کی طرف پہنچ گئے تھے؟ (فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ) کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ شعراء میں حضرت موسیٰ کے قصہ میں ہے۔

دوسری جگہ اللہ کا پاک ارشاد ہے (فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ) میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ تم دوڑے ہی نہیں پھر فرمایا کہ مروہ پر چڑھے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ چڑھا تھا۔ فرمایا کہ تم پر وہاں سکینہ نازل ہوا اور اس سے وافر حصہ حاصل کیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ مروہ پر چڑھے ہی نہیں۔ پھر فرمایا کہ منیٰ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا گیا تھا۔ فرمایا کہ وہاں اللہ جل شانہٗ سے ایسی بندھ گئی تھیں جو معاصی کے حال کے ساتھ نہ ہوں؟ میں نے عرض کیا کہ نہ ہو سکیں۔ فرمایا کہ منیٰ ہی نہیں

www.islamicbulletin.com

گئے۔ پھر فرمایا کہ مسجد خیف میں (جو منیٰ میں ہے) داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا داخل ہوا تھا فرمایا کہ اس وقت اللہ جل شانہ کے خوف کا اس قدر غلبہ ہو گیا تھا جو اس وقت کے علاوہ نہ ہوا ہو؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ مسجد خیف میں داخل ہی نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا کہ عرفات کے میدان میں پہنچے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوا تھا۔ وہاں اس چیز کو پہچان لیا تھا کہ دنیا میں کیوں آئے تھے؟ اور کیا کر رہے ہو اور کہاں اب جانا ہے اور ان حالات پر متنبہ کرنے والی چیز کو پہچان لیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر تو عرفات پر بھی نہیں گئے۔ پھر فرمایا کہ مزدلفہ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ گیا تھا فرمایا کہ وہاں اللہ جل شانہ کا ایسا ذکر کیا تھا جو اس کے ماسوا کو دل سے بھلا دے؟ (جس کی طرف قرآن پاک کی آیت فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ میں اشارہ ہے میں نے عرض کیا کہ ایسا تو نہیں ہوا۔ فرمایا کہ پھر تو مزدلفہ پہنچے ہی نہیں۔ فرمایا کہ منیٰ میں جا کر قربانی کی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ کی تھی۔ فرمایا کہ اس وقت اپنے نفس کو ذبح کر دیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر تو قربانی نہیں کی۔ پھر فرمایا کہ رمی کی تھی؟ (یعنی شیطانوں کے کنکریاں ماری تھیں) میں نے عرض کیا کہ کی تھی فرمایا کہ ہر کنکری کے ساتھ اپنی سابقہ جہل کو پھینک کر کچھ علم کی زیادتی محسوس ہوئی میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ رمی بھی نہیں کی پھر فرمایا کہ طواف زیارت کیا تھا؟ میں نے عرض کیا۔ کیا تھا۔ فرمایا کہ اس وقت کچھ حقائق منکشف ہوئے تھے اور اللہ جل شانہ کی طرف سے تم پر اعزاز و اکرام کی بارش ہوئی تھی اس لئے کہ حضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ حاجی اور عمرہ کرنے والا اللہ کی زیارت کرنے والا ہے اور جس کی زیارت کوئی جائے اس پر حق ہے اپنے زائرین کا اکرام کرے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ پر تو کچھ منکشف نہیں ہوا فرمایا تم نے طواف زیارت بھی نہیں کیا۔ پھر فرمایا کہ حلال ہوئے تھے؟ (حرام کھولنے کو حلال ہونا کہتے ہیں) میں نے عرض کیا ہوا تھا۔ فرمایا کہ ہمیشہ حلال کمائی کا اس وقت عہد کیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کہ تم حلال بھی نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا کہ الوداعی طواف کیا تھا؟ میں نے عرض کیا، کیا تھا۔ فرمایا اس وقت اپنے تن من کو کلیۃً الوداع کہہ دیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کہ تم نے طواف وداع بھی نہیں کیا۔ پھر فرمایا دوبارہ حج کو جاؤ اور اس طرح حج کرکے آؤ جس طرح میں نے تم سے تفصیل بیان کی فقط یہ طویل قصہ اس لئے نقل کیا تاکہ اندازہ ہو کہ اہل ذوق کا حج کس طرح ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف و کرم سے کچھ ذائقہ اس نوع کے حج کا اس محروم کو بھی عطا فرمائے۔ آمین!

www.islamicbulletin.com

﴿پانچویں فصل﴾

حج کے آداب میں

حج کے متعلق بہت سے رسائل علما نے لکھے ہیں جن میں تفصیلی طور پر حج کے آداب اور ہر ہر رکن کے آداب ذکر کیے ہیں۔ یہ سفر ساری عمر میں اکثر ایک ہی مرتبہ ہوتا ہے اسلئے مناسب ہے کہ جب سفر کا ارادہ ہو تو اس کے متعلق معتبر علماء کے متعدد رسائل منگا کر اُن کو بہت اہتمام سے دو چار مرتبہ سفر سے پہلے مطالعہ کرے تا کہ یہ بڑی رقم جو اس سفر میں خرچ ہوتی ہے آداب کی رعایت کے ساتھ خرچ ہونے کی وجہ بہترین مصرف میں خرچ ہو ایسا نہ ہو کہ جہالت اور ناواقفیت کی وجہ سے کوئی ایسی حرکت کر جائے جس سے حج بھی فاسد ہو جائے۔ سفر سے پہلے اگر ان رسائل کو چند مرتبہ مطالعہ کریگا تو مضامین سے ایک مناسبت پیدا ہو کر موقع پر اکثر باتیں یاد آتی رہیں گی اور پھر ان رسائل کو سفر میں بھی ساتھ رکھے تا کہ ہر موقع پر اس جگہ کے احکام اور آداب دیکھے جا سکیں اہل علم بھی ان سے مستغنی نہیں۔ درس کے وقت ان مسائل کو پڑھ لینے سے مستحضر نہیں ہوتے۔ اکثر دیکھا گیا کہ جو حضرات دو تین حج کر چکے ہیں وہ حج کے مسائل میں اہل علم سے جن کا پہلا ہی حج ہو فوقیت لے جاتے ہیں اس جگہ تمام آداب کا احاطہ مقصود نہیں ہے وہ ہر جگہ کے علیحدہ ہیں مختصراً چند اہم امور کا ذکر کیا جاتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ کا پاک ارشاد ہے:۔

وَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (سورۂ بقرہ۔ ع ۲۵)

(اور جب حج کا ارادہ کرو) تو خرچ ضرور ساتھ لے لیا کرو کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ لینے میں (بھیک مانگنے سے) بچا رہنا ہے۔

فائدہ: اس آیت شریف میں سب سے اہم اور مقدم چیز کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ حج کو جانے کے وقت راستہ کا خرچ ساتھ ہونا چاہیے محض توکل پر چل دینا ہر شخص کا کام نہیں۔ احادیث میں کثرت سے یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ بعض لوگ بغیر خرچ کے حج کو چل دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم متوکل ہیں پھر وہاں پہنچ کر لوگوں سے سوال کرتے تھے اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ ایک حدیث میں ہے کہ بعض لوگ بغیر زادراہ کے حج کو چل دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم حج کو جاتے ہیں پھر بھی اللہ جل شانہٗ ہمیں نہ کھلائے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ زادراہ لیا کرو۔ بہتر زادراہ وہ ہے جو تمھارے چہروں کو لوگوں کے سامنے ہونے سے روک دے (درمنثور) لوگوں سے سوال کی ذلت کو روک دے۔ یہاں ایک اہم بات یہ قابل سمجھنے کے ہے کہ توکل بہت اونچی اور اعلیٰ

www.islamicbulletin.com

اور افضل صفت ہے لیکن وہ زبانی چیز نہیں ہے بلکہ قلبی چیز ہے۔ جس کا دل اس قدر مطمئن ہو کہ اس کو اپنی جیب میں پیسہ ہونے پر اتنا اعتماد نہ ہو جتنا اللہ تعالیٰ کے خزانہ میں ہونے پر اعتماد ہوتا ہے اس کو توکل سزاوار ہے اور اس کی شان کے مناسب ہے اور جس کو یہ درجہ حاصل نہ ہو اس کے لئے مناسب نہیں۔ یہاں دو واقعے قابلِ غور ہیں۔

ایک حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کا مشہور قصہ ہے کہ جب غزوۂ تبوک کے وقت حضور اقدس ﷺ نے لوگوں سے چندہ کی تحریک فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق ﷺ جو کچھ گھر میں تھا سب کچھ لے آئے کچھ بھی گھر میں نہ چھوڑا۔ بندہ اپنے رسالہ حکایات صحابہؓ میں اس قصہ کو مفصل ذکر کر چکا ہے دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک صاحب ایک بیضہ کی بقدر سونے کا ڈلہ لائے اور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ یہ صدقہ ہے میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے اس طرف سے اعراض فرمالیا وہ دوسری طرف کو سامنے حاضر ہوئے اور یہی عرض کیا۔ اسی طرح حضور ﷺ اعراض فرماتے رہے اور وہ بار بار سامنے آکر یہی عرض کرتے رہے۔ چوتھی مرتبہ میں حضور ﷺ نے اس کو لے کر اس زور سے پھینکا کہ اگر ان کے لگ جاتا تو زخمی کر دیتا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ بعض آدمی اپنا سب کچھ صدقہ کر دیتے ہیں پھر لوگوں کی طرف دست سوال بڑھاتے ہیں۔ ان دو قصوں سے اس کا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے کہ توکل کس حالت میں سزاوار ہے کہ جو شخص بالکل خالی ہاتھ ہو کر بھی نہ بے صبری کرے نہ دل میں اللہ جل شانہٗ اور بندوں کی طرف سے شکوہ پیدا ہو نہ لوگوں سے سوال کرے اس کو یقیناً مناسب ہے اور جو ایسا نہ ہو بلکہ دوسروں کے لئے بار بنے اور بے صبری ناشکری میں مبتلا ہو اس کے لئے ہرگز مناسب نہیں کہ بغیر زادراہ کے محض توکل پر چل دے۔ (اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ ج فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ) یہ آیت شریفہ بھی آداب حج کے اہم ترین آداب کو شامل ہے اس کا ترجمہ پہلی فصل میں گذر چکا اور کچھ توضیح پہلی فصل کی احادیث میں سب سے پہلی حدیث میں گذر چکی۔

۱)......عن ابی هريرة ﷺ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خرج الحاج حاجاً بنفقة طيبة ووضع رجله في الغرز فنادى لبّيك اللّهم لبّيك ناداه منادٍ من السّماءِ لبّيك و سعديك زادك حلال وراحلتك حلال وحجك مبرور غير مازور واذا خرج بالنفقة الخبيثة فوضع رجلهٗ في الغرز فنادى لبّيك ناداه منادٍ من

www.islamicbulletin.com

السمـاء لالبّيك ولا سعديك ذادك حرام ونفقتك حرام وحجك مازور غيرمبرور۔(رواه طبراني في الاوسط ورواه الاصبهاني من حديث اسلم مولى عمر مرسلاًمختصراكذافي الترغيب وفي الاتحاف بتخريج ابي ذرالهروي وفي منسكه عن ابي هريرة بلفظ اخرزائداًعليه وفي الكنزمعناه عن عمروانس وغيرهما)۔

ترجمہ)......حضوراقدس ﷺ سے نقل کیا گیا کہ جب حاجی حلال مال کے ساتھ حج کو نکلتا ہے اورسواری پرسوار ہوکر کہتا ہےلبیک الـلّٰھـم لبیک ۔توفرشتہ بھی آسمان سے(اس کی تائیداور تقویت میں)لبیک وسعدیک کہتا ہے(یعنی تیرالبیک کہنا مقبول ہے)وہ فرشتہ کہتا ہے کہ تیرا توشہ بھی حلال ہے، تیری سواری بھی حلال ہے(کہ حلال مال سے حاصل ہوئے)اور تیرا حج مبرور ہے ۔(جس کا بیان فصل اول حدیث نمبر۴ میں گذر چکا ہے اورکوئی وبال تجھ پر نہیں اور جب آدمی حرام مال کے ساتھ حج کو جاتا ہےاورسواری پرسوار ہوکر لبیک کہتا ہےتو فرشتہ آسمان سے کہتا ہے کہ نہ لبیک نہ سعدیک یعنی تیری لبیک غیر مقبول ہے تیری لبیک غیر مقبول ہے تیراتوشہ حرام ہے تیراخرچہ حرام ہے تیراحج معصیت ہے یہ حج مبرور نہیں۔

فائدہ: ایک حدیث میں ہے کہ جب آدمی حرام مال کے ساتھ حج کو جاتا ہےاور لبیک کہتا ہے تواللہ جل شانہٗ کا پاک ارشاد ہوتا ہے کہ یہ حج تیرامردود ہے یعنی مقبول نہیں ۔ایک اورحدیث میں ہے کہ اس کاحج لپیٹ کراس کے منہ پر ماردیا جاتا ہے۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ جوشخص حرام کمائی کے ساتھ حج کو جائے اس کاسفراللہ کی اطاعت میں نہیں ہےاور جب وہ سواری پرسوار ہوکر لبیک کہتا ہےتو فرشتہ کہتا ہے کہ نہ لبیک نہ سعدیک کمائی حرام تیرالباس حرام (کہ حرام کمائی سے تیار ہوا) تیری سواری حرام تیراتوشہ توُایسے حال میں لوٹ کہ تجھ پروبال ہےاور بُرائی کامژدہ اپنے ساتھ لیتاجااور جب آدمی حلال مال کے ساتھ حج کو جاتا ہےاورسواری پرسوار ہوکر لبیک کہتا ہےتوفرشتہ بھی اس کے ساتھ لبیک وسعدیک کہتا ہے کہ تیرالباس حلال ہے تیری سواری حلال ہے تیراتوشہ حلال ہے، حج مبرور کے ساتھ واپس ہوتجھ پرکوئی وبال نہیں۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ جبؔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حج کیا توصفاومروہ کے درمیان وہ لبیک پڑھتے ہوئے دوڑ رہے تھے۔کہ آسمان سے آواز آئی لبیک عبـدی انامعک (میرے بندے میں بھی لبیک کہتاہوں اور تیرے ساتھ ہوں) یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گر گئے (درمنثور)

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کا قصہ فصل اول کی حدیث نمبر۶ میں گذر چکا ہے کہ جب احرام باندھاتو لبیک کہنے کے وقت چہرہ زردہو گیااور بدن پرکپکپی آ گئی اور لبیک نہ کہہ سکے۔کسی نے

www.islamicbulletin.com

دریافت کیا تو فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ اس کے جواب میں ''لا لبیک'' نہ کہہ دیا جائے کہ تیری لبیک معتبر نہیں۔ اگرچہ فقہاء کے نزدیک حج فرض اس سے بھی ادا ہو جاتا ہے لیکن وہ حج مقبول نہیں ہوتا اور اس حرام کا گناہ مستقل علیحدہ رہتا ہے، ہم لوگ اس میں بہت تساہل اور غفلت کرتے ہیں اپنی قوت اور زور کے گھمنڈ پر دوسروں کے مال پر ظلم سے قبضہ کر لیتے ہیں اور دل میں خوش ہوتے ہیں کہ کس کی مجال ہے جو ہم سے مطالبہ کر سکے یا ہم پر الزام قائم کر دے لیکن کل جب ہر مظلوم قوی ہوگا اس وقت اپنے اس ظلم کی حقیقت واضح ہوگی۔ جب ایک دانق جو تقریباً دو پیسے کے برابر ہوتا ہے اس کے بدلے میں سات سو مقبول نمازیں ادا کرنا پڑیں گی حالانکہ اتنی مقبول نمازیں شاید ہمارے پاس ہوں بھی نہیں لیکن فی دو پیسے یہ ادائیگی قیامت میں کرنا پڑے گی۔ (شامی)

حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہؓ سے دریافت کیا کہ جانتے ہو مفلس کون ہے! صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم تو مفلس اس کو کہتے ہیں جس کے پاس مال و متاع نہ ہو۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مفلس تو وہ ہے جو قیامت کے دن بہت سی نمازیں روزے وغیرہ لے آئے لیکن کسی کو دنیا میں گالیاں دی تھیں کسی پر تہمت لگائی تھی۔ کسی کا مال کھالیا تھا، کسی کو مارا تھا۔ قیامت میں اس کی نیکیوں میں سے کچھ اس نے لے لیا اور جب نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان مظلوم لوگوں کے گناہ اس کے ظلم کی بقدر لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر جب نیکیاں ختم ہوگئیں اور گناہ اپنے علاوہ دوسروں کے بھی سر پڑ گئے تو اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ دوسری حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جس کے ذمہ کسی دوسرے کا حق ہو آبروریزی کا ہو یا کسی اور قسم کا وہ آج دنیا میں معاف کرا لے قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں روپیہ پیسہ آدمی کے پاس نہ ہوگا اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس ہے تو اس سے ظلم کا بدلہ ادا کیا جائے گا اور اس کے پاس عمل نہیں ہے تو مظلوم کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے۔ (مشکوۃ)

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جو شخص ایک بالشت زمین کسی دوسرے کی ظلم سے چھین لے گا قیامت کے دن وہ حصہ سات زمینوں تک طوق بنا کر اس ظالم کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔ (مشکوۃ) اس دن کا جتنا بوجھ اور وزن گردن پر پڑے گا وہ ظاہر ہے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ سورج گرہن کی نماز پڑھ رہے تھے اس میں حضور ﷺ کے سامنے جنت اور دوزخ کے احوال ظاہر ہوئے تو حضور ﷺ نے جہنم میں ایک عورت کو دیکھا جس نے کسی بلی کو دنیا میں باندھ رکھا تھا اور اس کے کھانے کی خبر گیری میں کوتاہی کی جس کی وجہ سے اس کو عذاب ہو رہا تھا کہ نہ اس نے اس کے

www.islamicbulletin.com

کھانے کی خبر رکھی اور نہ اس کو آزاد چھوڑا کہ وہ اپنے آپ زمین پر گری پڑی چیزوں سے پیٹ بھر لیتی (مشکوۃ) جو لوگ جانوروں کو پالتے ہیں ان پر انکی خبر گیری کی بڑی سخت ذمہ داری ہے۔ وہ بے زبان اکثر بھوک پیاس میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان پالنے والوں کو اپنے کاروبار خیال بھی نہیں رہتا۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ قیامت میں بدترین شخص وہ ہے جو دوسرے کی خاطر اپنی آخرت کو نقصان پہنچائے۔ (مشکوۃ) کہ دوسرے نے کسی پر ظلم کیا۔ آپ تعلقات کے زور میں اس کے حامی بن گئے جس سے دنیا کا نفع تو اس کو حاصل ہوا اور آخرت اس کے ساتھ اپنی بھی برباد ہوئی اس لئے نہایت اہتمام سے ایسے امور سے بچنا چاہئے اور ہر وقت اس کی فکر چاہئے کہ کیا معلوم کب موت آجائے اور یہ وبال سر پر رہے بالخصوص سفر حج کو جاتے وقت بہت اہتمام سے ان امو سے پاکی حاصل کرے کہ طویل سفر ہے نہ معلوم واپسی مقدر ہے یا نہیں۔

۲)......عن ابن عباس ﷺ قال كان فلان ردف رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم عرفة فجعل الفتى يلاحظ النساء ينظر اليهن فقال لهٗ رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم يا ابن اخى ان هذا يوم من ملك فيه سمعه وبصره ولسانهٗ غفرلهٗ۔ (رواهٗ احمد باسناد صحيح كذا فى الترغيب والقصة معروفة فى الكتب الحديث عن الفضل بن عباس رويت بطرق عديدة والفاظ مختلفة)۔

ترجمہ)......حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک نوعمر لڑکے حضور کے ساتھ سواری پر سوار تھے ان کی نظر عورتوں پر پڑ گئی اور ان کو دیکھنے لگے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بھتیجے! یہ ایسا دن ہے کہ جو شخص اس دن میں اپنے کان آنکھ اور زبان کی حفاظت رکھے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

فائدہ: چونکہ مجمع کا قصہ ہوتا ہے ہر قسم کے مرد عورت ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اس لئے بہت اہتمام سے اُس دن اپنی حفاظت رکھنا ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ بدنظری سے یا نامحرم کی آواز لذت سے سننے سے یا کسی ناجائز لفظ کے زبان سے نکالنے سے نیکی برباد گناہ لازم ہو جائے اسی لئے قرآن میں بھی اس کو اہتمام سے ذکر کیا گیا۔

(فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ)

کہ یہ چیزیں حج میں نہیں ہونی چاہئیں۔ نبی کریم ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ اگر آدمی کی نظر کسی اجنبی عورت پر پڑ جائے اور وہ فوراً اپنی نظر کو ہٹالے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کو کسی ایسی عبادت کی توفیق عطا فرماتے ہیں جس کی لذت اور حلاوت اس کو محسوس ہوتی ہے۔ (مشکوۃ) ایک حدیث میں ہے کہ

www.islamicbulletin.com

جب آدمی کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا مکان میں ہوتا ہے تو تیسرا شخص وہاں شیطان ہوتا ہے (مشکوۃ) اس سفر میں اکثر عورتیں نامحرموں کے ساتھ سفر کرتی ہیں اور بسا اوقات محرم کے ساتھ ہونے کی صورت میں بھی عوارض کی وجہ سے مکان میں تنہا ہونے کی نوبت آجاتی ہے اس لئے بہت اہتمام سے اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ ایسی نوبت نہ آسکے۔ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت کسی نامحرم کے ساتھ تنہا مکان میں نہ ٹھہرے اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! میرا نام فلاں غزوہ میں جانے والوں میں لکھا گیا اور میری بیوی حج کو جارہی ہے۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کو جاؤ۔(مشکوۃ) یہاں جہاد جیسی اہم چیز میں جانے والے صحابی کو بیوی کے حج کی وجہ سے حضور ﷺ نے مؤخر کردیا۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو ایک شیطان اس کے ساتھ لگ جاتا ہے یعنی خود اس کو بہکانے کے لئے اور دوسروں کو اس کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہر وقت کمبخت تاک میں لگا رہتا ہے اس لئے محرم کا ایسی حالت میں ساتھ رہنا ضروری ہے۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ تنہائی میں عورت کے پاس جانے کی ممانعت فرمائی۔کسی نے عرض کیا۔حضور اگر جانے والا دیور ہو یعنی خاوند کا بھائی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے یعنی اس سے زیادہ اندیشہ اور خوف ہے اور بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کہ ہر وقت کا پاس رہنا ہے اس میں خطرات کا زیادہ اندیشہ ہے۔حدیث پاک میں کان آنکھ وغیرہ کی حفاظت کو فرمایا ہے وہ نامحرموں کی بات سننا یا دیکھنے کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ کسی کی غیبت، چغل خوری وغیرہ سننا یا زبان سے ادا کرنا سب ہی اس میں داخل ہے۔اسی طرح ہر قسم کی ناجائز چیز لہو ولعب کو دیکھنا بھی اس میں شامل ہے۔

۳)......عن ابن عمر ؓ قال سأل رجل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال ماالحاج قال الشعث التفل فقام اخر فقال یارسول اللّٰہ ای الحج افضل قال العج والثج (کذافی المشکوۃ)۔

ترجمہ)......ایک صحابی ؓ نے حضور اقدس ﷺ سے سوال کیا کہ حاجی کی کیا شان ہونا چاہیے؟ حضور ﷺ نے فرمایا بکھرے ہوئے بالوں والا میلا کچیلا ہو۔پھر دوسرے صحابی نے سوال کیا کہ حج کون سا افضل ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس میں خوب (لبیک کے ساتھ) چلاتا ہو اور (قربانی کا خوب خون بہاتا ہو)۔

<u>فائدہ</u>:اس حدیث شریف میں تین مضمون ذکر کئے گئے۔اول یہ کہ حاجی کی شان یہ ہے کہ بکھرے ہوئے بال ہوں کپڑے میلے ہوں یہ اصل حاجی کی شان ہے اس کی شان کے یہ ہرگز

مناسب نہیں کہ اس حالت میں بھی زیب و زینت کی طرف متوجہ ہو۔ اسی وجہ سے احرام کی حالت میں خوشبو کا استعمال ناجائز قرار دیا گیا کہ عاشق کو ان چیزوں سے کیا کام۔ ایک مرتبہ ذی الحجہ کی آٹھ یا نو تاریخ تھی حضرت اقدس مولانا الحاج سید حسین احمد صاحب مدنی ادام اللہ ظلال برکاتہٗ تشریف لائے میں نے عطر کی شیشی ملنے کے لئے سامنے کی مولانا نے اس کو لے کر ملا اور نہایت ہی ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا کہ آج عشاق عطر سے روک دیئے گئے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے جن کے دلوں میں عشق کا زخم ہے وہ مکہ سے دور رہ کر بھی وہاں کے تصور کی لذت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ میں نے اپنے والد صاحبؒ کو اکثر دیکھا ذوالحجہ کی اوائل تاریخوں میں اکثر بے اختیار ان کے منہ سے لبیک نکل جاتی تھی۔ پہلی فصل کی حدیث نمبر۳ کے ذیل میں گذر چکا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس بات پر فرشتوں سے فخر کرتے ہیں کہ میرے بندے بکھرے ہوئے بال اور غبار آلود کپڑوں سے آئے ہیں۔ اور متعدد احادیث میں تفاخر کا ذکر آیا ہے۔

دوسرا مضمون لبیک آواز سے پڑھنا یہ بھی کثرت سے روایات میں وارد ہوا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے ساتھیوں کو اس کا حکم کرو کہ لبیک پکار کر کہیں اس لئے کہ یہ حج کا شعار ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خود حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ آپ لبیک پکار کر کہیں کہ یہ حج کا شعار ہے (کنز) پہلی فصل کی حدیث نمبر۶ میں گذر چکا ہے کہ جب آدمی لبیک کہتا ہے تو اس کے ساتھ ہر پتھر اور درخت اور زمین بھی لبیک کہتی ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام لبیک کہتے تھے تو حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے لبیک یا موسیٰ جواب میں ارشاد ہوتا تھا۔ تیسرا مضمون حدیث بالا میں قربانی کی کثرت ہے قربانی مستقل عبادت ہے جو صاحب نصاب پر واجب ہے اور جو صاحب نصاب نہ ہو اس کے لئے مستحب ہے لیکن حج میں اس کی فضیلت اور بھی زیادہ ہے اور اس کی کثرت مرغوب ہے خود نبی کریم ﷺ نے اپنے حج میں سو اونٹ قربانی کیے تھے۔ حضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور قربانی کے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ قربانی کا جانور جب ذبح ہوتا ہے تو پہلے قطرے پر قربانی کرنے والے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور قیامت کے دن قربانی کا جانور مع اپنے خون اور گوشت وغیرہ کے لایا جائے گا اور ستر درجے زیادہ وزنی بنا کر اعمال کی ترازو میں رکھا جائے گا (کنز) حضور اقدس

www.islamicbulletin.com

ﷺ نے اپنی اور اپنی تمام امت کی طرف سے قربانی کی تو امت کو بھی زیبا ہے کہ اپنی قربانی کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کی طرف سے بھی ایک قربانی کیا کریں۔ حضرت علی ؓ ہمیشہ ایک بکرا اپنی طرف سے قربانی کرتے تھے اور ایک حضور ﷺ کی طرف سے۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کروں اس لئے میں ہمیشہ کرتا رہوں گا۔ (کنز) حضرت عمر ؓ اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے خود قربانی کیا کرتے تھے۔ قربانی درحقیقت ایک بہت اہم یادگار ہے جس کی طرف حضور ﷺ کے پاک ارشاد کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے میں اشارہ گذر چکا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑھاپے کی حالت میں بڑی تمناؤں سے اولاد ہوئی اور جب وہ ہونہار دیکھنے کے قابل ہوئی کہ باپ کی بھی دیکھ کر روح تازہ ہو جائے تو ان کو ذبح کر دینے کا اشارہ ہوا جو حقیقۃً حضرت ابراہیم علیہ السلام اور صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے بڑا سخت امتحان تھا۔ دونوں باپ بیٹوں نے اس امتحان کو پورا کرنے میں بشاشت سے پیش قدمی کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تیز چھری لے کر صاحبزادے کے گلے پر چلا دی لیکن اللہ کی قدرت کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا کہ اس عمل کی تکمیل بجائے صاحبزادے کے جانور پر ہوئی۔ لیکن (قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا) نے اپنے خواب کو سچا دکھایا کا مژدہ ملا تو حقیقۃً یہ اپنی اولاد کی قربانی کا بدل ہے جو محض اللہ کے لطف وکرم سے اس کا بدل بن گیا اس وقت یہی تصور سوچنا چاہئے کہ گویا اپنے نفس کو اور آل اولاد کو اللہ کے راستہ میں قربان کر رہا ہے۔

اجمالی آداب

شریعت کے ہر حکم اور اسلام کے ہر رُکن کے ساتھ کچھ آداب بھی مقرر ہیں۔ نماز ہو یا روزہ ہو یا زکوٰۃ ہو یا حج ہر چیز میں آداب کی تحقیق اور اس کی رعایت کی حتی الوسع کوشش ہونا چاہیے۔ حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے تفسیر عزیزی میں تحریر فرمایا کہ ہے

من تهاون بالآداب عوقب بحرمان السنة ومن تهاون بالسنة عوقب بحرمان الفرائض ومن تهاون بالفرائض عوقب بحرمان المعرفة۔

یعنی جو شخص آداب میں سستی کرتا ہے وہ سنت سے محرومی کی بلا میں گرفتار کیا جاتا ہے اور جو سنت

www.islamicbulletin.com

میں سستی کرتا ہے وہ فرائض کے چھوٹنے کی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور جو فرائض میں سستی کرتا ہے وہ معرفت کی محرومی میں مبتلا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے امور پر احادیث میں کفر کا اطلاق کیا گیا ہے کہ وہ اسی ضابطہ کے موافق کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ اس لئے شریعت کے ہر حکم میں آداب کا اہتمام چاہئے کسی عذر کی وجہ سے نہ ہوسکے مضائقہ نہیں مگر ان کی وقعت اور اہمیت دل میں ہونا چاہیے لاپروائی اور سمجھ کر اُن کو ہرگز نہ چھوڑنا چاہیے۔ احکام شرعیہ کے آداب و مستحبات علماء نے بڑے اہتمام سے اپنی اپنی جگہ جمع کئے ہیں ان کی تحقیق و تفتیش کی جائے علماء کے اختلاط اور اُن کے مذاکروں سے بھی بہت سے آداب معلوم ہو جاتے ہیں یہاں چند آداب کا ذکر نمونہ اور اجمال کے طور پر کیا جاتا ہے۔

(۱) جب اللہ تعالیٰ شانہٗ کسی خوش نصیب کو اس سعادت کی توفیق عطا فرمائے مثلاً حج فرض ہو جائے یا حج کے اسباب پیدا ہو جائیں تو پھر ارادے کی تکمیل میں عجلت کرنا چاہیے بالخصوص حج فرض کو معمولی اعذار کی وجہ سے ہرگز مؤخر نہ کرنا چاہئے کہ شیطان ایسے مواقع پر لغو خیالات اور بے محل ضروریات دل میں جمع کر دیتا ہے اور طرح طرح کے وسوسے دل میں ڈالتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا کہ شیطان کا مقولہ جو قرآن پاک میں سورۂ اعراف رکوع ۲ میں ذکر کیا گیا۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ط وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۔ط

(ترجمہ) شیطان نے کہا کہ بسبب اس کے کہ اللہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان آدمیوں کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر جا کر بیٹھوں گا اور پھر چاروں طرف سے ان پر حملہ کروں گا آگے سے بھی پیچھے سے بھی دائیں سے بھی اور ان میں سے آپ اکثر لوگوں کو شکر گذار نہ پائیں گے۔

سیدھی راہ دین کا راستہ ہے اور دین کے سارے ہی شعبے اس میں داخل ہیں۔ حضرت ابن عباس ﷜ سے نقل کیا گیا کہ خاص طور پر حج کا راستہ اس سے مُراد ہے۔ (اتحاف) یعنی وہ کمبخت اس پر مُسلط ہو کر چاروں طرف سے آدمی کو پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہے اور طرح طرح کے اعذار سامنے لا کر حج سے روکتا ہے اور ظاہر بات ہے کہ جب حج سے اس کی ساری محنت بیکار ہو جاتی ہے عرفات کا رونا عمر بھر کے گناہوں کو دھوتا ہے تو وہ جتنا بھی اس سفر کے خلاف سعی کرے قرین قیاس ہے اس لئے موانع کو شیطانی اثر سمجھ کر حتی الوسع ان کے دفع کرنے کی اور ان کو غیر اہم سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

www.islamicbulletin.com

(۲) مناسب ہے کہ جب سفر کا ارادہ ہو تو مسنون استخارہ کرلے۔ نفس حج کے لئے استخارہ کی ضرورت نہیں۔ مثل مشہور ہے درکارِ خیر ہیچ حاجت استخارہ نیست۔ کارِ خیر میں استخارہ کی حاجت نہیں لیکن چونکہ اہم سفر ہے راستہ دشوار گذار ہے۔ ان امور کے متعلقات استخارہ کرلے کہ کب چلے کس راستہ سے جائے، کس جہاز میں جائے وغیرہ وغیرہ۔ حضرت جابرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ہمیں استخارہ کرنے کی تعلیم اس طرح اہتمام سے دیا کرتے تھے جس اہتمام سے قرآن پاک کی سورت یاد کراتے تھے اور یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی مہتم بالشان امر پیش آئے تو دو رکعت نفل نماز پڑھنے کے بعد یہ دُعا پڑھے۔ استخارہ کی دُعا مشہور ہے حج کے سب رسائل میں موجود ہے۔

(۳) حج کے مسائل معلوم کرنے کی سعی کرے۔ ابن امیر الحاجؒ لکھتے ہیں کہ سب سے اہم چیز ان مسائل کو معلوم کرنا ہے جو حج کو جانے کے قبل اور روانگی کے بعد اور حج کے دوران میں پیش آتے ہیں کہ علم کا سیکھنا حضور اقدس ﷺ نے ہر شخص پر فرض کیا ہے اس لئے حج کے فرائض اور سُنن اور جو چیزیں اس میں حرام یا مکروہ ہیں ان کا معلوم کرنا ضروری ہے۔ (مدخل) بہت سے رسائل اُردو میں اس موضوع پر شائع ہو چکے ہیں ان کو بالاستیعاب دو۲ مرتبہ سفر سے پہلے پڑھ لے تاکہ ناواقفیت کی وجہ سے اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں نقصان نہ رہ جائے۔ عام علماء بھی اس سے بے نیاز نہیں ہیں۔ درس کے وقت مسائل کا نظر سے گذر جانا دوسری بات ہے وقت پر مستحضر ہونا اور چیز ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ان کو سرسری طور سے دیکھ لینا کافی ہے۔ عوام کو بہت اہتمام سے اور غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ کسی عالم کی رفاقت سفر میں اختیار کرے اور ہر چیز کو اس سے تحقیق کرتا رہے تین رسالوں کے مطالعہ کا بندۂ ناکارہ خصوصیت سے مشورہ دیتا ہے۔ ایک زبدۃ المناسک مؤلفہ قطب عالم حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ۔ دوسرے زیارت الحرمین مؤلفہ مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، تیسرے معلم الحجاج مؤلفہ مولانا سعید احمد صاحبؒ زاد مجدہم مفتی مظاہر علوم۔ ان کے علاوہ اور جو رسائل معتمد علماء کے مل سکیں۔

(۴) جب سفر کرے تو نیت خالص اللہ کی رضا ہونا چاہیے۔ لوگوں کا دکھلاوا یا حاجی کہلانے کا شوق یا سیر تفریح وغیرہ فاسد ارادے ہرگز نہ ہونا چاہئیں جیسا کہ پہلی فصل کی حدیث نمبر۱ میں گذر چکا ہے۔

(۵) ایک یا اس سے زیادہ رفیق سفر ایسے تلاش کئے جائیں جو دیندار، صالح۔ نیک ہوں

www.islamicbulletin.com

دین کے کاموں میں دلچسپی اور شوق رکھنے والے ہوں تاکہ راستہ میں معین و مددگار ہوں۔ اگر یہ کسی کام کو بھول جائیں تو وہ یاد دلائیں اور نیک کاموں کی ترغیب دیتے رہیں۔ اگر کسی کام میں سستی پیدا ہو تو وہ ہمت بندھائیں اگر کہیں بزدلی پیدا ہو تو وہ بہادری پیدا کریں۔ اگر کوئی پریشانی پیدا ہو تو صبر دلائیں کوئی عالم ہو تو اور بھی بہتر ہے کہ مسائل میں بھی مدد دیتا رہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ رشتہ دار کی بہ نسبت اجنبی زیادہ بہتر ہے کہ راستہ میں بسا اوقات طبائع کے اختلاف کی وجہ سے آپس میں شکر رنجی پیدا ہو جاتی ہے جس سے قطع تعلقی کی نوبت آجاتی ہے اگر رشتہ دار کے ساتھ ایسی نوبت آئیگی تو قطع رحمی کا گناہ ہوگا البتہ اگر اپنے اوپر یا رفیق پر اس کا اطمینان ہو کہ ایسی نوبت نہ آئے گی تو مضائقہ نہیں۔

(۶) حج کے لئے حلال مال تلاش کرے جس میں شبہ نہ ہو۔ حرام خواہ رشوت کا ہو یا ظلم سے کسی سے حاصل کیا ہوا ایسے مال سے حج فرض تو ادا ہو جاتا ہے لیکن مقبول نہیں ہوتا جیسا کہ اسی فصل کی پہلی حدیث میں مفصل گذر چکا علماء نے لکھا ہے کہ اگر مال مشتبہ ہو تو پھر علماء نے اس کی یہ صورت تجویز کی ہے کہ قرض لے کر حج کرلے اور پھر اس مال سے قرض ادا کردے۔

(۷) اپنے سب پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور کسی کا مال ظلم سے لے رکھا ہو تو اس کو واپس کر دے اور کسی قسم کا کسی پر ظلم کیا ہو تو اس سے معاف کرائے۔ جن لوگوں سے اکثر سابقہ پڑتا رہتا ہو اُن سے کہا سنا معاف کرالے۔ اگر کچھ قرضہ اپنے ذمہ ہو تو اس کو ادا کرے یا ادائیگی کا کوئی انتظام کرے جو امانتیں لوگوں کی اپنے پاس ہوں ان کو واپس کرے یا کوئی مناسب انتظام امانت رکھنے والوں کی رضا سے کردے جن لوگوں کا خرچ اپنے ذمہ ہے جیسے بیوی چھوٹی اولاد وغیرہ ان کے خرچ کا بندوبست اپنی واپسی کے زمانہ تک کردے۔ علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص پر کوئی ظلم کر رکھا ہو یا اس کا کوئی اور حق اپنے ذمہ ہو تو وہ بمنزلہ ایک قرضخواہ کے ہے جو اس سے یہ کہتا ہے کہ تو کہاں جا رہا ہے کیا تو اس حالت میں شہنشاہ کے دربار میں عاجزی کا ارادہ کرتا ہے کہ تو اس کا مجرم ہے اس کے حکم کو ضائع کر رہا ہے۔ حکم عدولی کی حالت میں تو حاضر ہو رہا ہے اس سے نہیں ڈرتا کہ وہ تجھ کو مردود کر کے واپس کردے اگر تو قبولیت کا خواہشمند ہے تو اس ظلم سے توبہ کر کے حاضر ہو اس کا مطیع اور فرمانبردار بن کر پہنچ ورنہ تیرا یہ سفر ابتداء کے اعتبار سے مشقت ہی مشقت ہے اور انتہا کے اعتبار سے مردود ہونے کے قابل ہے۔

(۸) حلال وطیب مال سے اتنا خرچہ اپنے ساتھ لے جو بغیر تنگی کے پورے سفر کی آمد و رفت کو

www.islamicbulletin.com

کو کافی ہو جائے بلکہ احتیاطاً کچھ زائد لے تاکہ راستہ میں غرباء کی کچھ اعانت کر سکے۔ کھانے میں سے اہل ضرورت کی تواضع کر سکے جو لوگ ضرورت کی مقدار سے بھی کم لے کر جاتے ہیں وہ اکثر دوسروں پر بوجھ بن جاتے ہیں اور سوال کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حق سبحانہٗ وتقدس نے قرآنِ پاک میں وتزودوا کا حکم ارشاد فرمایا جیسا کہ اسی فصل کے شروع میں مفصل گذر چکا۔

(۹) جب سفر شروع کرے تو دو رکعت پڑھے جس میں پہلی رکعت میں قُل یٰایھا الکفرون الخ اور دوسری میں قل ھواللہ پڑھنا اولیٰ ہے اور بہتر یہ ہے کہ دو رکعت گھر میں پڑھے اور دو رکعت محلہ کی مسجد میں۔

(۱۰) چلنے سے پہلے اور چلنے کے بعد کچھ صدقہ کرے اور اپنی وسعت کے موافق کرتا رہے کہ صدقہ کرنے کو بلاؤں اور مصیبتوں کے دفع کرنے میں دخل ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ صدقہ کرنا اللہ کے غصہ کو دور کرتا ہے اور بُری موت سے حفاظت کا سبب ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی کو کپڑا پہنائے جب تک اس کے بدن پر کپڑا پہنانے والا اللہ کی حفاظت میں رہے گا۔ (مشکوٰۃ)

(۱۱) جب گھر سے نکلنے لگے تو اس وقت کی مخصوص دُعائیں جو احادیث میں کثرت سے آئی ہیں پڑھ کر نکلے۔ ہر ہر جگہ کی دعائیں اتنی کثیر ہیں کہ اگر اس رسالہ میں سب کو جمع کیا جائے تو اس کا حجم تین حصے بڑھ جائے گا اسلئے اسمیں دعائیں ذکر نہیں کی گئیں۔ اگر اللہ نے توفیق عطا فرمائی تو کسی وقت صرف دُعائیں ایک رسالہ میں جمع کردی جائیں گی۔ دوسرے رسائل سے تلاش کر کے جو مل سکیں پڑھ لی جائیں۔ حج کی دعاؤں میں مستقل رسالے بھی شائع ہو چکے ہیں تلاش کر کے کوئی خرید لیا جائے تو بہتر ہے۔

(۱۲) چلتے وقت مقامی رفقاء اعزہ احباب سے ملاقات کر کے ان کو الوداع کہے اور ان سے اپنے لئے دُعا کی درخواست کرے کہ اُن کی دعائیں بھی اس کے حق میں خیر کا سبب ہوں گی۔ نبی کریم ﷺ کا پاک ارشاد ہے جب کوئی آدمی تم میں سے سفر کرے تو اپنے بھائیوں کو سلام کر کے جائے ان کی دعائیں اس کی دعا کے ساتھ مل کر خیر میں زیادتی کا سبب ہوں گی۔ الوداع کہتے وقت مسنون یہ ہے کہ یوں کہے۔

(اَسْتَوْدِعُ اللّٰہُ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ)۔ (اتحاف)

(۱۳) جب گھر کے دروازے سے نکلے تو اس وقت کے لئے بھی متعدد دُعائیں احادیث میں آئی ہیں احادیث میں آیا ہے کہ جب آدمی گھر سے نکلتے وقت دُعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط

تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے مقصد کی طرف راستہ پائے گا۔ اور راستہ میں تیری حفاظت کی جائے گی اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔ (اتحاف)

(۱۴) جب سفر شروع ہونے لگے تو قافلہ میں کس دیندار سمجھدار تجربہ کار متحمل مزاج جفاکش متواضع شخص کو امیر قافلہ بنالینا چاہیے قریشی ہو تو افضل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جب تین آدمی بھی سفر کریں تو چاہیے کہ ایک کو اپنے میں سے امیر قافلہ بنالیں۔ (مشکوٰۃ) حضور اقدس ﷺ کا عام معمول تھا کہ جب قافلہ روانہ ہوتا تو کسی ایک شخص کو ان میں سے امیر بنا دیتے اور جو شخص امیر بنے اس کو امارت کے حقوق اور اس کے آداب کی رعایت کرنا چاہیے۔ رفقا کے احوال کی خبر گیری ان کے سامان کی نگرانی کے اسباب پیدا کرنا ان کو آرام وراحت پہنچانا امیر کے ذمہ ہے۔ اس سلسلہ میں اشج عبدالقیس کی حدیث جو آداب زیارت مدینہ نمبر ۱۱ میں آرہی ہے دیکھنی چاہیے۔

(۱۵) بہتر یہ ہے کہ سفر کی ابتدا پنجشنبہ کے دن صبح کے اوقات میں ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ پنجشنبہ کے روز سفر کی ابتدا کو پسند فرماتے تھے۔ (مشکوٰۃ) دوسری حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ کسی لشکر یا قافلہ کو روانہ فرماتے تو دن کے اول حصہ میں روانہ فرماتے۔ صخر ؓ ایک بڑے تاجر تھے۔ حضور ﷺ کے اس اہتمام کی وجہ سے ان کو بھی اس کا خاص اہتمام تھا کہ جب اپنا مال تجارت روانہ کرتے تو دن کے شروع حصہ میں روانہ کرتے اس میں ان کو بڑا نفع حاصل ہوتا۔ (مشکوٰۃ)

(۱۶) سواری پر سوار ہونے کی اور اُترنے کی دعائیں بھی احادیث میں متعدد وارد ہوئی ہیں۔ ان کو معلوم اور محفوظ کرنا اولیٰ ہے کہ ہر منزل پر اُترتے وقت پڑھتا رہے اور اگر سواری اور سفر اپنے قبضہ کا ہو تو بہتر یہ ہے کہ رات کا کچھ حصہ اور صبح کا ابتدائی حصہ سفر کرنے میں گزرے اور دن کو منزل کرے نبی کریم ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ رات کا سفر اختیار کرو کہ زمین رات کو لپیٹ دیجاتی ہے یعنی مسافت جلدی طے ہوتی ہے اور تجربہ بھی اس کا بارہا ہوا لیکن یہ وہیں ہو سکتا ہے جہاں اونٹوں کا سفر اپنے اختیار کا ہو راستہ مامون و محفوظ ہو ریلوں کے سفر میں اُس کے اوقات کی پابندی ہے۔

(۱۷) جب کسی جگہ منزل میں پہنچے تو احتیاط یہ ہے کہ چلنے پھرنے میں بھی تنہا نہ جائے تاوقتیکہ امن اور اطمینان کا حال معلوم نہ ہو کہ اجنبی جگہ کا حال معلوم نہیں ہوتا اور منزل پر بھی احتیاط یہ ہے کہ رفقاء میں سے نمبر وار ایک دو آدمی سامان کی حفاظت کے ذمہ دار رہیں۔ رات کے وقت اگر منزل ہو تو جاگنے والوں کے اوقات مرتب کر لئے جائیں کہ نمبر وار ایک دو آدمی جاگتے رہیں کہ یہ جان کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ منزل پر پہنچ کر طے فرما دیا کرتے تھے کہ حفاظت کا کام کس کے سپرد ہے۔ میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے کئی مرتبہ یہ قصہ سنایا کہ میرے

www.islamicbulletin.com

دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر بار بار اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے کہ گھر میں تمام رات کوئی نہ کوئی اللہ کی عبادت میں مشغول رہتا ہے اور اسپر بار بار شکر کے طور پر مسرت ظاہر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے اور صورت اس کی یہ ہوتی تھی کہ میرے والد صاحبؒ کو کتب بینی اور مطالعہ کا بہت ذوق اور شوق تھا رات کا اکثر حصہ وہ مطالعہ میں صرف کیا کرتے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کتاب دیکھنے میں وقت کا اندازہ نہ ہوتا تھا۔ نصف رات تک میں کتاب دیکھتا اور والد صاحب یعنی میرے دادا صاحب آرام فرماتے نصف لیل کے بعد وہ تہجد کے لئے جب اُٹھتے تو فرماتے میاں جی تم اب تک نہیں سوئے جلدی سو جاؤ۔ ان کے تقاضے پر میں مجبوراً کتابیں رکھ کر سوتا اور وہ تہجد میں مشغول ہو جاتے اور ثلث لیل تہجد پڑھ کر وہ تو خود آرام کرنے کے لئے سدس آخر میں لیٹ جاتے اور میرے تایا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد صاحب کو آواز دے کر تہجد کے لئے جگا دیتے۔ وہ صبح صادق تک تہجد میں مشغول رہتے۔ افسوس کہ اپنے اکابر کے معمولات خیرات و برکات میں سے کچھ بھی نہ کمایا۔ فیاللاسف۔

(۱۸) سفر میں جب کسی اونچی جگہ چڑھے تو علاوہ دوسری دعاؤں کے اللہ اکبر تین مرتبہ اور جب نیچے کی جگہ اُترے تو علاوہ اور دعاؤں کے سبحان اللہ تین مرتبہ کہنا اولیٰ ہے اور جب سفر میں کسی جگہ وحشت سوار ہو اور گھبراہٹ ہونے لگے تو

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ جَلَّلْتِ السَّمٰوٰتُ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ ط

پڑھنا اولیٰ بھی اور مجرب بھی ہے۔

(۱۹) اگر کوئی شخص بلا مشقت کے پیدل حج کرے تو کیا ہی کہنا بشرطیکہ کسی دوسرے مکروہ میں مُبتلا نہ ہو جائے لیکن سواری پر حج کرے تب بھی اولیٰ یہ ہے کہ اپنی ہمت اور وسعت کے موافق جتنا بسہولت تحمل ہو سکے پاؤں چلے بالخصوص مکہ سے عرفات کے درمیان کہ ہر ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے شمار ہوتی ہیں اور حرم کی نیکی ایک لاکھ کے برابر ہوتی ہے جیسا کہ تیسری فصل کی پہلی حدیث میں مفصل گذرا۔ اکابر کا اکثر معمول رہا کہ اونٹوں کے سفر پر جب عصر کی نماز کے لئے اُترتے تو مغرب تک پاؤں چل کر مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر سوار ہوتے کہ یہ وقت مختصر بھی ہوتا ہے اور گرمی دھوپ یا اندھیرا بھی نہیں ہوتا۔ علماء نے لکھا ہے کہ مکہ سے عرفات اور منیٰ تک پیدل جانا زیادہ پسندیدہ اور بہتر ہے جو لوگ قوی چلنے کے عادی ہوں ان کو اس حصہ کے لئے سواری کا پابند نہ ہونا چاہیے کہ اس سے بسا اوقات سواری کی مجبوری سے بہت سے مستحبات ترک ہو جاتے ہیں۔

www.islamicbulletin.com

(۲۰) سواری کے جانور کی رعایت اور اس کے حقوق کی حفاظت بھی ضروری ہے اس کے تحمل سے زیادہ مشقت اسپر ڈالنا جائز نہیں۔ اسلاف میں سے متقی اور پرہیز گار حضرات اس پر لیٹ کر سونے سے بھی احتراز کرتے تھے کہ اس سے اسپر بوجھ بڑھ جاتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ جانور کو اذیت پہنچانے اور بے وجہ تکلیف دینے کا بھی قیامت میں مطالبہ ہوگا۔ حضرت ابودرداء صحابی رضی اللہ عنہ اپنے انتقال کے وقت اپنے اونٹ سے خطاب کرکے فرمارہے تھے کہ اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں مجھ سے جھگڑا نہ کیجیو میں نے تیری طاقت سے زیادہ کا تجھ سے نہیں لیا۔ (اتحاف) نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ استنجے کے لئے کسی درخت کی آڑیا کسی باغ میں تشریف لے جایا کرتے۔ ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ حضور ﷺ کو دیکھ کر چلایا۔ حضور ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اس کے کان کی جڑ پر دست مبارک پھیرا اور فرمایا اس کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوعمر تشریف لائے اور کہا کہ یہ میرا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹ نے تمہاری شکایت کی کہ تم اس سے کام تو زیادہ لیتے ہو اور کھانے کو کم دیتے ہو۔ (ابوداؤد)

(۲۱) اسی طرح سواری کے مالک کے حقوق کی بھی رعایت ضروری ہے اس کی اجازت سے زیادہ سامان رکھنا جائز نہیں جتنی مقدار کرایہ میں طے ہوچکی ہے اتنی ہی رکھنا جائز ہے اس میں ریل وغیرہ کا سفر بھی یہی حکم رکھتا ہے چُرا چھپا کر استحقاق سے زیادہ سامان بلا محصول ادا کئے رکھنا جائز نہیں اپنے اسلاف کا معاملہ تو اس میں اس قدر احتیاط کا تھا کہ وہ اب سمجھ میں بھی مشکل سے آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جو مشہور محدث اور مشہور امام ہیں ایک مرتبہ سفر میں تشریف لے جارہے تھے کہ کسی نے ان کو ایک خط دیا کہ یہ بھی لیتے جائیں انھوں نے فرمایا کہ میں اونٹ والے کو اپنا سامان دکھا چکا ہوں اب اس کو پہلے اطلاع کردوں کہ یہ اور لیتا ہوں وہ اجازت دیدیگا تو لے لوں گا (اتحاف) اور علی بن معبدؒ محدث کا مشہور قصہ جو حکایات صحابہؓ میں لکھا جاچکا ہے کہ کرایہ کے مکان سے مٹی اُٹھا کر خط کو خشک کرنے پر خواب میں تنبیہ ہوئی۔

(۲۲) سارے سفر میں تنعم اور زیب وزینت کے اسباب سے بچے کہ یہ سفر عاشقانہ ہے۔ معشوقانہ نہیں ہے۔ جیسا کہ مفصل پہلے گذر چکا ہے۔ خود نبی کریم ﷺ کا پاک ارشاد ہے۔ **الحاج الشعث التفل** جیسا کہ اسی فصل کی تیسری حدیث میں گذرا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب حجاج کو دیکھتے تو فرماتے کہ حاجی کم ہوتے جارہے ہیں اور سفر کرنے والے بڑھتے جارہے ہیں۔ اسی میں ایک شخص کو دیکھا کہ معمولی ہیئت اور معمولی لباس میں ہے۔ فرمایا ہاں یہ حجاج میں ہے۔ (اتحاف)

(۲۳) سفر میں جو کچھ خرچ کرے وہ نہایت بشاشت اور فراخدلی سے خرچ کرے دل تنگی اس

www.islamicbulletin.com

مبارک سفر کے اخراجات میں ہر گز نہ ہونا چاہیے۔ پہلی فصل کی حدیث نمبر ۹ میں گذر چکا ہے کہ ایک روپیہ کا ثواب اس سفر میں سات سو روپے کے برابر ہے۔ ایسی حالت میں جو پیسہ اس مبارک سفر میں خرچ ہو جائے وہ اجر ہی اجر ہے اس سے مقصود یہ نہیں کہ اسراف کیا جائے لیکن یہ ضرور ہے کہ خرچ کی زیادتی اسراف نہیں بلکہ اسراف بے محل خرچ کرنا ہے وہاں کے مزدوروں پر اونٹ والوں پر مکانات کے کرایوں میں جو خرچ کیا جائے اور اس میں ان لوگوں کی اعانت کی نیت بھی شامل کر لی جائے تو پھر کوئی بھی خرچ بار نہیں۔

(۲۴) البتہ رشوت دینے سے حتی الوسع احتراز کرے اور جہاں تک مجبوری نہ ہو جائے رشوت نہ دے کہ وہ حرام ہے حتیٰ کہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ ٹیکس دینے کی وجہ سے حج نفل کا چھوڑ دینا اولیٰ ہے کہ ٹیکس دینے میں ظالمین کی اعانت ہے۔ (احیاء)

(۲۵) اس سفر میں جو مشقتیں تکلیفیں پہنچیں ان کو نہایت خندہ پیشانی اور بشاشت سے برداشت کرے ہر گز ان پر ناشکری اور بے صبری کا اظہار نہ کرے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس سفر میں بدن کو کسی قسم کی تکلیف پہنچنا بھی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے قائم مقام ہے۔ (اتحاف) کہ جیسا مال خرچ کرنا مالی صدقہ ہے یہ جانی صدقہ ہے۔

(۲۶) معاصی سے بچنے کی بہت اہتمام سے کوشش کرے۔ قرآن پاک میں خاص طور سے اس کو ذکر فرمایا ہے۔

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط

پہلی فصل میں یہ آیت گذر چکی ہے اور اُسی فصل کی پہلی حدیث میں یہ مضمون گذر چکا ہے علماء نے لکھا ہے کہ اللہ جل شانہٗ تک وصول اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک لذتوں سے احتیاط اور شہوتوں سے حفاظت نہ ہو اس وجہ سے پہلے لوگ رہبانیت اختیار کیا کرتے تھے جس کا بدل حج میں یہ رکھا گیا کہ بیوی سے صحبت بھی ناجائز کر دی گئی۔ (اتحاف)

(۲۷) نمازوں کا نہایت اہتمام رکھے۔ بہت سے حاجی سفر کی مشقت اور کاہلی سے اس میں سستی کر دیتے ہیں یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اگر شب کے سفر کی وجہ سے آخری رات ہو جائے تو لیٹ کر نہ سوئے بلکہ کہنی کھڑی کر کے اس پر ٹیک لگا کر سو جائے ایسا نہ ہو کہ لیٹ کر سونے سے غفلت کی نیند آ جائے اور صبح کی نماز فوت ہو جائے کہ نماز کی فضیلت حج کی فضیلت سے زیادہ ہے۔ (اتحاف) علماء نے لکھا ہے کہ حج کے شرائط میں سے ہے کہ نماز کو اپنے اوقات میں ادا کرنے

www.islamicbulletin.com

پر راستہ میں قدرت ہو اگر راستہ ایسا بن جائے کہ نماز کے ادا کرنے کا وقت نہیں مل سکتا تو حج کی فرضیت نہیں رہتی۔ ابوالقاسم حکیم کہتے ہیں جو شخص جہاد میں جائے اور اس کی وجہ سے اسکی ایک نماز فوت ہو جائے تو اس کو اس کے کفارہ میں سو جہاد کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اس ایک نماز کے فوت ہونے کا کفارہ ہو سکے۔ ابوبکر وراق جب حج کے ارادہ سے تشریف لے چلے تو ایک ہی منزل پر پہنچ کر فرمانے لگے کہ مجھے واپس گھر پہنچاؤ میں نے ایک ہی منزل میں سات سو کبیرہ گناہ کر ڈالے علماء کو بڑا تعجب ہے کہ ایک منزل میں اتنے گناہ کبیرہ ہو بھی سکتے ہیں یا نہیں۔ ایک معمولی فاسق فاجر سے بھی چند میل چلنے میں اتنے گناہ نہیں ہو سکتے پھر ایک شیخ المشائخ جو اکابر میں ہیں ان سے کیسے صادر ہوئے؟ بعض اکابر نے کہا کہ ایک نماز کی جماعت فوت ہو گئی تھی اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس نے جماعت کی نماز ترک کر دی اس نے گویا سات سو کبیرہ گناہ کئے ہیں۔ (شرح لباب) ممکن ہے شیخ کو یہ حدیث پہنچی ہو معروف کتب میں بندہ کو یہ حدیث نہیں ملی اور حج بھی غالباً نفل ہو گا۔

(۲۸) سارے سفر کو ذوق وشوق اور عاشقانہ والہانہ جذبہ سے کرے جیسا کہ پہلے مفصل گذر چکا کہ یہ عبادت ساری ہی مظہر عشق ہے۔ یہ سمجھے کہ اللہ کے دربار میں حاضر ہو رہا ہے اور ایسا ہے گویا شہنشاہ نے کوئی دربار مقرر کیا ہے اور خوش قسمتی سے دعوتی کارڈ اس کے نام کا بھی آ گیا اس لئے بغیر اللہ جل شانہٗ کی توفیق کے کچھ بھی نہیں ہونا اسی کی طرف سے طلب ہوتی ہے جب ہی کوئی شخص جا سکتا ہے۔

مری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے ۔۔۔ قدم یہ خود نہیں اُٹھتے اُٹھائے جاتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُمید رکھے کہ جب دنیا میں اس نے اپنے مکان کی زیارت کی سعادت نصیب فرمائی تو آخرت میں اپنی زیارت سے بھی محروم نہ فرمائے گا۔

(۲۹) اپنی ہر عبادت میں اللہ کے لطف وکرم سے قبول کی اُمید واثق رکھے وہ بڑا کریم ہے اور اس کے کرم کا ہر شخص کو امیدوار رہنا چاہیے۔

ع ۔۔۔ کہ شیوہ ہے کریموں کا نبھانا اپنے چاکر کا

پہلی فصل کی حدیث نمبر ۶ کے ذیل میں گذرا ہے کہ وہ شخص بڑا گناہ گار ہے جو عرفات کے میدان میں بھی یہ سمجھے کہ میری مغفرت نہیں ہوئی اور حدیث نمبر ۴ اور نمبر ۵ میں تو مغفرت کا بالکل یقین ہے اللہ کا لطف وکرم اس کا فضل وانعام اس کی ذرہ نوازی بندہ پروری سے کامل امید رکھے کہ ہر عمل قبول ہو گا مگر اس اُمید میں گھمنڈ کا شائبہ بالکل نہ آئے اپنے اعمال کے قصور کی وجہ سے اس کو اس کا مستحق سمجھے کہ قابل قبول نہیں۔ ابن ابی ملیکہؒ کہتے ہیں کہ حضرات صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تیس حضرات سے ملا ہر ایک ان میں سے اپنے منافق ہونے سے ڈر رہا تھا (بخاری) یعنی وہ یہ

www.islamicbulletin.com

سمجھتے تھے کہ ہمارے اعمال کا باطن ایسا بہتر نہیں ہے جیسا ظاہر ہے اس سے ان کو اپنے اوپر نفاق کا خوف ہو جاتا تھا۔ ایک صحابی ﷺ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ ایک شخص جہاد کرتا ہے وہ ثواب کی بھی امید رکھتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کا نام ہو جائے حضور ﷺ نے فرمایا اس کو کوئی ثواب نہیں۔ انھوں نے مکرر سہ کرر یہی سوال کیا اور حضور ﷺ یہی جواب ارشاد فرماتے رہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ' صرف اسی عمل کو قبول فرماتے ہیں جو خالص اسی کے لئے ہو (ترغیب) حضرت شفیؒ ایک تابعی ہیں۔ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو انھوں نے دیکھا کہ ایک صاحب ہیں، جن کے پاس بڑا مجمع لگا ہوا ہے انھوں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وارضاہ ہیں یہ قریب پہنچے اور عرض کیا کہ میں آپ سے کوئی حدیث سننی چاہتا ہوں جو آپ نے حضور اقدس ﷺ سے اچھی طرح سمجھی ہو۔ انھوں نے فرمایا کہ ہاں ہاں میں تمہیں ایک حدیث سنایا ہوں جس کو میں نے حضور ﷺ سے خوب سمجھا اور اچھی طرح معلوم کیا۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ ﷺ چیخ مار کر رونے لگے جس سے بیہوشی کے قریب ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد جب سکون ہوا تو فرمایا کہ میں تمھیں ایک حدیث سناتا ہوں جو حضور اقدس ﷺ نے اس گھر میں مجھے سنائی تھی اس وقت میں تھا اور حضور ﷺ تھے کوئی تیسرا ہمارے ساتھ نہ تھا۔ اتنا کہہ کر پھر چیخ مار کر اسی طرح رونے لگے گویا بیہوش ہو جائیں گے۔ پھر جب سکون ہوا تو منہ پونچھ کر فرمایا کہ ہاں میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو حضور ﷺ نے مجھے اس گھر میں سنائی تھی۔ اس وقت میں تھا اور حضور ﷺ تھے کوئی تیسرا نہ تھا۔ اتنا کہہ کر پھر اسی طرح چیخ مار کر رونے کی صورت پیش آگئی اور پہلے سے بھی زیادہ سخت۔ اس کے بعد منہ کے بل زمین پر گر گئے میں بہت دیر تک ان کو پکڑے بیٹھا رہا۔ اس کے بعد جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب اللہ تبارک وتعالیٰ جل وعلیٰ بندوں کے حساب کی طرف توجہ فرمائیں گے اور ہر آدمی خوف کی وجہ سے گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہو گا تو سب سے پہلے تین شخص بلائے جائیں گے ایک حافظ قرآن دوسرے مجاہد تیسرا مالدار اور سب سے اول حافظ قرآن سے مطالبہ ہو گا کہ میں نے تجھ کو وہ چیز عطا کی جو میں نے اپنے رسول ﷺ پر اتاری۔ وہ عرض کرے گا کہ بیشک آپ نے یہ دولت عطا فرمائی تھی تو سوال ہو گا کہ تو نے اپنے اس علم میں کیا عمل کیا وہ عرض کرے گا کہ میں دن رات اس کی تلاوت وغیرہ میں مشغول رہتا تھا۔ ارشاد ہو گا جھوٹ بولتا ہے۔ فرشتے بھی سب ایک زبان ہو کر کہیں گے کہ جھوٹ ہے جھوٹ ہے۔ پھر اللہ جل جلالہ' کا ارشاد ہو گا کہ یہ محض اس لئے ہوتا تھا کہ لوگ کہیں گے بڑا جید قاری ہے سو کہا جا چکا۔ پھر مالدار سے مطالبہ ہو گا کہ میں نے تجھ کو اتنی وسعت مال کی عطا کی کہ کسی چیز میں کسی دوسرے کا محتاج

www.islamicbulletin.com

تو نہیں رہا وہ عرض کرے گا کہ بیشک ایسا ہی تھا۔ ارشاد ہوگا میرے اس عطا کئے ہوئے مال میں تو نے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا میں صلہ رحمی کرتا تھا اور صدقات کرتا رہتا تھا ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے اور فرشتے بھی سب کہیں گے کہ جھوٹ ہے پھر اللہ کا پاک ارشاد ہوگا کہ یہ اس لئے کیا جاتا تھا کہ لوگ کہیں گے فلاں بڑا سخی ہے سو کہا جا چکا۔ مجاہد سے سوال ہوگا کہ تمہارا کیا عمل ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ تو نے جہاد کا حکم کیا میں نے تیرے راستہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ جان دیدی۔ ارشاد عالی ہوگا کہ جھوٹ بولتا ہے۔ فرشتے بھی کہیں گے جھوٹ ہے جھوٹ ہے۔ ارشاد ہوگا یہ تو نے اس لئے کیا تھا کہ لوگ کہیں گے کہ بڑا بہادر ہے سو کہا جا چکا اس کے بعد حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ کے زانو پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ تین شخص ہیں جن سے جہنم کی آگ سب سے پہلے بھڑکائی جائے گی۔ اس کے بعد شفیؒ امیر معاویہ ؓ کے پاس گئے تو ان سے حضرت ابو ہریرہ ؓ کی اس حدیث کا تذکرہ کیا امیر معاویہ ؓ نے فرمایا کہ جب ان تین کا یہ حشر ہوا تو باقی لوگوں کا کیا کچھ حال ہوگا؟ یہ کہہ کر امیر معاویہ ؓ اس قدر روئے کہ دیکھنے والوں کا خیال ہوا کہ یہ روتے روتے ہلاک ہو جائیں گے اس کے بعد امیر معاویہ ؓ کو جب افاقہ ہوا تو فرمانے لگے اللہ جل شانہٗ نے بھی حق فرمایا اور اس کے پاک رسول نے بھی۔ پھر امیر معاویہ ؓ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ هود۔ ۱۱: ۱۶ (ترغیب)

اور جو شخص (اپنے نیک اعمال سے) محض دنیا کا طالب ہو اور اس کی رونق حاصل کرنا چاہتا ہو (جیسے شہرت، نیک نامی وغیرہ) تو ہم ان لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں پورے طور دیتے ہیں اور دنیا میں ان کے لئے کچھ کمی نہیں ہوتی اور آخرت میں ایسے لوگوں کے لئے بجز دوزخ کے اور کچھ نہیں انھوں نے جو کچھ (دنیا میں) کیا تھا وہ آخرت میں سب کا سب بیکار ثابت ہوگا (اور جب نیت خیر نہیں تو) وہ سب کا سب باطل اور لغو ہے۔ جب یہ حالت ہے تو اپنے کسی عمل کے متعلق یہ گھمنڈ کہ یہ اللہ کے واسطے ہو گیا بہت مشکل ہے مگر یہ کہ اللہ جل شانہٗ اپنے فضل و کرم سے تسامح کا معاملہ فرما کر اس کو قبول کرلے تو اس کی رحمت سے بالکل بعید نہیں نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ ایک نوجوان صحابی ؓ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے وہ سخت علیل تھے اور انتقال کا وقت قریب تھا۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیا حال ہے؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! اللہ کی رحمت کا اُمیدوار ہوں اور

www.islamicbulletin.com

اپنے گناہوں سے ڈر رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں اس وقت کسی بندہ کے دل میں جمع نہیں ہوتیں مگر یہ کہ اللہ جل شانہ اس کو وہ چیز عطا فرماتے ہیں جس کی وہ اُمید کر رہا ہے اور اس چیز سے امن نصیب فرماتے ہیں جس سے وہ ڈر رہا ہے۔ (جمع الفوائد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر قیامت میں یہ اعلان ہو کہ صرف ایک شخص کی بخشش ہوگی باقی سب دوزخ میں ڈال دیئے جائیں تو مجھے (اللہ کی رحمت سے) یہ اُمید ہوگی کہ وہ ایک شخص میں ہی ہوں گا اور اگر یہ اعلان ہو کہ صرف ایک شخص جہنم میں جائے گا باقی سب جنت میں داخل ہوں گے تو مجھے یہ خوف ہوگا وہ ایک میں ہی ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد اپنے صاحبزادے سے ہے کہ بیٹا اللہ سے ایسا خوف کر کہ اگر تمام دینا کے آدمیوں کی نیکیاں لے کر جائے تو وہ بھی قبول نہ ہوں اور اللہ پاک سے ایسی اُمید رکھ کہ اگر تو ساری دنیا کے گناہ اپنے ساتھ لے کر جائے تو وہ بھی معاف کر دے۔ (احیاء)۔

تنبیہ:۔ یہ نمونہ کے طور پر چند آداب پر تنبیہ ہے۔ زیارت مدینہ کے مضمون میں بھی کچھ آداب آرہے ہیں وہ بھی ملحوظ رکھئے۔

﴿چھٹی فصل﴾

مکہ مکرمہ اور کعبہ شریفہ کے فضائل میں

ان دونوں کے اور ان کے خاص خاص مقامات کے بہت سے فضائل قرآن پاک اور احادیث میں آئے ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند کا ذکر اس جگہ کیا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝ (ال عمران ع ۱)

ترجمہ) یقیناً وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں (کی عبادت) کے واسطے مقرر کیا گیا وہ مکان ہے جو مکہ میں ہے (یعنی کعبہ شریف) وہ برکت والا مکان ہے اور تمام لوگوں کے لئے ہدایت (کی چیز) ہے۔

فائدہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا گیا کہ مکانات تو اس سے پہلے بھی تھے لیکن عبادت کے لئے سب سے پہلے یہی مکان موضوع ہوا۔ متعدد صحابہ کرامؓ سے نقل کیا گیا کہ تمام زمین کے پیدا ہونے سے پہلے یہ جگہ پانی پر بلبلے کی طرح سے تھی پھر اسی کو پھیلا کر ساری زمین اسی سے بنائی گئی جیسا کہ آٹے کے پیڑے سے پھیلا کر روٹی بنائی جاتی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے یہود بیت المقدس کو سب سے افضل شہر بتایا کرتے تھے کہ وہاں بہت سے انبیاء کرامؑ کا قیام رہا ہے اس پر یہ

www.islamicbulletin.com

آیتیں نازل ہوئیں (درمنثور)۔

فِيهِ ءَايَٰتٌۢ بَيِّنَٰتٌ مَّقَامُ إِبْرَٰهِيمَ ۝ (ال عمران ۳۔۹۷)

اس میں بہت سی کھلی ہوئی نشانیاں (اس کی افضلیت کی) موجود ہیں منجملہ ان کے اس میں مقامِ ابراہیم ہے۔

ف۔ مقام ابراہیم ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اس پتھر پر آپ کے قدموں کا نشان بن گیا تھا۔ اور اب وہ کعبہ شریف کے قریب ایک قبہ میں ہے جس کو مقام ابراہیم ہی کہا جاتا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اس پتھر میں قدم کے نشانات کا ہونا بھی ایک کھلی نشانی ہے۔ (درمنثور)

مَن دَخَلَهُۥ كَانَ ءَامِنًا (ال عمران ۳۔۹۷)

اور جو شخص اس کے (یعنی حرم کی حدود کے) اندر داخل ہو جائے وہ امن والا ہو جاتا ہے۔

فائدہ: دو وجہ سے وہ جگہ مقام امن ہے۔ ایک آخرت کے اعتبار سے کہ اس میں نماز و حج وغیرہ کرنے سے جہنم کے عذاب سے امن ہوتا ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ جو شخص باہر کسی کو قتل کر کے اس میں داخل ہو جائے تو اس کو بدلہ میں وہاں قتل نہ کیا جائیگا البتہ اس کو کھانا وغیرہ بند کر کے مجبور کیا جائے گا کہ وہاں سے باہر نکلے اور باہر قتل کیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے باپ کے قاتل کو بھی حرم میں پاؤں تو وہاں اس کو ہاتھ نہ لگاؤں یہاں تک کہ باہر نکلے۔ حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے تو یہ نقل کیا گیا کہ میں اپنے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل کو وہاں پاؤں تو میں اس کو مجبور نہ کروں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی اپنے والد کے قاتل کے متعلق نقل کیا گیا۔ (درمنثور)

وَإِذْ جَعَلْنَا ٱلْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا (بقرہ ع ۱۵)

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس وقت کہ ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے مرجع بنایا اور امن (کی جگہ)

فائدہ: مرجع بنانے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ قبلہ بنایا کہ لوگ نماز میں اس طرف رجوع کریں دوسرے یہ کہ حج و عمرہ کے لئے اس کی طرف چل کر آئیں اور ہو سکتا ہے کہ مثابہ ثواب سے ہو کہ ثواب کی جگہ بنایا کہ وہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مرجع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے لوگوں کا دل نہیں بھرتا۔ ایک مرتبہ حج کر کے

www.islamicbulletin.com

جاتے ہیں پھر بار بار اس کی طرف لوٹتے ہیں۔ (درمنثور)

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (بقرہ ع ۱۵)

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جبکہ بلند کر رہے تھے ابراہیم علیہ السلام دیواریں کعبہ شریف کی اور (ان کے ساتھ مدد کر رہے تھے) اسمٰعیل علیہ السلام اور یہ کہتے جا رہے تھے اے ہمارے رب یہ خدمت ہماری قبول کر لیجئے بلاشبہ آپ خوب سننے والے ہیں (دعاؤں کے) اور خوب جاننے والے ہیں (لوگوں کے حالات اور نیتوں کو)۔

فائدہ: کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی یہ تو قطعی چیز ہے۔ قرآن پاک میں صاف موجود ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس مکان سے افضل کون سا مکان ہو سکتا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اس کے بنانے کا حکم فرمایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کی انجینیری کی، نقشہ بتایا حضرت ابراہیم خلیل جیسے بڑے نبی اس کے معمار اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ جیسے جاں نثار تعمیر میں مددگار تھے اللہ اکبر کتنی بڑی عظمت ہے اس مکان کی۔ ابن سعد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر اس وقت سو (۱۰۰) برس کی تھی اور حضرت اسمٰعیلؑ کی تیس برس کی (درمنثور) کعبہ کی تعمیر مؤرخین کے نزدیک متعدد مرتبہ ہوئی ان میں سے بعض متفق علیہ اور بعض مختلف فیہ اس کی بحث یہ ناکارہ موطاء مالک کی عربی شرح میں تفصیل سے ذکر کر چکا ہے جس کا اجمال یہ ہے:۔

(۱) مشہور قول کے موافق سب سے اول اس کی تعمیر فرشتوں نے کی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل اور بعض حضرات کا قول ہے کہ یہ دوسری تعمیر ہے اس سے پہلے حق تعالیٰ شانہٗ کے امر کن سے اس کی تعمیر ہوئی جس میں فرشتوں کا بھی دخل تھا۔

(۲) حضرت آدم علیہ السلام کی تعمیر ہے جو محدثین اور مؤرخین کے نزدیک مشہور ہے مگر قطعی روایت نہیں روایات میں آیا ہے کہ پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو بنایا تھا۔ لبنان، طور سینا، طور زیتا، جودی، حراء بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بنیادی حصہ تعمیر کیا تھا اس کے اوپر آسمان سے بیت معمور نازل ہو کر رکھا گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کے وصال یا طوفان نوحؑ کے وقت وہ آسمان پر اٹھا لیا گیا۔

(۳) حضرت شیث علیہ السلام جو حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادے نبی ہوئے ان کی تعمیر بتائی جاتی ہے۔

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنا جو اوپر گذری اور یہ قطعی ہے مؤرخین نے لکھا ہے کہ بنا نو

گز اونچی تھی اور ۳۰ گز لمبی اور ۲۳ گز چوڑی یہ سقف نہ تھی اور اس کے اندر ایک کنواں تھا۔ جس میں وہ نذر نیاز ڈال دی جاتی جو کعبہ پر نثار کی جاتی تھی۔

(۵) عمالقہ کی اور (۶) جرہم کی۔ یہ عرب کے دو قبیلے حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں ہیں۔

(۷) قصی کی تعمیر ہے جو حضور اقدس ﷺ کی پانچویں پشت میں دادا ہیں۔

(۸) قریش کی تعمیر۔ حضور اقدس ﷺ کی جوانی کے زمانہ میں جس کے بہت سے قصے احادیث میں آتے ہیں۔ حضور ﷺ کی عمر شریف اس وقت پچیس سال تھی اور بعض نے پینتیس سال کی بتائی ہے۔ اس کی تعمیر میں حضور ﷺ کی بھی شرکت ہوئی کہ اپنے کاندھے پر پتھر اٹھا کر لاتے تھے یہی وہ تعمیر ہے جس میں حجر اسود کو اپنی جگہ پر رکھنے میں قریش میں ایسا نزاع پیدا ہوا کہ ہر جانب سے تلواریں نکل آئیں اور ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت اس کے حصہ میں آئے۔ حضور ﷺ نے اس کا یہ بہترین فیصلہ کیا کہ اپنی چادر مبارک پر اس کو رکھ کر فرمایا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی اس چادر کے کنارے کو پکڑ لے۔ اسی طرح اس کو کعبہ کی دیوار تک لے جا کر فرمایا تم سب مجھے اپنی طرف سے وکیل بنادو کہ اس پر سے اُٹھا کر دیوار پر رکھ دوں۔ سب نے وکیل بنادیا اور حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اوپر رکھ دیا۔ قریش نے اس تعمیر میں اس کا عہد کیا تھا کہ اس میں مشتبہ کمائی نہ لگائی جائے گی حلال کمائی کم رہ گئی جس کی وجہ سے حطیم کی جانب دیوار کو پیچھے ہٹادیا اور کچھ حصہ کعبہ شریف کا باہر رہ گیا اور کعبہ کا دروازہ بھی ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے خلاف بہت اونچا کردیا کہ ہر شخص اس میں داخل نہ ہو سکے بلکہ داخلے کے واسطے سیڑھی لگانا پڑے جس کو دل چاہے سیڑھی لگا کر داخل کریں جس کو چاہے داخل نہ ہونے دیں۔ حضور ﷺ کی خواہش تھی کہ کعبہ شریف کو از سر نو قواعد حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تعمیر کیا جائے مگر اس کی نوبت نہ آئی۔

(۹) ۶۴ھ میں یزید کی فوج نے جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر مکہ میں چڑھائی کی تو منجنیق سے آگ برسائی جس سے کعبہ کا پردہ بھی جل گیا اور کعبہ کی دیواروں کو بھی نقصان پہنچا۔ اسی اثنا میں یزید مر گیا اور وہ فوجیں وہاں سے واپس آگئیں تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو منہدم کر کے از سر نو تعمیر کیا جس میں حضور ﷺ کی خواہش کے موافق حطیم کے حصے کو اندر داخل کیا اور دروازہ زمین کے قریب کردیا کہ ہر شخص اس میں داخل ہو سکے اور دوسرا دروازہ اس کے مقابل دیوار میں قائم کردیا کہ لوگ ایک دروازہ سے داخل ہوں دوسرے سے نکلتے رہیں اور آنے جانے میں مزاحمت نہ ہو۔ جمادی الاخری ۶۴ھ میں یہ تعمیر شروع ہوئی اور رجب ۶۴ھ یا ۶۵ھ میں پوری ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی خوشی میں بہت بڑی دعوت کی جس میں سو اونٹ ذبح کئے۔ کعبہ

www.islamicbulletin.com

شریف کی تعمیر تو حضرت ابن الزبیر ﷛ نے پوری فرمادی لیکن اس حادثہ میں ایک اہم نقصان یہ ہوا کہ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے فدیہ میں جو مینڈھا جنت کا ذبح ہوا تھا اس کے سینگ اس وقت سے کعبہ شریف میں محفوظ تھے وہ اس حادثہ میں جل گئے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔)

(۱۰) حضرت عبداللہ بن زبیر ﷛ کے انتقال کے بعد عبدالملک بن مروان کے زمانہ حکومت میں حجاج نے بادشاہ کو بہکایا کہ ابن زبیر ﷛ نے کعبہ میں تغیر کردیا اور اس حال پر نہیں رہا جس پر حضور ﷺ کے زمانہ میں تھا۔ عبدالملک نے اس کو اجازت دیدی کہ اسی صورت پر کردیا جائے۔ اس پر حجاج نے قدیم طرز کے موافق شرقی دروازہ کو اونچا کردیا اور اس کے بالمقابل دروازہ کو بند کردیا اور حطیم کی جانب سے دیوار توڑ کر پیچھے ہٹادی اور اندر کے حصہ میں بھراؤ کرکے کعبہ کی سطح کو اندر سے اونچا کردیا۔ ۷۳ھ میں یہ تغیر ہوا۔ اس کے بعد سے اسی حال پر بیت اللہ شریف ایک عرصہ تک رہا کہ اس کی تین جانبیں حضرت عبداللہ بن زبیر ﷛ کی تعمیر سے تھیں اور حطیم کی جانب حجاج کی تعمیر سے بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اب تک اصل تعمیر یہی ہے اور آئندہ کے تغیرات مرمتیں ہیں مستقل تعمیریں نہیں ہیں محدثین نے روایت کی ہے کہ ہارون رشید وغیرہ بعض سلاطین نے ارادہ کیا کہ کعبہ شریف کو حضرت عبداللہ بن زبیر ﷛ کی تعمیر کے موافق کردیا جائے اس لئے کہ حضور ﷺ کی منشا کے موافق تھی مگر حضرت امام مالکؒ نے بڑے اصرار سے اس ارادہ کو ملتوی کرایا تاکہ کعبہ کی تعمیر بادشاہوں کا کھیل نہ بن جائے کہ ہر بادشاہ اپنے نام کے خاطر اس میں تعمیر کا سلسلہ شروع کردے۔

(۱۱) ۱۰۲۱ھ میں سلطان احمد ترکی نے چھت بدلوائی اور دیواروں میں جہاں جہاں بوسیدگی آگئی تھی اس کی مرمت کرائی میزاب الرحمۃ کو درست کیا یہ درحقیقت پوری تعمیر کی تجدید نہیں بلکہ اصلاح اور مرمت ہے۔

(۱۲) ۱۰۳۹ھ میں سلطان مراد کے زمانہ میں جب بہت زور سے سیل کا پانی مسجد میں پہنچ گیا اور بیت اللہ شریف کی بعض دیواریں بھی گرگئیں تو سلطان موصوف نے ان کی تعمیر کرائی۔ غالبًا یہ ہے کہ جو حصہ منہدم ہوگیا تھا اسی کی تعمیر ہوئی اس لئے اس کو بھی بعض مؤرخین صرف ترمیم بتاتے ہیں اور بعض تعمیر جدید۔ واللہ اعلم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نوراللہ مرقدہ نے اپنی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ حجر اسود کی جانب کے علاوہ اور جانبوں کی تعمیر کی۔ اس صورت میں اس وقت بیت اللہ شریف حجر اسود کی جانب سے حضرت عبداللہ بن زبیر ﷛ کی تعمیر ہے اور باقی جانبوں میں سلطان مراد کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ امسال محرم ۱۳۶۷ھ میں سلطان ابن سعود نے اس کے دروازے کو کواڑوں اور چوکھٹ کی تجدید کی۔

جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیَامًا لِّلنَّاسِ۔ (مائدہ ع ۳)

حق تعالےٰ شانہ نے کعبہ کو جو محترم گھر ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب بنا دیا۔

فائدہ: حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے قائم رہنے کا سبب ان کے دین کا رہنا اور نشانات حج کا قائم رہنا ہے۔ دوسری حدیث میں ان سے نقل کیا گیا کہ انکا قائم رہنا یہ ہے کہ جو لوگ اس میں پہنچ جائیں وہ مامون ہو جائیں۔ حسن بصریؒ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ لوگ اپنے دین پر قائم رہیں گے جب تک کہ اس گھر کا حج کرتے رہیں اور نماز میں اس طرف منہ کرتے رہیں۔ (درمنثور) حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیت اللہ کا طواف بہت کثرت سے کیا کرو دو مرتبہ یہ بالکل منہدم ہو چکا ہے اور تیسری مرتبہ جب بالکلیہ منہدم ہو جائیگا تو اٹھالیا جائیگا۔ امام غزالیؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جب دنیا کو برباد کرنے کا ارادہ فرمائیں گے تو سب سے پہلے بیت اللہ کو منہدم کرایا جائے گا پھر دنیا برباد کی جائے گی۔ (اتحاف)

علامات قیامت کی روایات میں قیامت کے قریب کعبہ کا منہدم ہونا کثرت سے وارد ہوا ہے۔ حضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ وہ حبشی گویا میری نظر کے سامنے ہے جو کعبہ شریف کو ایک ایک پتھر اس کا گرا کر منہدم کرے گا۔ ایک حدیث میں آیا کہ لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک کہ اس حرمت کی (یعنی مکہ اور حرم مکہ کی) ایسی تعظیم کرتے رہیں گے جیسا کہ اس کی تعظیم کا حق ہے اور جب اس کی تعظیم کو ضائع کریں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ (مشکوۃ) ایک حدیث میں ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک حجر اسود اور مقام ابراہیم نہ اٹھالئے جائیں۔ ایک حدیث میں علامت قیامت میں ہے کہ حبشہ کے لوگ کعبہ پر چڑھائی کریں گے اور وہ اتنا بڑا لشکر ہوگا کہ اس کا اگلا حصہ حجر اسود کے پاس ہوگا اور پچھلا حصہ جدہ میں سمندر کے قریب اور کعبہ شریف کو ایک ایک پتھر گرا کر توڑیں گے۔ (اتحاف)

احادیث

۱)......عن ابن عباس ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ فی کل یوم ولیلۃ عشرین ومائۃ رحمۃ تنزل علی ھذاالبیت ستون للطائفین واربعون للمصلین وعشرون للناظرین کذافی الدرعن ابن عدی والبیھقی وضعفہٗ وغیرھماوحسنہ المنذری وفی الکنزبالفاظ آخروھوفی المسلسلات للشاہ ولی اللہ الدھلوی۔ ۱

ترجمہ)......حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی ایک سو بیس رحمتیں روزانہ اس گھر پر نازل

www.islamicbulletin.com

ہوتی ہیں جن میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں پر اور چالیس وہاں نماز پڑھنے والوں پر اور بیس (۲۰) بیت اللہ کو دیکھنے والوں پر ہوتی ہیں۔

فائدہ: بیت اللہ شریف کو صرف دیکھنا بھی عبادت ہے حضرت سعید بن المسیبؒ تابعی فرماتے ہیں کہ جو ایمان وتصدیق کیساتھ کعبہ کو دیکھے وہ خطایا سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا آج ہی پیدا ہوا۔ ابوالسائب مدنیؒ کہتے ہیں جو ایمان وتصدیق کے ساتھ کعبہ کو دیکھے اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں، جیسے پتے درخت سے جھڑتے ہیں اور جو شخص مسجد میں بیٹھ کر بیت اللہ کو صرف دیکھتا رہے چاہے طواف ونماز نفل نہ پڑھتا ہو وہ افضل ہے اس شخص سے جو اپنے گھر میں نفلیں پڑھے اور بیت اللہ کو نہ دیکھے حضرت عطاؒ کہتے ہیں کہ بیت اللہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے اور بیت اللہ کو دیکھنے والا ایسا ہے جیسا کہ رات کو جاگنے والا دن میں روزہ رکھنے والا اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا۔ حضرت عطاؒ ہی سے یہ بھی نقل کیا گیا کہ ایک مرتبہ بیت اللہ کو دیکھنا ایک سال کی عبادت نفل کے برابر ہے۔ طاؤسؒ کہتے ہیں کہ بیت اللہ کا دیکھنا افضل ہے اس شخص کی عبادت سے بھی جو روزہ دار شب بیدار اور مجاہد فی سبیل اللہ ہو۔ ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ بیت اللہ کا دیکھنے والا مکہ سے باہر عبادت میں کوشش سے لگے رہنے کی برابر ہے۔ (درمنثور) اور طواف کرنے والوں پر جس قدر رحمتیں نازل ہوتی ہیں وہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔ اسی واسطے علماء نے لکھا ہے کہ مسجد حرام میں تحیۃ المسجد سے طواف افضل ہے۔ اگر کسی وجہ سے طواف نہ کر سکے تو تحیۃ المسجد پڑھے ورنہ بجائے تحیۃ المسجد کے مسجد میں جاتے ہی طواف کرنا افضل ہے البتہ اگر نماز کا وقت قریب ہو تو پھر اس وقت طواف نہ کرے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو اللہ جل شانہٗ اپنے لطف وفضل سے کثرت سے طواف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کرز بن وبرہؒ ایک بزرگ تھے جن کا معمول ہمیشہ روزانہ ستر طواف دن میں اور ستر طواف رات میں کرنے کا تھا۔ جس کی مسافت تیس میل روزانہ ہوئی اور ہر طواف کے بعد دو رکعت تحیۃ الطواف کی کل دو سو اسی ۲۸۰ رکعتیں ہوئیں ان کے علاوہ دو مرتبہ روزانہ قرآن پاک ختم کرنے کا معمول تھا۔ (احیاء) یہی لوگ ہیں جو آخرت کی دائمی زندگی کے لئے بہت کچھ کما کرلے جارہے ہیں۔

۲......) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ فی الحجر واللہ لیبعثه اللّٰه یوم القیٰمة له عینان یبصر بهما ولسان ینطق به یشهد علی من استلمه بحق (رواہ الترمذی وابن ماجه والدارمی کذافی المشکوٰۃ)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ قسم کھا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ حجر اسود کو اللہ جل شانہٗ قیامت کے دن ایسی حالت میں اُٹھائیں گے کہ اس کے دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا اور گواہی دے گا اس شخص کے حق میں جس نے اس کو حق کے ساتھ بوسہ دیا ہو۔

فائدہ: حق کے ساتھ بوسہ دینے کا طلب یہ ہے کہ ایمان اور تصدیق کے ساتھ بوسہ دیا ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ کعبہ کے لئے ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں اس نے (پہلے زمانہ میں) حق تعالےٰ شانہٗ سے شکایت کی کہ اے اللہ میری طرف لوٹنے والے کم ہو گئے اور زیادت کرنیوالے کم ہو گئے تو حق تعالےٰ شانہٗ نے فرمایا کہ میں ایک ایسی قوم (مسلمان) پیدا کرنیوالا ہوں جو بڑے خشوع والی ہوگی بڑے سجدے کرنیوالی (نمازی) ہوگی وہ تیری طرف ایسے جھکیں گے جیسا کہ کبوتر اپنے بیضہ کی طرف جھکتا ہے۔ (ترغیب) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی قیامت کے دن ایسے حال میں اُٹھیں گے کہ ان کے لئے دو آنکھیں اور دو زبانیں اور ہونٹ ہوں گے وفا کی گواہی دیں گے ان لوگوں کے لئے جو ان کے بوسہ دینے والوں نے اقرار پورا کر دیا۔ (ترغیب) ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب طواف کرتے ہوئے حجر اسود پر پہنچے تو اس کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ تو کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اگر میں حضور اقدس ﷺ کو نہ دیکھتا کہ آپ ﷺ نے تجھے بوسہ دیا تو کبھی بوسہ نہ دیتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ پاس کھڑے تھے انھوں نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین یہ نفع اور نقصان پہنچاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیسے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ازل میں جب اللہ جل شانہٗ نے سارے بندوں سے اپنے رب العالمین ہونے کا اقرار کیا تھا تو اس اقرار کو کتاب میں درج کر کے اس پتھر میں محفوظ کر دیا تھا پس یہ قیامت کے دن گواہی دے گا کہ فلاں نے اقرار پورا کر دیا اور فلاں (یعنی کافر) منکر ہوا۔ (اتحاف) غالباً اسی وجہ سے اس جگہ جو دعا مسنون ہے اس کے الفاظ ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا ۢ بِکَ وَ تَصْدِیْقًا ۢ بِکِتَابِکَ وَ وَفَاءً ۢ بِعَھْدِکَ ط

ترجمہ)......اے اللہ! میں بوسہ دیتا ہوں تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے عقائد کا بہت فکر و اہتمام رہتا تھا کہ مبادا عقیدہ میں کوئی لغزش ہو جائے اسی وجہ سے بیعت الرضوان جس درخت کے نیچے ہوئی تھی وہ بیعت چونکہ بہت اہم تھی حتی کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے بھی رضا کا پروانہ ان حضرات کے لئے قرآن پاک میں نازل فرمایا چنانچہ ارشاد ہے:۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ (سورۂ فتح)

www.islamicbulletin.com

بیشک اللہ جل شانہٗ راضی ہو گیا ان مسلمانوں سے جبکہ وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے۔

لیکن حضرت عمرؓ کو یہ معلوم ہوا کہ لوگ اس درخت کے پاس برکت کے طور پر جاتے ہیں تو اس درخت کو کٹوا دیا۔ (درمنثور) اسی طرح حضرت عمرؓ کو یہاں بھی خیال ہوا کہ لوگ بت پرستی سے نکل کر آرہے ہیں ایسا نہ ہو کہ اس پتھر کو بھی بتوں کے پتھر کے مشابہ سمجھ کر بت پرستی کا شائبہ ان میں رہ جائے اس لئے اس پر متنبہ کرنے کے لئے کہ یہ پتھر کی کوئی تعظیم نہیں ہے بلکہ صرف تعمیل حکم ہے مشرکین کی طرح سے یہ بات نہیں کہ اس پتھر میں کوئی تقرب پیدا کرنے کی خاصیت ہے۔ (اتحاف) اسی طرح سے خود کعبہ شریف کے متعلق حضرت عمرؓ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا کہ یہ چند پتھروں کا مکان ہے لیکن اللہ نے اس کو ہمارا قبلہ مقرر کر دیا کہ زندگی میں اس کی طرف نماز پڑھیں اور مرنے کے بعد اس کی طرف منہ کر کے لٹایا جائے۔ (کنز) ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ جب حجر اسود پر پہنچے تو فرمایا میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ میرا رب صرف وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر میں یہ نہ دیکھتا کہ حضور ﷺ نے تجھے بوسہ دیا اور ہاتھ لگایا تو نہ بوسہ دیتا نہ ہاتھ لگاتا۔ (کنز) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے جب حجر اسود کو بوسہ دیا تو فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَاهَدَانَا وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الَّذِىْ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَمَا يُدْعٰى
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنَّ وَلِيَّ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝

اس میں ہر قسم کے شرک سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ اس سے یہ بات بھی ظاہر ہو گئی کہ بیت اللہ شریف کا طواف یا حجر اسود وغیرہ کا بوسہ اس کو بت پرستی سے کوئی مشابہت نہیں۔ اول اس وجہ سے کہ اس کا طواف وغیرہ صرف تعمیل ارشادِ خداوندی ہے اور بتوں کے طواف کا یا کسی بت کے طواف کا کوئی حکم مالک الملک سے نہیں ہے دوسری اس وجہ سے بھی کہ کعبہ شریف یا حجر اسود وغیرہ میں غیر اللہ سے کوئی تعلق یا علاقہ اور نسبت نہیں ہے مولا ہی کا گھر ہے بخلاف بتوں کے کہ وہ غیر اللہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس میں شرک ظاہر ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ ارشاد کہ نفع دیتا ہے وہ شہادت اور گواہی کا نفع ہے۔ عدالت میں کسی کی گواہی دینا اس کے لئے نافع تو بہت زیادہ ہے مگر اس سے اس کا قابل پرستش ہونا لازم نہیں آتا۔ حدیث میں آیا ہے کہ مؤذن کی اذان کی آواز جہاں تک پہنچے ہر رطب و یابس اس کے لئے قیامت میں گواہی دے گا لیکن اس کی وجہ سے ہر رطب و یابس کا قابل پرستش ہونا

لازم نہیں آتا۔

۳)......عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ نزل الحجر الاسود من الجنة وهو اشد بياضا من اللبن فسودته خطايا بنی ادم (رواه احمد والترمذی وقال هذا الحديث حسن صحيح كذا في المشكوٰة)

ترجمہ)......حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حجرِ اسود جب جنت سے دُنیا میں اُتارا گیا تو وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا آدمیوں کی خطاؤں نے اس کو کالا کر دیا۔

فائدہ: یعنی لوگوں نے جو اس کو گناہوں سے آلودہ ہاتھوں سے چھوا تو ان کے گناہوں کی تاثیر سے وہ سیاہ ہو گیا۔ بڑی عبرت کا مقام ہے کہ جب محض ہاتھ لگانے سے پتھر پر یہ اثر ہوا تو ان دلوں کا کیا حال ہوتا ہوگا جو گناہوں سے ہر وقت وابستہ رہتے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ داغ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ استغفار سے اس کو دھو دیتا ہے تو وہ صاف ہو جاتا ہے ورنہ لگا رہتا ہے اور جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا داغ لگ جاتا ہے اسی طرح ہوتے ہوتے سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اسی طرف قرآن پاک کی آیت

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

''بلکہ ان کے برے اعمال کا ان کے دلوں پر زنگ جم گیا''

میں ارشاد کیا گیا ایک حدیث میں آیا ہے کہ حجرِ اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں اگر مشرکین اس کو نہ چھوتے تو جو بھی بیمار خواہ کیسی ہی بیماری ہوتی جب اس کو چھوتا تو تندرست ہو جاتا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حجرِ اسود جنت کے پتھروں میں سے ایک پتھر ہے اگر گناہوں کی نحوست جو فاجروں کے چھونے سے اس سے وابستہ ہو گئی نہ ہوتی جو اندھا کوڑھی یا کسی اور مرض کا بیمار اس کو چھوتا تو وہ تندرست ہو جاتا۔ (اتحاف)

٤)......عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال وكل به سبعون ملكا يعنی الركن اليمانی فمن قال اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قالوا امين (رواه ابن ماجه كذا في المشكوٰة)

ترجمہ)......حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو شخص وہاں جا کر یہ دُعا پڑھے۔

www.islamicbulletin.com

"اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

اس کی دُعا پر آمین کہتے ہیں۔ ترجمہ دُعا اے اللہ میں تجھ سے معافی کا طالب ہوں اور دونوں جہاں میں عافیت مانگتا ہوں اے اللہ تو دُنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی اور جہنم کے عذاب سے حفاظت فرما۔

فائدہ: رکن یمانی بھی بابرکت مقام ہے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حجر اسود یا رکن یمانی کا استلام نرمی یا سختی میں نہیں چھوڑا۔ جب سے ہم نے دیکھا کہ حضور ﷺ ان کا استلام کیا کرتے تھے رکن یمانی کا استلام یہ ہے کہ طواف کرتے ہوئے اس پر ہاتھ کو پھیرے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حجر اسود اور رکنِ یمانی کا مس کرنا خطایا کو ساقط کرتا ہے۔ (کنز) ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رکنِ یمانی کو بھی بوسہ دیا۔ (اتحاف) اس جگہ اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ حجر اسود اور رکنِ یمانی کا استلام ایسی طرح ہونا چاہئے جس میں دوسروں کو اذیت نہ پہنچے کہ یہ فعل مستحب ہے اور مسلمان کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔

۵)......عن ابن عباس رضی اللہ عنہ یقول سمعت النبی ﷺ یقول الملتزم موضع یستجاب فیہ الدعاء مادعا اللّٰہ فیہ عبد الا استجابھا کذا فی المسلسلات للشاہ ولی اللّٰہ الدھلوی وذکرہ الجزری فی الحصن مجملاً۔

ترجمہ)......حضرت ابن عباسؓ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ ملتزم ایسی جگہ ہے جہاں دُعا قبول ہوتی ہے کسی بندہ نے وہاں ایسی دُعا نہیں کی جو قبول نہ ہوئی ہو۔

فائدہ: ملتزم حجر اسود سے لے کر کعبہ شریف کے دروازے تک کا حصہ کہلاتا ہے غالباً اسی وجہ سے اس کا نام ملتزم ہے کہ اس کے معنی چمٹنے کی جگہ کے ہیں۔ ابوداؤد میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا کہ انہوں نے اس جگہ کھڑے ہو کر اپنے سینہ اور چہرے کو دیوار سے چمٹا دیا اور دونوں ہاتھوں کو دیوار پر پھیلا دیا اور یہ کہا کہ میں نے اس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔ اس جگہ کے متعلق جو حدیث دُعا کے قبول ہونے کی نقل کی جاتی ہے۔ میرے حضرت نور اللہ مرقدہٗ سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر استاذ حدیث سناتے وقت اپنا ذاتی تجربہ یہ بتاتا ہے کہ میں نے اس جگہ دُعا کی اور وہ قبول ہوئی۔ اور اس ناپاک کا بھی ذاتی تجربہ ہے۔ حسن بصریؒ نے جو خط مکہ والوں کو لکھا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ وہاں پندرہ جگہ دُعا قبول ہوتی ہے۔ طواف کرتے وقت، ملتزم پر، میزاب رحمت کے پاس اور کعبہ شریف کے اندر اور زمزم کے کنویں کے پاس اور صفا

اور مروہ پر اور ان کے درمیان دوڑتے ہوئے اور مقام ابراہیم کے پاس اور عرفات کے میدان میں اور مزدلفہ میں اور رمی میں اور تینوں شیطانوں کے کنکریاں مارتے وقت (حصن حصین) اور درمنثور کی روایت میں لکھا ہے کہ ملتزم اور میزاب رحمت کے نیچے اور رکنِ یمانی کے پاس اور صفا و مروہ پر اور ان کے درمیان اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اور کعبہ شریف کے اندر اور منیٰ مزدلفہ عرفات اور تینوں شیطانوں کے پاس۔ ہمارے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی تفسیر میں اس روایت کو اختیار کیا ہے۔ بعض علماء نے ان کے علاوہ مطاف یعنی طواف کرنے کی جگہ اور بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے وقت اور حطیم کو اور حجر اسود اور رکنِ یمانی کے درمیانی حصہ کو بھی خصوصیت سے دُعا کے مقبول ہونے کی جگہ بتایا ہے بعض علماء سے یہ بھی نقل کیا گیا کہ ملتزم رکنِ یمانی سے لے کر کعبہ کے غربی دروازے تک کا حصہ ہے جو بند ہے یہ اگرچہ مشہور قول کے خلاف ہے لیکن بعض اکابر کا قول تو ہے ہی۔ (شرح لباب)

٦)......عن انس رضی اللہ عنہ بن مالك قال قال رسول الله ﷺ صلوٰة الرجل فی بیته بصلوٰة وصلوٰته فی مسجد القبائل بخمس وعشرین صلوٰة وصلوٰته فی المسجد الذی یجمع فیه بخمسمائة صلوٰة مسجدی بخمسین الف صلوٰة وصلوٰته فی المسجد ______ وصلوٰته فی المسجد الاقصیٰ بخمسین الف صلوٰة وصلوٰة فی الحرام بمائة الف صلوٰة (رواه ابن ماجه کذافی المشکوٰة)

ترجمہ)......حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی اگر اپنے گھر پر نماز پڑھے تو صرف ایک نماز کا ثواب اس کو ملتا ہے اور محلہ کی مسجد میں پچیس گنا ثواب ملتا ہے اور جامع مسجد میں پانچ سو گنا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور بیت المقدس کی مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ہے اور میری مسجد میں یعنی مدینہ پاک کی مسجد میں پچاس ہزار کا ثواب ہے مکہ اور مکہ مکرمہ کی مسجد میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔

فائدہ: متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ مکہ مکرمہ کی مسجد میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مکہ میں ایک دن کا روزہ مکہ سے باہر ایک لاکھ روزوں کے برابر ہے وہاں ایک درہم (جو تقریباً چار آنے کا ہوتا ہے) باہر کے لاکھ درہم کے برابر ہے اور اسی طرح وہاں کی ہر نیکی باہر کی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ (اتحاف) تیسری فصل کی پہلی حدیث میں خود نبی کریم ﷺ کا پاک ارشاد گذر چکا ہے کہ حرم کی نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے۔ بہت سی احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی کا ثواب مسجد اقصیٰ سے زائد ہے لیکن اس حدیث میں دونوں کا ثواب پچاس ہزار آیا ہے اس لئے علماء نے ان روایات کی وجہ سے اس حدیث میں یہ توجیہ فرمادی ہے کہ یہاں

www.islamicbulletin.com

ہر مسجد کا ثواب اس سے پہلی مسجد کے اعتبار سے ہے۔ یعنی جامع مسجد کا ثواب مسجد قبیلہ کے ثواب سے پانچ سو مرتبہ زائد ہے اس صورت میں جامع مسجد کا ثواب بارہ ہزار پانچ سو (۱۲۵۰۰) ہو گیا مسجد اقصیٰ کا ثواب ۶۲ کروڑ ۵۰ لاکھ (۶۲۵۰۰۰۰۰۰) ہو گیا اور مسجد مدینہ کا ۳ نیل بارہ کھرب پچاس ارب (۳۱۲۵۰۰۰۰۰۰۰۰۰) ہوا اور مسجد حرام کا اکتیس سنگھ پچیس پدم (۳۱۲۵۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) ہوا۔ اس صورت میں مسجد مدینہ کا ثواب مسجد اقصیٰ سے بہت زیادہ ہو گیا لیکن عام روایات میں مسجد حرام کا ثواب جو ایک لاکھ ہے اس سے بہت زائد ہو گیا اور بہتر ہے کہ جب مسجد شریف میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کر لیا کرے۔ اول تو ہر مسجد کا یہی حکم ہے کہ جب نماز کے واسطے کسی مسجد میں بھی داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کر لیا کرے تاکہ اتنی دیر اعتکاف کا ثواب مستقل ہوتا رہے اور مسجد حرام اور مسجد نبوی میں تو خاص طور سے اس کا خیال رکھے۔ امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ یہ بہت اہم چیز ہے اس کا بہت اہتمام چاہیے۔

۷)......عن عمر رضی اللہ عنہ قال لان اخطئ سبعین خطیئة بركية احب الی من ان اخطی خطیئة واحدة بمكة كذافی الكنزعن الازرقی۔

ترجمہ)......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ میں مکہ میں ایک خطا کروں اس سے یہ بہت زیادہ پسند ہے کہ (مکہ سے باہر) رکیہ میں ستر خطائیں کروں۔

فائدہ: جیسا کہ مکہ مکرمہ میں نیکیوں کا ثواب بہت زیادہ ہے ایسے ہی وہاں گناہ کا وبال بھی سخت ہے اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ سے باہر ستر لغزشیں مکہ کی ایک لغزش سے بہتر ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی ارشاد تیسری فصل کی پہلی حدیث کے ذیل میں گذر چکا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کئی مضمون اس کے ہم معنی ذکر کئے گئے۔ اسی وجہ سے بعض اکابر مکہ مکرمہ میں قیام کو پسند نہ کرتے تھے کہ اس کے ادب احترام کا حق ادا کرنا مشکل ہے۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ وہاں خطاؤں کا ارتکاب سخت ممنوع ہے اور قریب ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے غصہ کا موجب بن جائے۔ (اتحاف) وہب بن الوردؒ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حطیم میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے کعبہ کے پردوں کے اندر سے یہ آواز سنی کہ میں اولاً اللہ جل شانہٗ سے شکایت کرتا ہوں اور اس کے بعد اے جبرئیل! تم سے شکایت کرتا ہوں لوگوں کی کہ وہ میرے گرد ہنسی مذاق اور لغو باتوں میں مشغول رہتے ہیں اگر یہ لوگ اپنی ان حرکتوں سے باز نہ آئے تو میں ایسا پھٹوں گا کہ ہر ہر پتھر میرا جدا جدا ہو جائے گا۔ (احیاء) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ قریش کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم سے پہلے قبیلہ عمالقہ اس گھر کا متولی اور منتظم ہوا تھا ان لوگوں نے اس کے احترام میں تساہل

www.islamicbulletin.com

کیا اور تعظیم کا حق ادا نہ کیا تو اللہ جل شانہٗ نے ان کو ہلاک کر دیا اس کے بعد قبیلہ جرہم اس کے متولی بنے اور جب ان لوگوں نے اس کی بے حرمتی کی تو اللہ جلِ شانہٗ نے ان کو بھی ہلاک کر دیا لہٰذا تم لوگ بہت زیادہ اس کی تعظیم کیا کرو اس میں سستی نہ کرو۔ (کنز) موسیٰ بن محمدؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک عجمی شخص طواف کر رہا تھا نیک دیندار آدمی تھا طواف کرتے ہوئے ایک خوبصورت عورت کے پازیب کی آواز جو طواف کر رہی تھی اس کے کان میں پڑی یہ شخص اس عورت کو گھورنے لگا۔ رکن یمانی سے ایک ہاتھ نکلا اور اس کے تھپڑ مارا کہ آنکھ نکل گئی اور بیت اللہ شریف کی دیوار سے آواز آئی کہ ہمارے گھر کا طواف کرتا ہے اور ہمارے غیر کو دیکھتا ہے۔ یہ تھپڑ اس نظر کے بدلہ ہے اور اگر آئندہ کوئی اور حرکت کرے گا تو ہم بھی زیادہ بدلہ دیں گے۔ (مسامرات)

۸)......عن عائشةؓ قالت كنت احب ان ادخل البيت واصلي فيه فاخذ رسول الله ﷺ بيدي فادخلني في الحجر فقال صلي في الحجر اذا اردت دخول البيت فانما هو قطعة من البيت فان قومك اقتصروا حين بنوا الكعبة فاخرجوه من البيت (رواه ابوداؤد)

ترجمہ)......حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں کعبہ شریف کے اندر جاؤں اور اندر جا کر نماز پڑھوں۔ حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں داخل کر دیا اور یہ فرمایا کہ جب تیرا کعبہ میں داخل ہونے کو دل چاہا کرے تو یہاں آ کر نماز پڑھ لیا کر یہ کعبہ ہی کا ٹکڑا ہے تیری قوم نے جب کعبہ کی تعمیر کی تو اس حصہ کو (خرچ کی کمی کی وجہ سے) کعبہ سے باہر کر دیا تھا۔

فائدہ: کعبہ شریف کے اندر داخل ہونا مستحب ہے اور وہ بھی قبولیت دعا کی خاص جگہ ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۵ کے ذیل میں گذرا لیکن رشوت دیکر اندر جانا جائز نہیں۔ قریش نے جب بیت اللہ کو تعمیر کیا تھا جیسا کہ کعبہ کی تعمیروں کے سلسلہ میں نمبر ۸ میں گذر چکا ہے تو اس کے اندر کی سطح کو بلند کر دیا تھا اور دروازہ بہت بلند کر دیا تھا تا کہ بغیر سیڑھی لگائے آدمی اندر نہ جا سکے اور یہ اپنے اختیار کی بات رہے کہ جس کو دل چاہے داخل ہونے دیں جس کو چاہے نہ داخل ہونے دیں۔ حضور اقدس ﷺ کی تمنا اور خواہش تھی کہ کعبہ کی تعمیر کی سابقہ طرز کے موافق کر دیا جائے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ عرب نو مسلم ہیں یعنی مبادا کعبہ کے گرانے سے ان کے جذبات میں اشتعال پیدا ہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں کعبہ کو از سر نو تعمیر کرتا اور حطیم کا حصہ اندر داخل کر دیتا اور اس کے دو دروازے کر دیتا کہ ایک سے لوگ داخل ہوں اور دوسرے سے باہر نکلیں اور دروازے کو زمین سے ملا دیتا تیری قوم نے اس لئے اس کے دروازہ کو بلند کیا تا کہ جس کو وہ پسند کریں وہ داخل ہو سکے دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ حضرت عائشہؓ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ بیت اللہ کے بارے

www.islamicbulletin.com

میں تیری قوم نے کوتاہی کی اگر وہ کفر کے زمانہ سے قریب نہ ہوتے تو میں اس حصہ کو جس کو انھوں نے باہر نکال دیا بیت اللہ کے اندر داخل کر دیتا اگر میرے بعد کعبہ کے بنانے کی نوبت آئی تو آمیں تجھے دکھادوں کہ وہ کتنا حصہ ہے جس کو انھوں نے باہر نکال دیا اس کے بعد حضور ﷺ نے تقریبا سات ہاتھ کے بقدر حصہ دکھایا۔ یہ اور اس قسم کی دوسری روایات کی بنا پر جب حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے اپنے زمانے میں کعبہ شریف کو بنایا تو حضور ﷺ کی خواہش کے مطابق اس کی تعمیر میں اصلاحات کردی اور حطیم کے حصہ کو اندر داخل کر دیا لیکن اس کے بعد عبدالملک کے زمانہ میں حجاج نے پھر اس کو ویسے ہی کر دیا جیسا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تھا۔ اس کی نیت تو جو بھی چاہے ہو لیکن یہ اللہ جل شانہٗ کا انعام ہوا کہ یہ حصہ تعمیر سے باہر ہوگیا جس کی وجہ سے اب کعبہ شریف کے اندر داخل ہونا ہر شخص کے لئے آسان ہوگیا کہ اس حصہ پر نہ تعمیر ہے نہ رشوت کی ضرورت ہے جس کا جب دل چاہے وہاں جا کر نماز پڑھے دعا مانگے کہ یہ کعبہ کے اندر کے حصہ کے حکم میں ہے اسی لئے حضور اقدس ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے جب انھوں نے اندر داخلے کی تمنا کی تو فرمایا کہ یہاں کھڑی ہوکر نماز پڑھ لے عورتوں کے لئے بالخصوص اندر جانے میں بہت سی مشکلات ہیں ان کے لئے یہ حصہ خاص طور سے غنیمت اور اللہ کا احسان ہے۔ کعبہ کے اندر داخل ہونا بھی اگرچہ مستحب ہے اور بہتر ہے لیکن اس کے آداب اور بھی زیادہ ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص داخل ہو تو نہایت وقار عظمت سے داخل ہو بہتر یہ ہے کہ موزے پہن کر داخل نہ ہو بلکہ ان کو نکال دے اور داخلے سے پہلے غسل کرے اور نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ روتا ہوا داخل ہو۔ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کعبہ کے اندر داخل ہوئے تھے انھوں نے فرمایا کہ یہ پاؤں اس قابل بھی نہیں کہ میرے پاک رب کے گھر کے چاروں طرف پھریں تو میں ان کو اس قابل کہاں سمجھتا ہوں کہ اس پاک گھر کے اندر ان کو داخل کروں مجھے ان کا حال معلوم ہے کہ یہ کہاں کہاں چلے پھرے ہیں اور کس کس بُرے ارادے سے چلے ہیں (اتحاف)

کعبہ کس مُنہ سے جاؤ گے غالب — شرم تم کو مگر نہیں آتی

بہ زمیں چو سجدہ کردم ز زمیں ندا بر آمد — کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند — کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ بیائی

کہتے ہیں کہ میں نے جب زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے یہ آواز آئی کہ تو نے اس ریا کے سجدے سے مجھے کیوں خراب کیا۔ اور جب میں کعبہ کو گیا تو مجھے اندر داخل نہ ہونے دیا اور یہ آواز آئی کہ دروازے سے باہر کیا گل کھلائے جو اندر آنے کی اُمنگ پیدا ہوئی علماء نے لکھا ہے کہ کعبہ شریف میں

www.islamicbulletin.com

داخل ہونیوالے کو دو چیزوں سے خصوصیت سے بچنا چاہیے جس کو گمراہ لوگوں نے گھڑ رکھا ہے۔ ایک دروازے کے سامنے بالمقابل دیوار میں گڑھ ہے جس کو جاہل لوگ عروۃ الوثقیٰ کہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جو اس کو پکڑ لے اس نے عروۃ الوثقیٰ کو پکڑ لیا یہ محض جہالت ہے دوسرے کعبہ شریف کے درمیان میں ایک میخ ہے جس کو احمق سرۃ الدنیا (دنیا کی ناف کہتے ہیں اور اپنی ناف کو اس پر رگڑتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں محض لغو اور حماقت ہیں ان کی کوئی اصل نہیں۔ (مناسک نووی و اتحاف)

۹)......عن جابر رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول ماءُ زمزم لماشرب لهٗ رواه ابن ماجه وبسط صاحب الاتحاف في تخريجه وقال شيخنا الشاه عبدالغنیؒ هذا الحديث مشهور على الالسنة كثيرا واختلف الحفاظ فيه فمنهم من صححه ومنهم من حسنه ومنهم من ضعفه والمعتمد الاول اه وقال ابن حجر في شرح مناسك النووی قد كثر كلام المحدثين في هذا الحديث والذی استقر عليه امر محققيهم انه حسن او صحيح وقول الذهبی انه باطل وابن الجوزی انه موضوع مردود۔اه

ترجمہ)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے وہی فائدہ اس سے حاصل ہوتا ہے۔

فائدہ: ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اگر پیاس بجھانے کے واسطے پیے تو اس کا کام دے۔ اور اگر کھانے کی جگہ پیٹ بھرنے کے لئے پیے تو اس کا کام دے اور اگر کسی مرض سے صحت کی نیت سے پیے تو اس کا کام دے یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خدمت ہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی سبیل ہے۔ (اتحاف) حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خدمت کا مطلب یہ ہے کہ انکی سعی سے یہ چشمہ زمین سے ابلا تھا جس کا قصہ مشہور و معروف ہے۔ حضرت سفیان بن عینیہ جو مشہور محدث ہیں ان کے پاس ایک شخص آئے اور اُن سے عرض کیا کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمزم کا پانی جس کام کے لئے پیا جائے اسی کام کے لئے ہے کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ انھوں نے کہا صحیح ہے تو انھوں نے عرض کیا کہ میں نے اس لئے پیا تا کہ آپ دوسو (۲۰۰) حدیثیں مجھے سنائیں انھوں نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور دوسو حدیثیں ان کو سنا دیں۔ ابن عینیہؒ نے یہ بھی کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمزم کا پانی پیتے ہوئے کہا یا اللہ میں قیامت کے دن کی پیاس بجھانے کے لئے پیتا ہوں۔ (کنز۔ اتحاف) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں زمزم کا پانی خوب پیا اور ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ خود ڈول بھر کر پیوں مگر پھر سب لوگ خود بھرنے لگیں گے اسلئے نہیں بھرتا بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھرا ممکن ہے کہ کسی وقت خود بھرا ہو اور دوسرے وقت مجمع کی وجہ سے یہ عذر فرما دیا

www.islamicbulletin.com

ہو۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عباس ؓ سے زمزم طلب کیا۔انھوں نے عرض کیا کہ اس پانی میں (جو کوئی حوض کی قسم سے پانی کے مجتمع ہونے کی جگہ تھی) سب لوگ ہاتھ ڈالدیتے ہیں۔گھر میں صاف پانی رکھا ہوا ہے اس میں سے لاؤں۔حضور ﷺ نے فرمایا نہیں جس میں سے سب پیتے ہیں اسی میں سے پلاؤ انھوں نے پیش کیا۔حضور اقدس ﷺ نے پیا اور آنکھوں پر ڈالا پھر دوبارہ لے کر پیا اور اپنے اوپر دوبارہ ڈالا۔(کنز) ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ ہم میں اور منافقین میں یہ فرق ہے کہ وہ زمزم کے پانی کو خوب سیراب ہو کر نہیں پیتے (معمولی سا پیتے ہیں) ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ ڈول بھرنے کا حکم فرمایا ڈول بھر کر کنویں کے کنارے پر رکھا گیا۔حضور ﷺ نے اس ڈول کو ہاتھ سے پکڑ کر بسم اللہ کہہ کر دیر تک پیا پھر فرمایا الحمدللہ اس کے بعد پھر بسم اللہ کہہ کر دیر تک پیا پھر فرمایا الحمدللہ۔ارشاد فرمایا کہ ہم میں اور منافقوں میں یہی فرق ہے کہ وہ خوب سیراب ہو کر اس کو نہیں پیتے۔ایک حدیث میں آیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ نیک لوگوں کے مصلے پر نماز پڑھا کرو اور نیک لوگوں کے پانی سے پانی پیا کرو صحابہؓ نے عرض کیا کہ نیک لوگوں کا مصلےٰ کیا چیز ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میزاب رحمت کے نیچے پھر صحابہؓ نے عرض کیا کہ نیک لوگوں کا پانی کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا زمزم۔(اتحاف) اُمِ معبدؓ کہتی ہیں کہ میرے خیمہ کے پاس کو ایک غلام گذرے جن کے ساتھ دو مشکیزے پانی کے تھے میں نے پوچھا یہ مشکیزے کیسے ہیں انھوں نے کہا کہ حضور اقدس کا والا نامہ میرے سردار کے پاس پہنچا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں زمزم کا پانی بھیجا جائے میں بہت عجلت سے لے جانا چاہتا ہوں تا کہ راستہ میں خشک نہ ہو جائے۔(کنز) حضرت عائشہؓ زمزم کا پانی اپنے ساتھ لے جاتی تھیں اور نقل کرتی ہیں کہ حضور ﷺ بھی لے جایا کرتے تھے۔ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ ساتھ لے جایا کرتے تھے اور بیماروں پر چھڑکتے تھے اور حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی تحنیک کے وقت ان کو دیا تھا، (شرح لباب) بچہ کے پیدا ہونے کے بعد سب سے پہلے اس کے منہ میں کچھ ڈالنے کو تحنیک کہتے ہیں۔اور اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ شب معراج میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان سے براق لائے اور جنت سے سونے کا طشت لائے لیکن قلب اطہر کو دھونے کے لئے بجائے جنت کے پانی زمزم کا پانی استعمال کیا گیا حالانکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب بہت سی چیزیں وہاں سے لائے تو جنت کا پانی لانے میں کیا اشکال تھا۔حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب زمزم کا پانی پیتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ ط

www.islamicbulletin.com

اے اللہ میں تجھ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو نفع دینے والا ہو اور وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفا چاہتا ہوں۔

۱۰)......عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لمکۃ مااطیبک من بلد واحبک الی ولولاان قومی اخرجونی منک ماسکنت غیرک رواہ الترمذی وقال حدیث حسن غریب اسنادا کذافی المشکوۃ وفی الاخری لہ واللہ انک لخیرا رض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ (الحدیث)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ نے مکہ کو خطاب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تو کتنا بہتر شہر ہے اور مجھ کو کتنا زیادہ محبوب ہے اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو تیرے سوا کسی دوسری جگہ قیام نہ کرتا۔

فائدہ: اس حدیث کی وجہ سے نیز ان احادیث کی وجہ سے جن میں مکہ کی ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ آیا ہے۔ ایک بڑی جماعت کا مذہب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ سارے شہروں سے افضل ہے اور وہاں قیام کرنا مستحب اور افضل ہے اور ظاہر ہے کہ جب ایک ایک نماز ایک لاکھ کی شمار ہوتی ہو تو پھر کون ہے جس کو یہ مرغوب نہ ہو لیکن اس کے باوجود بڑے اکابر وہاں کے قیام کو پسند نہ فرماتے تھے۔ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ کا قیام صاحبینؒ کے نزدیک مستحب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی بعض شافعیہ اور بعض حنابلہ کا مختار ہے لیکن امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ وہاں کے مستقل قیام کو مکروہ فرماتے تھے اور ایک بڑی جماعت کا محتاط لوگوں میں سے یہی مذہب ہے مبادا وہاں رہ کر آدمی کو وہاں سے کوئی گرانی اور ملال پیدا ہو یا اس کے احترام میں کسی قسم کی کمی ہو جائے یا وہاں رہ کر آدمی سے کسی قسم کا گناہ صادر ہو جائے کہ جیسا وہاں نیکیوں کا ثواب کہیں زیادہ ہے۔ ایسے ہی وہاں رہ کر گناہ کرنے کا وبال بھی بہت زیادہ سخت ہے لیکن اللہ کے وہ مخلص بندے جو گناہوں سے محترز ہوں ان کے لئے افضلیت میں کیا کلام ہے لیکن وہ اتنی قلیل مقدار ہے کہ ان پر حکم لگانا بھی ایسا ہے جیسا عام مخلوق میں بادشاہ لیکن پارسائی کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کا اعتبار نہیں کہ ویسے تو ہر شخص اپنے کو یہی کہتا ہے کہ میں وہاں رہنے کے شرائط پورے کر سکتا ہوں دعویٰ بہت سہل ہے۔

بہت آساں ہے یاروں میں معاذ اللہ کہہ دینا ۔۔۔ بہت مشکل ہے بچنا بادہ گلگوں سے خلوت میں

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظمؒ نے اپنے زمانے کے لوگوں کے حالات کے لحاظ سے کراہت اور ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اگر وہ ان حالات کو دیکھتے جن کو ہم اپنے زمانہ میں دیکھ رہے ہیں تو وہ وہاں کے قیام کے حرام ہونے کا فتویٰ دیتے۔ یہ ملا علی قاریؒ مشاہیر علماء میں ہیں۔ ۱۰۱۴ھ میں وفات پائی ہے۔ جب یہ اپنے زمانے کا یہ حال فرمارہے ہیں تو آج چودھویں صدی کے

www.islamicbulletin.com

آخر کا جو حال ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جن محتاط علماء نے مکہ کے قیام کو مکروہ بتایا ہے اس کی تین وجہ ہیں اول یہ کہ ایسا نہ ہو کہ وہاں کے قیام سے وہ ذوق شوق اور تڑپ بیقراری جو کعبہ شریف کے ساتھ ہونا چاہئے وہ کم ہو جائے، دوسرے یہ کہ اس سے روانگی کے وقت جو فراق کی تڑپ اور دوبارہ لوٹنے کا جذبہ پیدا ہوگا وہ وہاں رہنے میں حاصل نہیں ہوتا۔ اسی لئے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ تو کسی دوسرے شہر میں رہے اور تیرا دل مکہ مکرمہ میں اٹکا رہے یہ بہتر ہے اس سے کہ تو مکہ میں رہے اور تیرے دل میں کسی دوسری جگہ کا داعیہ پیش آئے اور بعض بزرگوں سے نقل کیا گیا کہ بہت سے لوگ خراسان میں رہنے والے مکہ سے تعلق کے اعتبار سے بعض ان لوگوں سے قریب ہیں جو طواف کر رہے ہوں بلکہ بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ خود کعبہ اُن کی زیارت کو جاتا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مبادا وہاں رہ کر کوئی گناہ صادر ہو جائے کہ یہ سخت خطرناک ہے اور اللہ جل شانہٗ کے غصہ کا موجب ہے فقط۔

ویسے تو مکہ مکرمہ سارا ہی بابرکت ہے اس کی ہر جگہ ہر در و دیوار ہر پتھر اور ریت کا ذرہ بابرکت ہے لیکن چند مقامات اور بھی زیادہ خصوصیت رکھتے ہیں جن میں سے بعض اس فصل میں گزر چکے ہیں مستقل احادیث ان کے فضائل میں لکھی جا چکی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت خدیجہؓ کا دولت کدہ جہاں حضرت فاطمۃ الزہراؓ پیدا ہوئیں اور حضرت ابراہیمؓ کے علاوہ سب اولاد یہیں پیدا ہوئی۔ ہجرت تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اسی مکان میں رہا۔ علماء نے لکھا ہے کہ مسجد حرام کے بعد مکہ کے تمام مکانات میں یہ مکان افضل ہے۔ دوسرے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی جگہ جو مولدِ نبی کے نام سے مشہور ہے۔ تیسرے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مکان جو زقاق صواغین (زرگروں کی گلی) میں ہے اس کو دار الہجرت بھی کہتے ہیں اس لئے کہ ہجرت کی ابتداء اسی مکان سے ہوئی ہجرت سے قبل حضور ﷺ روزانہ یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ وہاں دو پتھر تھے ایک کا نام متکلم ہے اُس نے حضور اقدس ﷺ کو سلام کیا تھا دوسرا متکا جس پر حضور ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے۔ مولد علی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیدائش کی جگہ دار ارقم جو دار خیزران سے مشہور ہے صفا پہاڑ کے قریب ہے اس میں حضرت عمرؓ اسلام لائے تھے اور چالیس کا عدد آپ کے ایمان لانے پر پورا ہوا تھا اور قرآن پاک کی آیت (یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ) اس پر نازل ہوئی تھی اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں مخفی رہا کرتے تھے۔ جبل ثور کا غار جس میں ہجرت کے وقت حضور اقدس ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ پوشیدہ ہوئے تھے قرآن پاک میں (ثانی اثنین اذھما فی الغار) میں اسی غار کا ذکر ہے۔ جبل حرا کا غار جس

میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے کئی دن تک عبادت کیا کرتے اور تنہائی اختیار فرمایا کرتے تھے اور اسی میں سب سے پہلے آپ ﷺ پر اقراء نازل ہوئی مسجد الرایۃ مکہ میں معلیٰ کی طرف ہے حضور ﷺ نے اس میں نماز پڑھی ہے۔ مسجد الجن جس جگہ جنات کا اجتماع ہوا اور حضور ﷺ حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ کے ساتھ اس جگہ تشریف لے گئے اور حضرت ابن مسعود ؓ کو ایک جگہ بٹھا کر خود آگے تشریف لے گئے اور جنات کو تعلیم فرمائی قرآن پاک سنایا۔ مسجد الشجرۃ جو مسجد جن کے مقابل ہے۔ اس جگہ ایک درخت تھا جس کو حضور اقدس ﷺ نے بلایا وہ زمین کو چیرتا ہوا حاضر خدمت ہو گیا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ واپس چلے جاؤ وہ اپنی جگہ واپس گیا مسجد الغنم جس کو الاجابۃ بھی کہتے ہیں۔ اس جگہ حضور اقدس ﷺ نے فتح مکہ میں بیعت لی تھی۔ مسجد اجیاد، مسجد جبل ابو قبیس جو حرم شریف سے نظر آتی ہے لیکن اس جگہ بکری کی سری کھانے کے متعلق جو روایت مشہور ہے وہ غلط ہے مسجد طوے جو تنعیم کے راستہ میں ہے حضور ﷺ کی جب عمرہ یا حج کے لئے تشریف آوری ہوئی تو اس جگہ قیام فرمایا۔ مسجد عائشہ تنعیم پر جہاں عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے۔ مسجد العقبۃ منیٰ کے قریب جہاں انصار نے ہجرت سے قبل بیعت کی تھی یہ مسجد مکہ سے منیٰ جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر راستہ سے علیحدہ کو ہے مسجد الجعرانہ جہاں حضور اقدس ﷺ نے فتح مکہ کے بعد جب طائف سے لوٹ رہے تھے احرام باندھا تھا۔ مسجد الکبش جس کو منحر ابراہیم بھی کہتے ہیں یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل کو ذبح کیا تھا۔ مسجد الخیف منیٰ میں مشہور ہے جس میں کہتے ہیں کہ ستر نبی وہاں مدفون ہیں۔ غار مرسلات جو مسجد خیف کے قریب ہے سورہ والمرسلات وہاں نازل ہوئی جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ کا مقبرہ جہاں حضرت خدیجہ ؓ کی قبر ہے اور احادیث میں اس مقبرہ کی فضیلت بھی آئی ہے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے متبرک مقامات ہیں اور مکہ مکرمہ میں کونسی جگہ ایسی ہوگی جہاں حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کے قدم مبارک نہ پڑے ہوں لیکن ملا علی قاری ؒ نے ان مواضع کو خاص طور سے ذکر کیا ہے۔

﴿ساتویں فصل﴾

عمرہ کے بیان میں

جیسا کہ نماز میں کچھ فرض نمازیں ہیں جو پانچ مخصوص اوقات میں فرض کی گئیں اور کچھ نوافل ہیں جو جان نثار قدر دانوں کے لئے اس لئے مشروع کی گئیں کہ جب ان کا دربار کی حاضری کو دل چاہے حاضر ہو جائیں اسی طرح سے بیت اللہ شریف کی زیارۃ ایک تو حج فرض ہے جو مخصوص وقت ہوتا ہے دوسرا عمرہ ہے جو سال بھر میں بجز پانچ دن کے یعنی نویں ذوالحجہ سے ۱۳ تک تو عمرہ کرنا مکروہ

www.islamicbulletin.com

ہے کہ یہ حج کا مخصوص وقت ہے اس کے علاوہ جس دن جتنے دل چاہے عمرہ کرے یہ بھی اللہ کا فضل عظیم ہے کہ مشتاق لوگوں کی حاضری کے واسطے ہر وقت حاضری کی اجازت فرمادی عمرہ اگرچہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک سنت ہے لیکن امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہے اس لئے کم از کم ایک عمرہ آدمی کو ضرور کر لینا چاہئے کہ دو اماموں کے نزدیک یہ مستقل واجب ہے اور حنفیہ کے نزدیک بھی ایک عمرہ کم از کم کرنا سنت مؤکدہ ہے مشہور قول کے موافق ورنہ بعض علمائے حنفیہ نے اس کو واجب کہا ہے اور بعض نے فرض کفایہ اس لئے ایک عمرہ تو جو شخص جانے کی طاقت رکھتا ہو یا وہاں پہنچ جائے وہ ضروری کرلے قرآن پاک میں بھی اس کا حکم فرمایا ہے۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (سورۂ بقرہ)

''اور پورا پورا ادا کیا کرو حج اور عمرہ کو خاص اللہ جل شانہٗ کے واسطے''

فائدہ: ایک حدیث میں آیا ہے کہ حج اور عمرہ کا پورا پورا ادا کرنا یہ ہے کہ اپنے گھر سے حج کا یا عمرہ کا احرام باندھ کر چلے۔ (درمنثور) اپنے گھر سے احرام باندھ کر چلنا افضل ہے متعدد روایات میں اس کی فضیلت آئی ہے لیکن چونکہ احرام میں بہت سی چیزوں کی احتیاط ضروری اور زیادہ دن تک احرام باندھنے میں بسا اوقات ایسی چیزیں صادر ہو جاتی ہیں جو احرام کے منافی ہیں اس لئے علماء احتیاط اس میں بتاتے ہیں کہ میقات ہی سے احرام باندھا جائے کہ گناہ سے بچنا فضیلت حاصل کرنے سے زیادہ اہم اور مقدم ہے۔ احادیث میں بھی عمرہ کے فضائل بہت سی روایات میں آئے ہیں ان میں سے بعض پہلی فصل میں حج کیساتھ گذر چکے جیسا کہ حدیث نمبر ۱۱و۱۴و۱۵ میں گذرا حضور اقدس ﷺ نے ہجرت کے بعد حج تو ایک ہی مرتبہ کیا ہے عمرے چار کئے جن میں سے ایک پورا نہ ہوسکا کہ مشرکین نے مکہ میں داخل نہ ہونے دیا اور اس پر فیصلہ ہوا کہ اس سال نہ کریں دوسرے سال آکر کر لیں اور تین عمرے پورے کئے۔

احادیث

۱)......عن عمرو بن عبسة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ افضل الاعمال حجة مبرورة اخرجه احمد و الطبرانی کذا فی الدر۔

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ افضل ترین عمل نیکی والا حج یا نیکی والا عمرہ ہے۔

فائدہ: پہلی فصل کی حدیث نمبر ۲ میں نیکی والے حج کا بیان گذر چکا ہے وہی مطلب نیکی والے عمرہ کا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ عمرہ چھوٹا حج ہے۔ (درمنثور) یعنی جو برکات و ثمرات اور فضائل

حج کے ہیں وہی سب کچھ کمی کے ساتھ عمرہ کے ہیں

۲)......عن ابی ھریرۃ ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لمابینھمامتفق علیہ کذافی المشکوٰۃ

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیانی حصہ کے لئے کفارہ ہے۔

فائدہ: یعنی ایک عمرہ کرنے کے بعد دوسرے عمرہ تک کے درمیان میں جس قدر لغزشیں ہوئی ہونگی وہ معاف ہو جائیں گی۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کفارہ ہے درمیان کے گناہوں کا اور خطاؤں کا (کنز) اور بھی متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔

۳)......عن ابن عباس ﷺ قال جاء ت ام سلیم الی رسول اللہ ﷺ فقالت حج ابو طلحہ وابنہ وترکانی فقال یاام سلیم عمرۃ فی رمضان تعدل حجۃ معی (رواہ ابن حبان فی صحیحہ کذافی الترغیب)

ترجمہ)......حضرت اُم سلیمؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ (میرے خاوند ابوطلحہ اور ان کے بیٹے تو حج کو چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

فائدہ: حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر افضلیت رکھتا ہے مختلف احادیث میں وارد ہوا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب حضور ﷺ حج کو تشریف لے جانے لگے تو ایک صحابی عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے بھی حضور ﷺ کے ساتھ حج کرادو انھوں نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں، بیوی نے کہا کہ تمہارا فلاں اونٹ ہے خاوند نے فرمایا کہ وہ تو میں اللہ کے راستہ میں وقف کر چکا ہوں مجبوراً وہ بیچاری رہ گئیں جب حضور ﷺ حج سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو خاوند نے یہ قصہ حضور ﷺ سے عرض کیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ حج بھی اللہ ہی کا راستہ تھا اگر اس اونٹ پر حج کرا دیتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا پھر خاوند نے عرض کیا کہ حضور (ﷺ) میری اہلیہ نے سلام عرض کیا ہے اور یہ دریافت کیا ہے کہ آپ کے ساتھ حج نہ کرنے کی تلافی اب کیا ہو سکتی ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری طرف سے ان کو سلام کہہ دینا اور یہ کہہ دینا کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (ابوداؤد) اسی قسم کا قصہ حضرت اُم سنانؓ کے ساتھ بھی پیش آیا اور اُم طلیقؓ کے ساتھ بھی اُم الہیثمؓ کے ساتھ بھی کہ یہ سب حج کا ارادہ فرماتی رہیں لیکن کسی عذر کی وجہ سے نہ جا سکیں تو حضور ﷺ نے ہر ایک سے یہی ارشاد فرمایا کہ ماہ مبارک کا

www.islamicbulletin.com

عمرہ حج کے برابر ہے حافظ نے فتح الباری میں ان کی روایات ذکر فرمائی ہیں کہ عمرہ حج کے برابر ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس عمرے سے حج فرض پورا ہو جائے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ عمرہ کے ساتھ رمضان المبارک کی فضیلت مل جانے کی وجہ سے حج کے ثواب کے برابر ہو جاتا ہے ابن جوزیؒ کہتے ہیں کہ بسا اوقات وقت کی فضیلت کی وجہ سے عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے جیسا کہ خلوص نیت اور اخلاص کی وجہ سے بڑھ جاتا ہے۔ (فتح)

٤)......عن ابی هريرة ﷺ قال قال رسول الله ﷺ الحاج والعمار وفد الله ان دعوه اجابهم وان استغفروه غفرلهم (رواه ابن ماجه كذافي المشكوٰة)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ جل شانہٗ کا وفد ہیں اگر وہ لوگ دعا مانگیں تو اللہ جل شانہٗ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ مغفرت چاہیں تو ان کے گناہوں کی مغفرت فرماتا ہے۔

فائدہ: جیسا کہ بہت سے آدمی ایک جماعت بنا کر وفد کے کہیں سرکاروں درباروں میں جاتے ہیں ایسے ہی یہ لوگ گویا وفد کے طور پر حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور جیسا کہ وفود کا اکرام واعزاز ہوتا ہے ایسے ہی ان کا بھی اللہ جل شانہٗ کے یہاں اکرام ہوتا ہے ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا وفد تین قسم کے لوگ ہیں ایک مجاہد دوسرے حاجی تیسرے عمرہ کرنے والے۔ (مشکوٰۃ) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حاجی اور عمرہ کرنیوالے اللہ جل شانہٗ کا وفد ہیں جب دعا کرتے ہیں قبول ہوتی ہے اور اللہ سے جو مانگتے ہیں ان کا سوال پورا کیا جاتا ہے۔ (ترغیب عن جابر) ایک اور حدیث میں ہے کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کا وفد ہیں جو مانگتے ہیں وہ دیا جاتا ہے جو دعا کرتے ہیں وہ قبول ہوتی ہے جو خرچ کرتے ہیں اس کا بدل ان کو ملتا ہے قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب کسی اونچی جگہ پر کوئی شخص لبیک کہتا ہے تو اس کے سامنے کا سارا حصہ زمین کا دنیا کے ختم تک لبیک اور تکبیر کہنے لگتا ہے۔ (ترغیب) ایک اور حدیث میں ہے کہ حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ کا وفد ہیں جو مانگتے ہیں وہ ان کو ملتا ہے جو دعا کرتے ہیں وہ قبول کی جاتی ہے جو خرچ کرتے ہیں اس کا بدل ان کو ملتا ہے اور ایک ایک درہم کے بدلہ میں دس دس لاکھ درہم دیئے جاتے ہیں۔ (ترغیب) ایک حدیث میں ہے کہ مکہ کے رہنے والے اگر اس کو جان لیں کہ حاجیوں کا ان پر کتنا حق ہے تو ان کی آمد پر یہ لوگ جا کر ان کی سواریوں کو بوسہ دیں اس لئے کہ وہ لوگ اللہ کا وفد ہیں۔ (در)

٥)......عن ابن مسعود ﷺ قال قال رسول الله ﷺ تابعوا بين الحج والعمرة فانهما ينفيان الفقر والذنوب كماينفي الكير خبث الحديد

والذهب والفضة (رواہ الترمذی والنسائی کذافی المشکوٰۃ)

ترجمہ)...... حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ متابعت کرو درمیان حج اور عمرہ کے وہ دونوں مفلسی اور گناہوں کو ایسا دور کرتے ہیں جیسا آگ کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

فائدہ: متابعت کرنے کا مطلب بعض علماء نے لکھا ہے کہ قران کرو جو حج کی تین قسموں میں سے ایک قسم ہے اور حنفیہ کے نزدیک سب قسموں میں سب سے زیادہ افضل یہی صورت ہے اور محققین کے نزدیک حضور ﷺ کا احرام بھی اسی کا تھا اس میں حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا جاتا ہے۔ اور متابعت کرنے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر پہلے حج کر لیا ہے تو بعد میں عمرہ کرے اور پہلے عمرہ کیا ہے تو بعد میں حج کرے کہ یہ بھی متابعت ہوگئی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حج اور عمرہ کے درمیان متابعت عمر میں اضافہ کرتی ہے اور فقر اور گناہوں کو ایسا زائل کرتی ہے جیسا کہ آگ کی بھٹی میل کو زائل کرتی ہے۔ (ترغیب) ایک حدیث میں ہے: (ادیموا الحج و العمرة للّٰہ الحدیث) حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہمیشہ کرتے رہو یہ دونوں فقر اور گناہوں کو ایسا زائل کرتے ہیں جیسا کہ بھٹی لوہے کے زنگ کو۔ (کنز) ایک اور حدیث میں ہے کہ حج اور عمرہ کی کثرت فقر کو روک دیتی ہے۔ (کنز) ایک اور حدیث میں ہے کہ لگاتار حج کرنا اور لگاتار عمرہ کرنا فقر اور گناہوں کو ایسا دور کرتے ہیں جیسا کہ آگ لوہے کے میل کو۔ (کنز) ایک اور حدیث میں ہے کہ حج اور عمرہ میں متابعت کرنا عمر کو بھی بڑھاتا ہے اور روزی کو بھی زیادہ کرتا ہے۔ (کنز) اور بھی بہت سی روایات میں یہ مضمون ذکر کیا گیا۔ امام نوویؒ نے لکھا ہے عمرہ کثرت سے کرنا مستحب ہے۔ اور ابن حجر مکیؒ نے امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ کوئی مہینہ ایسا نہ جانا چاہئے جس میں بشرط قدرت کم از کم ایک عمرہ نہ کرے اور دو تین کرلے تو بہت بہتر ہے۔ (شرح مناسک)

٦)...... عن ابی هريرة ﷛ قال قال رسول الله ﷺ قال جهاد الكبير والضعيف والمرأة الحج والعمرة (رواہ النسائی باسناد حسن کذافی الترغیب)

ترجمہ)...... حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ بوڑھے اور ضعیف لوگوں کا اور عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔

فائدہ: پہلی فصل کی گیارہویں حدیث کے ذیل میں بھی یہ مضمون گذر چکا ہے حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے حضور ﷺ نے فرمایا عورتوں پر ایسا جہاد ہے جس میں قتال نہیں اور وہ حج اور عمرہ ہے۔ (ترغیب) ایک صحابی ﷛ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں بہت کم ہمت ہوں دشمن کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ایسا جہاد بتاؤں جس میں لڑائی نہ ہو۔ انھوں نے عرض کیا ارشاد

www.islamicbulletin.com

فرمادیں حضور ﷺ نے فرمایا حج اور عمرہ ہے (در)۔

۷)......عن ام سلمةؓ ان رسول الله ﷺ قال من اهل بعمرة من بيت المقدس غفرلهٗ (رواه ابن ماجه باسناد صحيح كذافي الترغيب)

ترجمہ)......حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

فائدہ: اُم حکیم تابعی عورت ہیں انھوں نے حضرت ام سلمہؓ سے یہ حدیث سنی اور صرف احرام باندھنے کے لئے بیت المقدس تشریف لے گئیں اور وہاں سے احرام عمرہ کا باندھ کر واپس آئیں۔ (ترغیب) یہ وقعت تھی ان حضرات کے یہاں حضور ﷺ کے پاک ارشاد کی کہ جو شخص کوئی حدیث سن لیتا تھا اپنی وسعت کے موافق اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا تھا چاہے اس میں کتنی ہی مشقت اٹھانا پڑے ایک اور حدیث میں حضرت اُم سلمہؓ سے یہ الفاظ نقل کئے گئے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج یا عمرہ کےلئے مسجد اقصےٰ سے مسجد حرام تک آئے اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جنت اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے۔ (در)

﴿آٹھویں فصل﴾

زیارت مدینہ

ملا علی قاریؒ نے جو مشہور عالم فقیہ محدث حنفی ہیں انھوں نے لکھا ہے کہ چند حضرات کے علاوہ جن کا خلاف کچھ معتبر نہیں بالاتفاق تمام مسلمانوں کے نزدیک حضور اقدس ﷺ کی زیارت اہم ترین نیکیوں میں ہے اور افضل ترین عبادت میں ہے اور اعلیٰ درجات تک پہنچنے کے لئے کامیاب ذریعہ اور پر امید وسیلہ ہے اسکا درجہ واجبات کے قریب ہے بلکہ بعض علماء نے واجب کہا ہے اس شخص کے لئے جس میں وہاں حاضری کی وسعت ہو اسکا چھوڑنا بڑی غفلت اور بہت بڑی جفا ہے اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ وہاں قیام کے ارادہ سے چلنا مکہ مکرمہ میں قیام کے ارادہ سے چلنے سے افضل ہے یعنی حج کی وجہ سے چلنا تو دوسری بات ہے اس کے علاوہ مدینہ پاک کی طرف چلنا افضل ہے فقط۔ در مختار میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی قبر کی زیارت مندوب ہے بلکہ بعض علماء نے اس شخص کے حق میں جس میں وسعت ہو واجب کہا ہے علامہ شامیؒ کہتے ہیں کہ خیر رملی شافعیؒ نے ابن حجرؒ سے اس قول کو نقل کیا اور اس کی تائید کی۔ یقیناً نبی کریم ﷺ کمایحب ربنا ویرضی وبعد ممایحب

ویــر ضــی کے جتنے احسانات اُمت پر ہیں اور جو توقعات مرنے کے بعد آپ ﷺ سے وابستہ ہیں ان کے لحاظ سے وسعت اور طاقت کے بعد بھی حاضری نہ نصیب ہو بے حد محرومی ہے اور معمولی اعذار سے اس سعادت عظمٰی سے محرومی انتہائی قساوت اور جفا ہے اگر چہ بعض علماء نے بعض روایات کی بنا پر بجائے حضور ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے مسجد کی زیارت کی نیت کو ضروری بتایا ہے لیکن آئمہ اربعہ کے سب مذاہب اس پر متفق ہیں کہ قبر مبارک کی زیارت کا ارادہ بھی مستحب ہے حنفیہ کی معتبر کتاب سے ملا علی قاریؒ کی عبارت اوپر نقل کر چکا ہوں شافعیہ کے مقتدا امام نوویؒ اپنی مناسک میں لکھتے ہیں کہ جب حج سے فارغ ہو جائے تو چاہئے کہ حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کا ارادہ کرے کہ حضور ﷺ کی قبر کی زیارت اہم ترین قربات میں سے اور کامیاب مساعی سے ہے۔ انوار ساطعہ میں مالکیہ کے مذہب میں لکھا ہے ہمارے نبی محمد ﷺ کی قبر کی زیارت پسندیدہ سنت ہے جو شرعاً مطلوب ہے اور مرغوب ہے اور اللہ جل شانہ کے یہاں قربت پیدا کرنے میں بہت اونچی چیز ہے۔ اور قاضی عیاض مالکیؒ نے شفا میں لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی قبر کی زیارت مجمع علیہ سنت ہے بعض علمائے مالکیہ نے تو واجب فرما دیا جیسا کہ قسطلانیؒ نے مواہب میں ابو عمران فارسیؒ کا قول نقل کیا۔

مغنیؒ جو فقہ حنابلہ کی بہت معتبر کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی قبر شریف کی زیارت مستحب ہے اس لئے کہ حضرت ابن عمرؓ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص حج کرے پھر میری قبر کی زیارت کرے اس نے گویا زندگی میں میری زیارت کی اور ایک حدیث میں ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی اور امام احمدؒ نے حضور ﷺ کی یہ حدیث نقل کی کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر سلام کرے تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں اور شرح کبیر میں جو مذہب حنابلہ کی اہم کتاب ہے لکھا ہے جب حج سے فارغ ہو جائے تو مستحب ہے کہ حضور ﷺ کی اور حضور ﷺ کے دونوں ساتھیوں کی قبر کی زیارت کرے اس کے بعد وہی احادیث ذکر کیں جو مغنیؒ میں گذریں۔ دلیل الطالب جو فقہ حنبلی کا مشہور متن ہے اس میں حج کے احکام لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک اور حضور ﷺ کے دو ساتھیوں کی قبر کی زیارت مسنون ہے اس کے شارح نیل المارب میں لکھتے ہیں کہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا بھی مستحب ہے اس لئے کہ حاجی حج کے بعد بغیر سفر ان کی زیارت کیسے کر سکتا ہے۔ اسی طرح روض المربع فقہ حنبلی میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی قبر اطہر اور حضور ﷺ کے دونوں ساتھیوں کی قبروں کی زیارت مستحب ہے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی وہ

www.islamicbulletin.com

ایسا ہے جیسا کہ میری زندگی میں میری زیارت کی۔ ان سب سے معلوم ہوا کہ ائمہ اربعہ کا متفقہ مسئلہ ہے اسی لئے بعض علماء نے اس کو اجماعی مسئلہ بتایا جیسا کہ شروع میں گزرا۔ نبی کریم ﷺ سے بھی متعدد روایات میں اس کی ترغیب وارد ہوئی ہے۔

احادیث

۱)......عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من زار قبری وجبت لهٗ شفاعتی (رواه البزار والدارقطنی قاله النووی وقال ابن حجر فی شرح المناسك رواه ابن خزيمة فی صحيحه وصححه جماعة كعبدالحق والتقی السبكی اه وقال القاری فی شرح الشفا صححه جماعة من ائمة الحديث اه)

ترجمہ)......ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہوگی۔

۲)......عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من جاء نی زائرًا لايهمه الا زيارتی كان حقًا علی ان اكون له شفيعا (قال العراقی رواه الطبرانی وصححه ابن السكن كذافی الاتحاف وبسط فی تخريجه وقال صححه عبدالحق فی سكوتهٗ والتقی والسبكی باعتبار مجموع الطرق۔)

ترجمہ)......حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو میری زیارت کو آئے اور اس کے سوا کوئی اور نیت اس کی نہ ہو تو مجھ پر حق ہوگیا کہ اس کی سفارش کروں۔

<u>فائدہ:</u> دنیا میں کون شخص ایسا ہوگا جس کو محشر کے ہولناک منظر میں حضور ﷺ کی شفاعت کی ضرورت نہ ہو اور کتنا خوش قسمت ہے وہ شخص جس کے متعلق حضور ﷺ یہ فرمادیں کہ اس کی شفاعت میرے ذمہ ضروری ہے علامہ زرقانیؒ شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ اس کے لئے خصوصی شفاعت مراد ہے رفع درجات کی ہو یا اس ہولناک دن میں امن کی ہو یا جنت میں بغیر حساب داخلہ کی یا عمومی سفارش کے علاوہ اس کے لئے خصوصیت سے شفاعت ہو۔ ابن حجر مکیؒ مناسک نووی میں تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث میں جو یہ وارد ہوا ہے کہ میرے پاس آئے اور میری زیارت کے علاوہ کوئی اور غرض اس کی نہ ہو تو مجھ پر اس کا حق ہوگیا کہ میں قیامت کے دن اس کی سفارش کروں۔ میری زیارت کے سوا کوئی اور غرض اس کی نہ ہو کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی غرض نہ ہو جو زیارت کے متعلق نہ ہو لہذا مسجد نبوی میں اعتکاف کی نیت یا عبادت کی کثرت یا صحابہؓ وغیرہ کی زیارت کی نیت اس کے منافی نہیں بلکہ ہمارے علماء نے اس کی تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کی زیارت کے ساتھ مسجد نبوی کی

www.islamicbulletin.com

زیارت کی بھی نیت کر لے۔اھ

حنفیہ میں سے صاحب درمختارؒ نے بھی یہی لکھا ہے کہ قبر شریف کے ساتھ مسجد نبوی کی زیارت کی بھی نیت کر لے لیکن ابن ہمامؒ نے فقہاء حنفیہ میں سے لکھا ہے کہ اس حدیث کی بنا پر پہلی مرتبہ تو صرف قبر مبارک ہی کی نیت ہونا چاہئے البتہ اگر مقدر یاوری کرے اور دوبارہ حاضری کی سعادت نصیب ہو تو مسجد اور قبر شریف دونوں کی نیت کرے اور علامہ شامیؒ نے ملا جامیؒ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ محض زیارت کی نیت سے سفر کیا اس میں حج کو بھی شامل نہ کیا تا کہ محض زیارت ہی کی نیت ہو۔محبت کی بات تو یہی ہے۔

۳)......عن ابن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زارني بعد وفاتي فكانما زارني في حياتي (رواه الطبراني والدارقطني والبيهقي وضعفهٗ كذافي الاتحاف وفي المشكوٰة برواية البيهقي في الشعب بلفظ من حج فزار قبري بعد موتي كان كمن زارني في حيٰوتي واستدل به الموفق في المغني على استحباب الزيارة)

ترجمہ)......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو ایسا ہے گویا کہ میری زندگی میں زیارت کی۔

فائدہ: مشکوٰۃ شریف میں ارشاد نقل کیا گیا کہ جس شخص نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی وہ مثل اس شخص کے ہے جس نے کہ میری زندگی میں زیارت کی ہو۔اس کے مثل ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ صحابی ہو گیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرامؑ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں تو گویا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ زندگی میں کوئی شخص در دولت پر حاضر ہو اور مکان سے باہر سے مل کر آئے۔اس حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ حج کے بعد میری زیارت کرے اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ مدینہ طیبہ کی حاضری پہلے ہونا چاہیے یا حج پہلے ہونا چاہیے ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ ہمارے اکثر مشائخ کی یہ رائے ہے کہ حج پہلے کرنا چاہیے لیکن موجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر وقت میں وسیع گنجائش ہو کہ حج سے پہلے زیارت اطمینان سے کر سکے اور پھر حج بھی اطمینان سے ہو سکے تو زیارت پہلے کر لے ایسا نہ ہو کہ حج کے بعد کوئی عارض پیش آجائے البتہ اگر وقت میں تنگی ہو تو حج کو مقدم کرے۔ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ اگر حج فرض ہے تب تو حج کو مقدم کرنا چاہئے بشرطیکہ مدینہ منورہ راستہ میں نہ پڑتا ہو اگر راستہ میں پڑتا ہو تو پھر بغیر زیارت کے آگے بڑھنا قساوت ہے یہ بہر حال ضروری ہے کہ حج کے وقت میں گنجائش ہو اس کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور اگر حج نفل ہے تو اس کو اختیار ہے کہ جس کو چاہے مقدم کرے اور اولیٰ یہ ہے کہ حج کو مقدم کرے کہ گناہوں سے حج کی بدولت پاک ہو کر پاک کی

www.islamicbulletin.com

زیارت کرے۔

٤)......عن رجل من آل الخطاب عن النبی ﷺ قال من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیمة ومن سکن المدینة وصبر علی بلائها کنت له شهیدا وشفیعا یوم القیمة ومن مات فی احد الحرمین بعثه الله من الآمنین (رواه البیهقی فی الشعب کذا فی المشکوٰة وفی الاتحاف بروایة الطیالسی بسنده الی ابن عمر عن عمر ثم قال وعن رجل من آل حاطب رفعه من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیمة الحدیث اخرجه البیهقی وهو مرسل والرجل المذکور مجهول اه وبسط الکلام علی طرقه السبکی وقال هو مرسل جید۔)

ترجمہ)......حضور ﷺ سے نقل کیا گیا کہ جو شخص ارادہ کر کے میری زیارت کرے وہ قیامت میں میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص مدینہ میں قیام کرے اور وہاں کی تنگی اور تکلیف پر صبر کرے میں اس کے لئے قیامت میں گواہ اور سفارشی ہوں گا اور جو حرم مکہ مکرمہ یا حرم مدینہ میں مرجائے گا وہ قیامت میں امن والوں میں اٹھے گا۔

فائدہ: متعدد روایات میں یہ مضمون آیا ہے کہ جو شخص ارادہ کر کے میری زیارت کرے وہ قیامت میں میرا پڑوسی ہے ارادہ کر کے کا مطلب یہ ہے کہ محض اسی ارادہ سے آیا ہو یہ نہ ہو کہ سفر تو کسی دنیوی غرض سے تھا راستہ چلتے زیارت بھی کر لی حدیث نمبر۲ میں بھی اسی قسم کا لفظ گذر چکا ہے کہ میری زیارت کے علاوہ کوئی اور ارادہ نہ ہو۔ دوسرا مضمون جو حدیث بالا میں مدینہ منورہ قیام کے متعلق ہے اس کی روایات آئندہ آرہی ہیں۔

٥)......عن ابن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی (رواه ابن عدی فی الکامل وغیره کذا فی شفاء الاسقام وفی شرح اللباب رواه ابن عدی بسند حسن وبسط فی تخریجه صاحب الاتحاف وقال رد السیوطی علی ابن جوزی فی ایراده فی الموضوعات وقال لم یصب اه وقال القاری فی شرح الشفاء رواه ابن عدی بسند یحتج به۔)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

فائدہ: کتنی سخت وعید ہے اور بالکل ظاہر ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے جو احسانات امت پر ہیں ان کے لحاظ سے وسعت کے باوجود حاضر نہ ہونا سراسر ظلم جفا ہے محدثین حضرات نے اس حدیث پر کلام کر دیا ورنہ اس کی وجہ سے زیارت واجب ہی ہوتی۔ علامہ قسطلانیؒ مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں

کہ جس شخص نے باوجود وسعت کے زیارت نہ کی اس نے یقیناً جفا کی۔

٦)......عن انس ﷺ قال لماخرج رسول الله ﷺ من مكة اظلم منها كل شئ ولما دخل المدينة اضاء منها كل شئ فقال رسول الله ﷺ المدينة بهاقبرى وبهابيتى وتربتى وحق على كل مسلم زيارتها (اخرجه ابو داؤد كذافى الاتحاف، فلينظر فلم اجده۔

ترجمہ)......حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ ہجرت کر کے مکہ سے تشریف لے گئے تو وہاں کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا اور جب مدینہ پہنچے تو وہاں کی ہر چیز روشن ہو گئی حضور ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ میں میرا گھر ہے اور اسی میں میری قبر ہوگی اور ہر مسلمان پر حق ہے کہ اس کی زیارت کر لے۔

فائدہ: یقیناً ہر مسلمان پر حق ہے کہ اس پاک جگہ کی زیارت کرے اور کس قدر خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جن کو وہاں کا قیام نصیب ہے، کہ ہر وقت یہ سعادت ان کو میسر ہوتی رہتی ہے اور اس حق کی ادائیگی ہر وقت میسر ہے۔

٧)......عن انس ﷺ قال قال رسول الله ﷺ من زارنى فى المدينة محتسبا كان فى جوارى وكنت له شفيعايوم القيمة، (رواه العقيلى والبيهقى وابوعوانة بالفاظ مختلف ذكرهاالقارى فى شرح الشفا وقال قوله فى جوارى بكسرالجيم وفى نسخة بضم الجيم اى فى ذمتى وعهدى۔)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مدینہ میں آ کر میری زیارت ثواب کی نیت سے کرے (یعنی کوئی اور غرض نہ ہو) وہ میرے پڑوس میں ہوگا اور میں قیامت کے دن اس کا سفارشی ہوں گا۔

فائدہ: یہ مضمون حدیث میں بعض علماء نے جوار کو جیم کے پیش سے بتایا ہے اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا وہ شخص میرے عہد اور میری پناہ میں ہوگا۔ اس ہول کے دن میں کوئی شخص حضور کی پناہ میں آجائے اس سے بڑھ کر کیا دولت ہو سکتی ہے۔

٨)......عن ابن عباس ﷺ من حج الى مكة ثم قصدنى فى مسجدى كتب له حجتان مبرورتان۔ (اخرجه الديلمى كذافى الاتحاف۔)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ جو شخص حج کے لئے مکہ جائے پھر میرا قصد کر کے میری مسجد میں آئے اس کے لئے دو حج مقبول لکھے جاتے ہیں۔

فائدہ: یعنی اس کے حج کا ثواب دوگنا ہو جاتا ہے۔

٩)......عن ابى هريرة ﷺ ان النبى ﷺ قال مامن احد تسليم على عند

www.islamicbulletin.com

قبری الاردالله علی روحی حتی اردعلیه السلام (رواه احمد فی روایة عبدالله کذافی المغنی للموفق واخرجه ابوداؤد بدون لفظ عند قبری لکن رواه فی باب زیارة القبور بعد ابواب المدینة من کتاب الحج۔)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص بھی میری قبر کے پاس آ کر مجھ پر سلام پڑھے تو اللہ جل شانہٗ میری روح مجھ تک پہنچا دیتے ہیں۔ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

فائدہ: ابن حجرؒ شرح مناسک میں لکھتے ہیں کہ میری روح مجھ تک پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ بولنے کی قوت عطا فرما دیتے ہیں۔ قاضی عیاضؒ نے فرمایا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی روح مبارک اللہ جل شانہٗ کی حضوری میں مستغرق رہتی ہے تو اس حالت سے سلام کا جواب دینے کی طرف متوجہ ہوتی ہے (بذل) اکثر علمائے منجملہ ان کے حافظ ابن حجرؒ سے بھی علامہ زرقانیؒ نے نقل کیا کہ یہ مطلب نہیں کہ اس وقت روح واپس آتی ہے بلکہ وہ تو وصال کے بعد ایک مرتبہ واپس آ چکی تو مطلب یہ ہے کہ میں چونکہ روح میری واپس آ چکی اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

۱۰)......وقال ابن ابی فدیك سمعت بعض من ادرکت یقول بلغناانه من وقف عندقبر النبی ﷺ فتلاهذه الایة اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ یقول صلی الله علیك یامحمد من یقولها سبعین مرة ناداه ملك صلی الله علیك یا فلان ولم تسقط له حاجة کذافی الشفاء قال القاری فی شرحه (رواه البیهقی وابن ابی فدیك وثقة جماعه واحتج به اصحاب الکتب الستة ومعنی قوله بلغنا ای فی الحدیث۔)

ترجمہ)...... یہ نقل کیا گیا کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے۔ (اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ) اس کے بعد ستر (۷۰) مرتبہ (صلی الله علیك یامحمد) کہے تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے شخص اللہ جل شانہٗ تجھ پر رحمت نازل کرتا ہے اور اس کی حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔

فائدہ: ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ صلی الله علیك یامحمد کی جگہ یارسول اللہ کہے تو زیادہ بہتر ہے علامہ قسطلانیؒ نے شیخ زین الدین مراغیؒ وغیرہ سے بھی یہی نقل کیا کہ یارسول اللہ کہنا اولیٰ ہے علامہ زرقانیؒ شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ یہ اس وجہ سے کہ حضور ﷺ کا نام لیکر پکارنے کی ممانعت ہے لیکن اگر یہی لفظ روایت میں منقول ہے تو منقول کی رعایت کی وجہ سے ممانعت نہ ہے گی۔ اس ناپاک ونا کارہ کے خیال میں روضۂ اقدس پر مزدوروں کے رٹتے ہوئے الفاظ بغیر سمجھے طوطے کی طرح پڑھنے کے بجائے نہایت خضوع خشوع سکون وقار سے ستر ۷۰ مرتبہ الصلوٰۃ والسلام

www.islamicbulletin.com

علیك یا رسول اللہ ہر حاضری کے وقت پڑھ لیا کرے تو شاید زیادہ بہتر ہو۔ علامہ زرقانیؒ شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ ستر مرتبہ کی خصوصیت اس لئے ہے کہ اس عدد کو اجابت میں دخل ہے قرآن پاک میں بھی منافقین کے بارہ میں حضور ﷺ کو ارشاد ہوا ہے۔

اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ۔

اگر تم ان منافقوں کے لئے ستر (۷۰) مرتبہ استغفار کرو تب بھی ان کی مغفرت نہ ہوگی۔

(۱۱)......عن ابی ہریرةؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا کفی امر دنیاه وآخرته وکنت له شهیدا وشفیعا یوم القیامة (رواه البیهقی فی الشعب والخطیب وابن عساکر کذافی الدر وبسط طرقه السبکی فی شفاء الاسقام وفی المواهب وشرحه عزاه الی ابن ابی شیبة وعبدالرزاق۔)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس کھڑا ہو کر مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو کسی اور جگہ دور پڑھتا ہے تو اس کی دنیا اور آخرت کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور اس کا سفارشی ہوں گا۔

فائدہ: دوسری متعدد احادیث میں آیا ہے کہ جو دور سے کوئی شخص درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ جل شانہٗ نے فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں جو اس کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں قبر شریف پر کھڑے ہو کر درود شریف پڑھنے کی کس قدر فضیلت ہے کہ سرور عالم ﷺ اس کو خود نفس نفیس سنتے ہیں اور کس قدر خوش نصیب ہیں وہ مبارک حضرات جو اس پاک شہر میں رہنے والے ہیں اور ہر وقت بلا واسطہ نذرِ شریف حضور ﷺ کو سناتے رہتے ہیں سلیمان بن سحیم کہتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ (ﷺ) یہ جو لوگ حاضر خدمت ہو کر سلام کرتے ہیں آپ کو ان کا علم ہوتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہاں ہوتا ہے اور میں ان کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (اخرجه سعید بن منصور کذافی الاتحاف)

(۱۲)......عن ابی ہریرةؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ لاتشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد مسجد الحرام والمسجد اقصٰی ومسجدی هذا متفق علیه کذافی المشکوٰة وعن احمد وابی یعلی وابن خزیمة والطبرانی والضیاء من حدیث ابو سعید بلفظ لاتشد رحال المطی الی مسجد یذکر اللّٰه فیه الا ثلاثة مساجد کذافی الاتحاف۔

www.islamicbulletin.com

(ترجمہ)...... حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ نہ سفر کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف ایک مسجد حرام دوسرے مسجد بیت المقدس تیسرے میری یہ مسجد۔

فائدہ: چونکہ اس حدیث شریف میں تین مساجد کے علاوہ کسی اور جگہ کے سفر کی ممانعت کی گئی اس لئے بعض علماء نے اس سے دلیل پکڑ کر نبی کریم ﷺ کے مزار پاک کے ارادہ سے سفر کی ممانعت فرمائی ہے وہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس نیت سے سفر نہ کرے بلکہ مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کی نیت سے سفر کرے البتہ وہاں پہنچنے کے بعد مزار پاک کی زیارت میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن جمہور علماء کے نزدیک اس حدیث شریف کا یہ مطلب ہرگز نہیں بلکہ یہ ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کے ارادہ سے سفر نہ کرے اس لئے کہ یہ تین مساجد تو بہت اہمیت رکھتی ہیں جیسا کہ چھٹی فصل کی حدیث میں گذر چکا ہے اس کے علاوہ اور مساجد میں کوئی خاص خصوصیت نہیں جمہور کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس مضمون کی بعض روایات میں خود تصریح موجود ہے چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے بجز ان تین مساجد کے یہ صاف اور واضح ہے کہ خاص خاص شہروں کی مساجد کی نیت کر کے سفر نہ کیا جائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں دستور ہے کہ دہلی کی جامع مسجد میں آخری جمعہ پڑھنے کی نیت سے ممبئی کلکتہ تک سے لوگ آتے ہیں یہ محض فضول اور لغو ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس حدیث کی وجہ سے علماء اور صلحاء کی قبروں کی زیارت کے سفر کو ناجائز بتایا حالانکہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں نے قبروں کی زیارت کو منع کر دیا تھا اب (اجازت دیتا ہوں) زیارت کیا کرو۔ اور حدیث مذکورہ بالا مساجد کے بارے میں وارد ہوئی ہے کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ اور سب مساجد برابر ہیں ان میں کوئی ایسی ترجیح نہیں جس کی وجہ سے سفر کیا جائے اور مزارات کی برکات اور چیز ہیں میں پوچھتا ہوں کیا انبیاء کی قبروں کی زیارت کو بھی منع کر دیا جائے گا اور جب اس کو منع نہیں کیا جا سکتا تو اولیاء کی قبریں بھی ایسی ہی ہیں فقط بندہ ضعیف کہتا ہے کہ اولیاء کی قبروں کے لئے سفر کرنا تو مختلف فیہ ہے کہ جائز ہے یا نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ ان مساجد کے علاوہ بہت سے سفر بالاتفاق جائز بلکہ بعض واجب ہیں جیسا کہ حج کی نیت سے سفر، جہاد کے لئے سفر، طلب علم کے لئے سفر، ہجرت کا سفر، تجارت کے لئے سفر اس لئے یہ تو بہر حال کہنا ہوگا کہ اس حدیث پاک سے مطلقاً سفر کی ان میں مساجد کے علاوہ ممانعت مقصود نہیں علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں یہ قصہ نقل کیا ہے کہ شیخ ولی الدین عراقیؒ کہتے ہیں کہ میرے والد زین عراقی اور شیخ عبدالرحمٰن بن رجب حنبلیؒ دونوں حضرات حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قبر کی زیارت کو ساتھ چلے جب شہر کے قریب پہنچے تو ابن رجب کو خیال آیا کہنے لگے کہ میں نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی مسجد

www.islamicbulletin.com

www.islamicbulletin.com

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفِرُاللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ۔(نساء ع۹)

ترجمہ:۔اور اگر یہ لوگ جب انھوں نے اپنے نفس پر ظلم کرلیا تھا آپکے پاس آجاتے اور آکر اللہ تعالیٰ شانہٗ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے معافی مانگتے توضرور اللہ تعالیٰ کوتوبہ قبول کرنیوالا پاتے۔

اے اللہ کے رسول میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور اللہ جل شانہٗ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور میں آپ کی شفاعت کا طالب ہوں اس کے بعد وہ بدو رونے لگے اور شعر پڑھے۔

یاخیرمن دفنت بالقاع اعظمه فطاب من طيبهن القاع والاكم

نفسی الفداء لقبرانت ساكنه فيه لغفاف وفيه الجود والكرم

ترجمہ)......اے بہترین ذات ان سب لوگوں میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں کہ ان کی وجہ سے زمیں اور ٹیلوں میں بھی عمدگی پھیل گئی میری جان قربان اس قبر پر، جس میں آپ مقیم ہیں کہ اس میں عفت ہے اس میں جود ہے اس میں کرم ہے

اس کے بعد انھوں نے استغفار کی اور چلے گئے عتبیؒ کہتے ہیں کہ میری ذرا آنکھ لگ گئی تو میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اس بدو سے کہہ دو کہ میری سفارش سے اللہ جل جلالہٗ نے اس کی مغفرت فرمادی۔(ذكره ابن عساكر في تاريخه وابن الجوزي في شير العزم وغيرهما باسانيد هم كذافي شفاء الاسقام والمواهب وذكره الموافق مختصراً)اکثر حضرات نے یہی دوشعر نقل کئے ہیں مگر امام نووی نے اپنی مناسک میں اس کے بعد دوشعر اور نقل کئے ہیں

انت الشفيع الذی ترجی شفاعتهٗ على الصراط اذامازلت القدم

وصاحباك لاانساهماابدًا منی السلام عليكم ماجری القلم

ترجمہ اشعار:۔آپ ایسے سفارشی ہیں جن کی سفارش کے ہم امیدوار ہیں جس وقت کہ پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔اور آپ کے دوساتھیوں کو تو میں کبھی نہیں بھول سکتا میری طرف سے تم سب پر سلام ہوتا رہے جب تک کہ دنیا میں لکھنے کے لئے قلم چلتا رہے یعنی قیامت تک۔

﴿نویں فصل﴾

آداب زیارت میں

حج کے متعلق جتنے رسائل عربی فارسی یا اردو میں لکھے گئے ہیں سب میں روضۂ اطہر پر حاضری اور

www.islamicbulletin.com

زیارت کے آداب وفضائل تفصیل سے لکھے گئے ہیں علماء نے اس سے مستقل استدلال اس کی فضیلت اور استحباب پر کیا ہے کہ جو شخص بھی احکام حج لکھتا ہے وہ اس کے ساتھ ہی آداب زیارت بھی لکھتا ہے اسحٰق بن ابراہیم فقیہؒ کہتے ہیں کہ ہمیشہ سے حجاج کا یہ معمول متعارف ہے کہ جو شخص حج کرتا ہے وہ مدینہ منورہ حاضر ہوتا ہے تاکہ حضور ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھے اور حضور اقدس ﷺ کے رَوضۂ اطہر کی زیارت سے تبرک حاصل کرے اور حضور ﷺ کے منبر اور قبر شریف اور بیٹھنے کی جگہ اور جہاں حضور ﷺ کا دست مبارک لگا ہے اور قدم شریف گذرا ہے وغیرہ وغیرہ امور سے برکت حاصل کرے۔ ملا علی قاریؒ شرح شفاء میں لکھتے ہیں لیکن ان سب میں اصلی نیت حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہی کی ہونا چاہئے باقی مشاہد کی زیارت تبعاً ہونی چاہئے اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ صحابۂ کرامؓ کے زمانہ سے ہر سال لاکھوں کی تعداد میں حج کے لئے مخلوق جاتی ہے اور بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جو اعذار کی وجہ سے مدینہ طیبہ حاضر نہ ہوتے ہوں اگر ان حضرات کی یہ حاضری روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے نہیں ہے بلکہ مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کے لئے جانا ہے تو ان میں سے دسواں بیسواں حصہ مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لئے بھی تو جایا کرتا کہ وہ بھی تین مساجد میں سے ایک ہے اس لئے جن علماء نے اس کو اجتماعی مسئلہ لکھا ہے وہ بے محل نہیں ہے آٹھویں فصل کے شروع میں چاروں ائمہ کی کتابوں کی عبارتیں نقل کی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب حضرات اس کے استحباب پر متفق ہیں بلکہ فقہ حنبلی کی کتاب دلیل الطالب میں قبر شریف کی زیارت کو تو سنت لکھا ہے اور مسجد نبویؐ میں نماز کو مستحب لکھا ہے۔ جن حضرات نے حج میں رسائل لکھے ہیں ان میں زیارت کے آداب اور زیارت کے وقت سلام وغیرہ کے الفاظ بھی تحریر فرمائے ہیں مختصر طور پر چند آداب اس رسالہ میں بھی لکھے جاتے ہیں ورنہ اصل تو یہ ہے کہ

ع محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی

حج میں جو مضامین گذر چکے ہیں وہ بھی خاص طور سے ملحوظ رکھے جائیں۔

(۱) اس میں اختلاف ہے کہ حج کو مقدم کرے یا زیارت کو اس کے متعلق اس سے پہلی فصل کی حدیث نمبر ۳ میں بیان گذر چکا ہے۔

(۲) جب زیارت کا ارادہ کرے تو سب سے اول چیز یہ کہ اس سفر میں سفر کی نیت کیا ہونا چاہئے بہت سے حضرات نے اس حدیث کی بنا پر جو اس سے پہلی فصل کے نمبر ۱۲ پر گذری ہے یہ تحریر فرمادیا ہے کہ روضۂ اطہر کی زیارت کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی کی نیت کرلے تاکہ اشکال ہی باقی نہ رہے لیکن شیخ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ عبد ضعیف کے نزدیک نیت کو خالص حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے خاص کرنا چاہئے کہ اس میں حضور اقدس ﷺ کے اکرام کی زیادتی بھی

www.islamicbulletin.com

ہے اور اس حدیث شریف پر عمل بھی ہے جس میں لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی وارد ہوا ہے کہ میری زیارت کے علاوہ کوئی اور کام اس کو نہ ہو۔ پھر اگر کبھی مقدر نے یاوری کی تو دوسری مرتبہ قبر شریف کے ساتھ مسجد کی زیارت کی بھی نیت کرلے اس حدیث کا شیخ نے ذکر فرمایا ہے اس کے ہم معنی دوسری حدیث آٹھویں فصل کے نمبر ۲ پر گذر چکی قطب عالم حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے چنانچہ زبدۃ المناسک میں تحریر فرمایا ہے کہ غرض جب عزم مدینہ کا ہو تو بہتر یوں ہے کہ نیت زیارت قبر مطہر کی کرکے جائے کہ جو کوئی محض میری زیارت کو آئے شفاعت اس کی مجھ پر حق ہوگئی یہ وہی حدیث جو پہلی فصل کی نمبر ۲ پر گذر چکی۔

(۳) جب زیارت کی نیت سے سفر کرے خواہ قبر اطہر کی زیارت کی نیت ہو یا مسجد کی ایارت کی تو اپنی نیت کو خالص اللہ کے واسطے کرے اس میں کوئی شائبہ ریا کا تفاخر کا شہرت کا سیر وسیاحت کا یا کسی اور دینوی غرض کا ہرگز نہ ہونا چاہئے کہ اس صورت میں نیکی بر باد گناہ لازم ہے اگر محض اس وجہ سے سفر کیا کہ لوگ طعن دیں گے کہ بخل کی وجہ سے مدینہ کا سفر بھی نہ کیا تو اپنی جان کو بے فائدہ مشقت میں ڈالا اور پیسے ضائع کئے جیسا کہ پہلی فصل کی حدیث نمبر ۱ اور آداب حج میں یہ مضمون گزر چکا ہے۔

(۴) ملا علی قاریؒ نے شرح لباب میں لکھا ہے کہ نیت کے خالص ہونے کی علامت یہ ہے کہ فرائض اور سنن نہ چھوٹنے پائیں ورنہ زیارت سے مشقت اور مالی نقصان کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوا بلکہ توبہ اور کفارہ ذمہ ہو گیا۔ بندۂ ناکارہ کے خیال میں سنن کا اس سفر میں خاص اہتمام رکھے اگرچہ سفر کی وجہ سے سنتوں میں خفت آجاتی ہے اور سفر میں سنتوں کا وہ حکم نہیں رہتا جو حضر میں ہے لیکن مدینہ پاک کی حاضری میں حتی الوسع زیادہ اہتمام مناسب ہے بلکہ حضور اقدس ﷺ کے معمولات عادات شریفہ کی تحقیق کرکے ان کے اتباع کی سعی کرلے تو اس سفر کی شان کے زیادہ مناسب ہے۔

(۵) اس سفر میں درود شریف کی خصوصیت سے کثرت رکھے اور نہایت توجہ سے پڑھے تمام علماء نے اس کی بہت تاکید لکھی ہے کہ اس سفر میں درود شریف کی نہایت کثرت کرے جتنی کثرت ہوگی اتنا ہی مفید ہوگا بلکہ ملا علی قاریؒ نے تو شرح لباب میں یہاں تک لکھا ہے کہ فرائض یا ضروریات معاش سے جتنا وقت بچے وہ سب کا سب درود شریف کے پڑھنے میں خرچ کرے اس لئے کہ جتنی بھی مقصد میں توجہ تام ہوگی اتنا ہی ثواب زیادہ ہوگا۔ ابن حجرؒ شرح مناسک نووی میں لکھتے ہیں کہ اس راستہ میں درود شریف کی کثرت افضل ہے تو کیا تلاوت سے بھی افضل ہوگی یا تلاوت اس سے افضل ہوگی یا دونوں برابر تین صورتیں ہوگئیں اور اسی طرح سے ہر وہ جگہ جہاں درود شریف کی کثرت

www.islamicbulletin.com

مطلوب ہے جیسا کہ شب جمعہ وغیرہ اور ظاہر یہ ہے کہ اس جگہ درود شریف کی کثرت سے بھی افضل ہے اس لئے کہ یہ اس وقت ایک وقتی وظیفہ ہے اور علماء نے اس کی تصریح کی ہے کہ تلاوت مطلقاً افضل ہے لیکن جن خصوصی مواقع کے لئے خاص خاص ذکر وارد ہوئے ہیں وہاں وہی ذکر افضل ہوں گے۔ علامہ جزری حصن حصین میں لکھتے ہیں۔ افضل الذکر القران الا فیما شرع بغیرہ یعنی سب سے افضل ذکر قرآن پاک کی تلاوت ہے مگر جو جگہ کسی دوسرے ذکر سے مشروع ہو وہاں وہ افضل ہوگا مولانا عبدالحیٔ صاحب اس کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ مثلاً رکوع، سجدہ تسبیح کے ساتھ مشروع ہے حتیٰ کہ اس میں اگر تلاوت کی جائے تو مکروہ ہوگی۔

(۶) ذوق شوق پیدا کرے اور جتنا قریب ہوتا جائے شوق واشتیاق میں زیادتی پیدا کرے

وعدہ وصل چوں شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد

جب وصل کا وعدہ قریب آتا ہے تو شوق کی آگ اور زیادہ بھڑک جایا کرتی ہے کبھی کبھی اس ذوق کو پیدا کرنے کے واسطے نعتیہ اشعار بھی پڑھ لیا کرے حضور ﷺ کی سیرت کی کوئی کتاب ساتھ ہو یا مل جائے تو اس کو پڑھ لیا کرے یا سن لیا کرے آپس کی مجلسوں میں بھی حضور ﷺ ہی کے حالات کا تذکرہ رہا کرے اور جو دن مدینہ پاک کے قرب کا آتا جائے اس میں خوشی اور اشتیاق بڑھتا جائے۔

(۷) راستہ میں جو مسجدیں یا مواقع ایسے آئیں جن میں حضور اقدس ﷺ یا صحابۂ کرامؓ کا قیام یا نماز پڑھنا معلوم ہو ان کی زیارت کرتا جائے اور وہاں نوافل پڑھے یا ذکر و تلاوت وغیرہ کرے اسی طرح جو کنویں راستہ میں ایسے آئیں ان کا پانی برکت کے حصول کی نیت سے پئے۔ ان میں سے بعض کا بیان دسویں فصل میں آئے گا اور ان کے علاوہ دوسرے رسائل سے تلاش کرے۔ معلم الحجاج اور زیارت الحرمین جن کا شروع میں ذکر آچکا ہے ان میں بھی بہت سے مواقع ذکر کئے گئے ہیں ان کو غور سے پڑھے اور مواقع کی تحقیق کرے ان سب میں معرس جو ذوالحلیفہ کے قریب ہے وہاں نماز پڑھنا زیادہ اہم ہے کہ شافعیہ اس کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں اور بعض علماء سے اس کا واجب ہونا نقل کیا گیا۔ (شرح مناسک نووی)۔

(۸) جب مدینہ قریب آئے تو بہت زیادہ ذوق و شوق میں غرق ہو جائے کثرت سے درود شریف بار بار پڑھے اگر سواری پر ہو تو اس کو تیز چلانے کی کوشش کرے حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ طیبہ قریب ہوتا تو اپنی سواری کو تیز چلاتے۔

www.islamicbulletin.com

وابرح مایکون الشوق یوماً　　اذادنت الخیام الی الخیام

سب سے بڑھا ہوا شوق اس دن ہوتا ہے جب عشاق کے خیمے معشوق کے خیمہ کے قریب ہو جائیں۔

(۹) جب مدینہ طیبہ کی دیواروں پر نظر پڑ جائے اور اس کے معطر باغ نظر آنے لگیں جو بیر علی کے بعد سے نظر آنے لگتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ سواری سے نیچے اتر جائے اور روتا ہوا ننگے پاؤں چلے۔

ولمارأینارسم من لم یدع لنا　　فؤاداًلعرفان الرسوم ولالبا

نزلنا عن الاکوارنمشی کرامة　　لمن بان عنه ان نلم به رکبا

(ترجمہ) جب ہم نے اس محبوب کے شہر کے نشانات دیکھے جس نے نشانات کے پہچاننے کے واسطے نہ ہمارے پاس دل چھوڑا نہ عقل چھوڑی تو ہم اپنی سواریوں سے اتر گئے اور اس کے اکرام میں پیدل چلنے لگے اس لئے کہ اس کی شان سے یہ بہت بعید بات تھی کہ اس کے پاس سوار ہو کر جائیں۔

پہلے امراء وزراء کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ذوالحلیفہ سے جو تقریباً چھ میل ہے پیدل چلنے لگتے تھے اور حق یہ ہے کہ اس جگہ پاؤں کے بجائے سر کے بل بھی چلے تو اس جگہ کے حق کا کوئی حصہ بھی ادا نہیں ہو سکتا۔

لوجئتکم قاصداًاسعی علی بصری　　لم اقض حقاوای الحق ادیت۔

اگر میں تمھاری خدمت میں پاؤں کے بجائے آنکھوں سے چل کر آتا تب بھی میں حق ادا نہ کر سکتا تھا اور میں نے آ کر تمھارا اور ہی کونسا حق ادا کیا جو یہی ادا کرتا۔

ولمارأینا من رجوع جیبنا　　بطیبة اعلاما اثرن لناالحبا

وبالترب منهااذاکحلنا جفوننا　　شفینا فلاباسانخاف ولاکربا

جب مدینہ پاک میں محبوب کی منزل کے آثار نظر آنے لگے تو انھوں نے محبت کو بھڑکا دیا اور جب وہاں کی مٹی کو آنکھوں کا سرمہ بنایا تو ساری بیماریوں سے شفا ہو گئی کہ اب نہ کسی قسم کا مرض ہے نہ تکلیف۔

(۱۰) جب فصیل مدینہ آجائے تو درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَاحَرَمُ نَبِيِّكَ فَاجْعَلْهُ لِيْ وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًامِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءَ الْحِسَابِ۔

(ترجمہ) اے اللہ یہ تیرے نبی کا حرم آگیا اس کو تو میرے آگ سے بچنے کا ذریعہ بنا دے اور

www.islamicbulletin.com

عذاب سے بچنے کا ذریعہ بنادے اور حساب کی برائی سے بچنے کا سبب بنادے۔

اس کے بعد اس پاک شہر کی خیر و برکت حاصل ہونے کی دعا کرے اور اس کے آداب بجالانے کی توفیق کی دعا کرے اور کسی نامناسب حرکت میں ابتلا سے بچنے کی دعا کرے اور خوب دعائیں کرے۔

(۱۱) بہتر یہ ہے شہر میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے اور پہلے میسر نہ ہو تو داخل ہونے کے بعد مسجد میں داخل ہونے سے پہلے کرے اور غسل نہ ہو سکے تو وضو کم از کم ضرور کرلے لیکن اولیٰ غسل ہی ہے کہ جتنی نظافت اور طہارت زائد ہوگی اتنا ہی اولیٰ ہے اس کے بعد بہترین لباس پہنے اور خوشبو لگائے جیسا کہ عیدین یا جمعہ کے لئے کرتا ہو مگر تواضع اور انکسار ملحوظ رہے تفاخر پاس نہ آئے۔ قبیلہ عبدالقیس کا وفد جب حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور اقدس ﷺ کو دور سے دیکھ کر سب لوگ شوق و اضطراب میں اونٹوں سے کود پڑے اور اونٹ چھوڑ کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں دوڑ پڑے لیکن اس وفد کے رئیس منذر بن عائذ جن کو شیخ عبدالقیس سے تعبیر کرتے ہیں وہ اونٹوں کے ساتھ جائے قیام پر پہنچے اور آہستہ آہستہ وقار کے ساتھ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اوّل دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھی اور دعا کی پھر حضور اقدس ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے ان کی اس ادا کو پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ جل شانہٗ کو پسند ہیں ایک حلم یعنی بردباری دوسرے وقار (مظاہر)

بعض علماء نے اس وقت کچھ صدقہ کرنا بھی آداب میں لکھا ہے یعنی مسجد میں داخل ہونے سے پہلے پہلے کچھ صدقہ کردے ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ مسنون یہ ہے کہ کچھ صدقہ کرے چاہے قلیل ہی کیوں نہ ہو اور اس کا اہل مدینہ پر صرف کرنا اولیٰ اور بہتر ہے یعنی ان لوگوں پر جو خاص مدینہ کے باشندے ہیں البتہ اگر غیر مدنی زیادہ محتاج ہوں تو وہ مقدم ہیں بندہ کے خیال میں اس وقت کی خصوصیت غالباً اس آیت شریفہ کی وجہ سے ہے جو سورۂ مجادلہ میں ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ط ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ط

اے ایمان والو جب تم رسول اللہ (ﷺ) سے سرگوشی کیا کرو تو اس سے پہلے کچھ خیرات دیدیا کرو یہ تمہارے لئے (ثواب حاصل ہونے کے لئے بہتر ہے اور گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ہے اگر تم میں صدقہ دینے کی قدرت نہ ہو تو اللہ جل شانہٗ غفور رحیم ہے۔

(یہ حکم ابتداء واجب تھا اس کے بعد کی آیت سے منسوخ ہوگیا) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس صدقہ والی آیت پر سب سے پہلے میں نے عمل کیا جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی

تو میرے پاس ایک دینار (اشرفی) تھا اس کو میں نے بھنا کر درہم بنالئے جب حضور ﷺ سے گفتگو کرتا تو ایک درہم پہلے صدقہ کر دیتا اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

(۱۳) جب شہر میں داخل ہو تو اس وقت کی خصوصی دعائیں پڑھتا ہوا نہایت خشوع خضوع سے داخل ہو اب تک کی عدم حاضری کا قلق ہو دینا میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہونے کا رنج ہو آخرت میں زیارت نصیب ہونے کی آرزو اور تمنا ہو اور اس کا خوف ہو کہ نہ معلوم مقدر ہے یا نہیں اور جیسا کہ کسی بڑے سے بڑے دربار میں حاضری کے وقت رعب وجلال کا اثر ہو وہی منظر یہاں ہو حضور اقدس ﷺ کی عظمت اور قدر و منزلت ملحوظ درود شریف لگاتار زبان پر جاری ہو۔ (لباب)

(۱۴) جب قبہ خضرا پر نظر پڑے تو عظمت وہیبت اور حضور ﷺ کی علوشان کا استحضار کرے اور یہ سوچے کہ اس پاک قبہ میں وہ ذات اقدس ہے جو ساری مخلوقات سے افضل ہے انبیاءؑ کی سردار ہے۔ فرشتوں سے افضل ہے۔ قبر شریف کی جگہ ساری جگہوں سے افضل ہے جو حصہ حضور ﷺ کے بدن مبارک سے ملا ہوا ہے وہ کعبہ سے افضل ہے عرش سے افضل ہے کرسی سے افضل ہے حتی کہ آسمان وزمین کی ہر جگہ سے افضل ہے (لباب)

(۱۵) شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد نبوی میں حاضر ہو اگر مستورات کی یا سامان وغیرہ کی مجبوری ہو تو دوسری بات ہے ورنہ سب علماء نے لکھا ہے کہ شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں حاضر ہونا افضل ہے حضور اقدس ﷺ کا عام معمول بھی احادیث میں یہی آیا ہے کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اول مسجد میں تشریف لے جاتے۔

(۱۶) عورتوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ اگر شہر میں دن کو داخل ہونے کی نوبت آئے تو وہ رات تک انتظار کریں اور رات کے وقت مسجد میں حاضر ہوں اس لئے کہ ان کے لئے ہر وہ چیز مقدم ہے جو پردہ میں معین ہو۔

(۱۷) مسجد میں داخلہ کے وقت اس جگہ کے آداب کی رعایت رکھے کہ دایاں پاؤں پہلے مسجد میں رکھے پھر بایاں پاؤں رکھے اور مسجد میں داخل ہونے کی دعائیں پڑھے اور اعتکاف کی نیت کرے اگر ہر مسجد میں ہمیشہ داخل ہوتے ہوئے اعتکاف کی نیت کرلیا کرے تو مفت کا ثواب ہے اس لئے مناسب ہے کہ جب کسی مسجد میں داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کرلیا کرے۔

(۱۷) مسجد میں داخلہ کے وقت اس جگہ کے آداب کی رعایت رکھے کہ دایاں پاؤں پہلے مسجد میں رکھے پھر بایاں پاؤں رکھے اور مسجد میں داخل ہونے کی دعائیں پڑھے اور اعتکاف کی نیت کرے اگر ہر مسجد میں ہمیشہ داخل ہوتے ہوئے اعتکاف کی نیت کرلیا کرے تو مفت کا ثواب ہے

اس لئے مناسب ہے کہ جب کسی مسجد میں داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کر لیا کرے۔

(۱۸) بہتر یہ ہے کہ مسجد نبوی میں باب جبرئیل سے داخل ہو اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کا معمول اس دروازہ سے داخل ہونے کا تھا جس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ ازواج مطہرات ؓ کے حجرے اسی جانب زیادہ تھے۔ (شرح مناسک نووی) لیکن اس دروازہ سے داخل ہونا ضروری نہیں ہے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے (شرح لباب)

(۱۹) مسجد میں داخل ہونے کے بعد خشوع خضوع عجز و انکسار میں بہت اہتمام کرے وہاں کی زیب و زینت فرش فروش جھاڑ فانوس قالین قمقموں میں نہ لگ جائے نہ ان چیزوں کی طرف التفات کرے نہایت ادب اور وقار سے نیچی نظر کئے ہوئے نہایت ہی ادب اور احترام سے جائے بے ادبی اور لا ابالی پن کی کوئی حرکت نہ کرے بڑے اونچے دربار میں پہنچ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ بے ادبی کی حرکت حرمان و خسران کا سبب بن جائے۔

(۲۰) مسجد میں جانے کے بعد سب سے پہلے روضہ مقدسہ میں جائے یہ جگہ وہ حصہ ہے جو منبر شریف اور قبر شریف کے درمیان میں ہے اس کو روضہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے روضہ باغ کو کہتے ہیں آئندہ فصل میں یہ حدیث آرہی ہے اگر باب جبرئیل سے مسجد میں داخل ہونے کی نوبت آتی تو بہتر یہ ہے کہ حجرہ شریف کے پیچھے سے روضہ میں جائے تاکہ حجرہ کے سامنے سے گذرنے کی صورت بغیر سلام کئے آگے بڑھنا نہ پڑے۔

(۲۱) روضۂ مقدس میں پہنچ کر اول تحیۃ المسجد پڑھے۔ مسجد میں حاضری کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری سے قبل تحیۃ المسجد کا پڑھنا اولیٰ ہے اس لئے کہ یہ اللہ کا حق ہے جو رسول کے حق پر مقدم ہے نمبر ۱۱ میں شیخ عبد القیس کے قصہ میں گذر چکا ہے کہ انھوں نے اول تحیۃ المسجد پڑھی پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ میں سفر سے آیا تھا، حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تحیۃ المسجد پڑھ لی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا جاؤ پہلے تحیۃ المسجد پڑھ کر میرے پاس آنا۔ (شرح مناسک نووی)

(۲۲) تحیۃ المسجد کی ان دو رکعت میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا اولیٰ ہے اس لئے کہ پہلی سورۃ میں شرک سے نفی اور انکار ہے اور دوسری صورت میں اللہ کی وحدانیت اور ذات وصفات کا اقرار ہے۔

www.islamicbulletin.com

(۲۳) علماء نے لکھا ہے کہ روضہ میں حضور اقدس ﷺ کے کھڑے ہونے کی جگہ برکت کی نیت سے کھڑا ہونا اولیٰ ہے اس جگہ کی تعیین زبدہ میں اس طرح کی ہے کہ منبر داہنے مونڈھے کی سیدھ پر ہے اور وہ ستون جس کے سامنے صندوق ہے سامنے رہے۔ امام غزالیؒ نے احیاء میں بھی یہی لکھا ہے کہ وہ ستون جس کے پاس صندوق ہے منہ کے سامنے ہو اور وہ دائرہ جو مسجد کی قبلہ کی دیوار میں ہے سامنے رہے لیکن ابن حجرؒ نے شرح مناسک میں لکھا ہے کہ اب وہاں صندوق نہیں رہا وہ جل گیا اب اس کی جگہ ایک محراب بنادی گئی ہے یہی وہ جگہ ہے جس کو محراب النبی ﷺ کہتے ہیں۔ سب اکابر علماء نے اس جگہ قیام کو اولیٰ بتایا ہے اس لئے اس بابرکت جگہ کا اہتمام کرنا لیکن اس ناپاک کو مدینہ طیبہ کے ایک سالہ قیام میں ایک مرتبہ بھی یہاں کھڑا ہونے کی جرأت اور ہمت نہ ہوئی۔ اگر یہ جگہ کسی وجہ سے میسر نہ ہو سکے تو پھر سارے روضہ میں کسی جگہ تحیۃ المسجد پڑھے۔

(۲۴) تحیۃ المسجد سے فارغ ہونے کے بعد اللہ جل شانہٗ کا لاکھ شکر ادا کرے کہ اس نے یہ نعمت جلیلہ عطا فرمائی اور اس پاک ذات سے حج وزیارت کی قبولیت کی دعا کرے اور چاہے سجدہ شکر کرے چاہے دو رکعت شکرانہ پڑھے بہت سے علماء نے اس وقت سجدہ شکر کرنے کو کہا ہے۔ یہاں یہ بات قابل یاد رکھنے کے ہے کہ حنفیہ کے نزدیک مشہور قول کے موافق شکرانہ کا محض سجدہ مشروع نہیں بلکہ جہاں شکر کا سجدہ وارد ہوا ہے ان کی تحقیق کے موافق وہاں شکرانہ کی نفلیں مراد ہیں لیکن اس جگہ پر حنفیہ نے سجدہ شکر کا جواز لکھا ہے جیسا کہ شرح لباب میں تصریح ہے کہ اور اس کے بالمقابل شافعیہ کی تحقیق کے موافق سجدہ شکر بغیر نفلوں کے بھی مشروع ہے لیکن اس جگہ وہ سجدہ شکر کے قائل نہیں جیسا کہ شرح مناسک نووی میں ابن حجرؒ نے تصریح کی ہے۔

(۲۵) اگر مسجد میں داخل ہونے کی وقت فرض نماز کھڑی ہونے کو ہو تو اس وقت تحیۃ نہ پڑھے بلکہ فرض نماز میں شرکت کرے اسی میں تحیۃ المسجد کی بھی نیت کرلے تو تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا۔ اسی طرح اگر ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوا جبکہ نفلیں مکروہ ہیں جیسا کہ عصر کے بعد تو اس وقت بھی تحیۃ نہ پڑھے۔

(۲۶) نماز سے فراغت کے بعد قبر شریف کی طرف چلے اس حال میں دل کو سب کدورات اور الائشوں سے پاک رکھے اور ہمہ تن نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کی طرف پوری توجہ کرے علماء نے لکھا ہے کہ جس قلب میں دنیا کی گندگیاں اور لہو ولعب شہوتیں اور اور خواہشیں بھر رہی ہوں اس دل پر وہاں کی برکات کا کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ ایسے دل والوں پر جو دنیا پر پڑے رہیں اور آخرت سے اور اس کے فکر سے بے تعلق ہوں حضور ﷺ کے غصہ اور اعراض کا اندیشہ ہے اللہ ہی اپنے فضل سے اس سے پناہ دے لہٰذا ہر

www.islamicbulletin.com

شخص کے لئے ضروری ہے جہاں تک ممکن ہو اس وقت اپنے دل کو دنیوی خرافات سے خالی رکھنے کی کوشش کرے اور اللہ کی رحمت کی وسعت عفو وکرم کے کمال کی امید رکھے اور حضور اقدس ﷺ کی شان رحمۃ للعالمین پر نظر رکھے اور حضور ﷺ ہی کے وسیلہ سے اللہ سے معافی کا طالب بن کر حاضر ہو۔ (شرح لباب)

(۲۷) جب کسی قبر پر حاضری ہو تو میت کے پاؤں کی طرف سے جائے تا کہ میت کو اگر حق تعالےٰ شانہٗ آنے والے کا کشف عطا فرمائے تو دیکھنے میں سہولت رہے اس لئے کہ جب میت قبر میں دائیں کروٹ لیٹی ہے تو اس کی نظر قدموں کی طرف ہوتی ہے اگر کوئی سرہانے کی جانب سے آئے تو میت کو دیکھنے میں تعب اور مشقت ہوتی ہے۔ (فتح القدیر) اسی ضابطہ کے موافق اس جگہ بھی بعض علماء نے لکھا ہے کہ قدم مبارک کی جانب سے حاضر ہو جیسا کہ ابن حجرؒ نے شرح مناسک میں نقل کیا ہے کہ زائر کے لئے مناسب یہ ہے کہ قبلہ کی جانب سے ہو کر مواجہ شریف پر حاضر ہو لیکن اگر پاؤں کی طرف سے حاضر ہو تو یہ ادب کے لحاظ سے اولیٰ ہے مگر بعض علماء نے عام ضابطہ کے خلاف اس جگہ پر سرہانے سے حاضری کو ترجیح دی ہے اس وجہ سے کہ تحیۃ المسجد روضہ میں پڑھی گئی جو حضور ﷺ کے بالکل سرہانے ہے اس صورت میں اگر وہاں سے چل کر پاؤں کی طرف کو آئے گا تو صورت قبر مبارک کے طواف کی سی بن جائے گی اور قبر کا طواف بالکل جائز نہیں اس لئے اس کی صورت سے بچنے کی رعایت سے اس جگہ سرہانے سے حاضری کو گوارا کیا گیا۔ ورنہ عام ادب ہر قبر پر حاضری کا یہی ہے کہ پاؤں کی طرف سے حاضر ہو۔

(۲۸) جب مواجہ شریف پر حاضر ہو تو سرہانے کی دیوار کے کونہ میں جو ستون ہے اس سے تین چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو اور پشت قبلہ کی طرف کرے اور بائیں طرف کو ذرا مائل ہو تا کہ چہرۂ انور کے بالکل سامنے ہو جائے۔ (زبدہ) صاحب اتحاف کہتے ہیں کہ یہ ستون اب پتیل کی دیوار کے اندر آ گیا۔ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ چاندی کی کیل جو اس دیوار میں ہے اس کے مقابل کھڑا ہو (شرح لباب) لیکن اب تین جھروکے سامنے کی پتیل کی دیوار میں کر دیئے گئے جن سے حضور اقدس ﷺ اور حضرات شیخینؓ کی مبارک قبروں کا سامنا ہوتا ہے ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ چاندی کی میخ جس پر سونے کا جھول ہے، وہ چہرۂ انور ﷺ کی محاذات میں ہے

(۲۹) دیوار سے تین چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو زیادہ قریب نہ ہو کہ ادب کے خلاف ہے اور نگاہ نیچی رہنا چاہئے ادھر ادھر دیکھنا اس وقت سخت بے ادبی ہے ہاتھ پاؤں بھی ساکن اور وقار سے رہیں یہ خیال کرے کہ چہرۂ انور اس وقت میرے سامنے ہے حضور اقدس ﷺ کو میری حاضری کی اطلاع ہے حضور ﷺ کی علو شان اور علو مرتبت کا استحضار پوری طرح سے دل میں ہو۔ ابن امیر الحاجؒ

www.islamicbulletin.com

مدخل میں لکھتے ہیں کہ جتنے بھی تواضع اور آداب اس وقت کی حاضری کے لکھے جاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ تواضع اور عجز وانکسار ہونا چاہئے اس لئے کہ آپ کی ذات ایسی شفیع ہے جس کی شفاعت مقبول ہے جس نے آپؐ کے در کا ارادہ کیا وہ مراد کو پہنچا اور جو آپ ﷺ کی چوکھٹ پر حاضر ہو گیا وہ مراد نہیں رہا جس شخص نے آپ کے وسیلہ سے دعا کی وہ قبول ہوئی اور جو مانگا وہ ملا۔ تجربہ اور واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں اس لئے جتنا زیادہ ادب ہو سکے دریغ نہ کرے اور یہ سمجھے گویا میں زندگی میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوں اس لئے کہ امت کے حالات کے مشاہدہ میں اور ان کے ارادہ اور قصد کے ظہور میں اس وقت آپ کی حیات اور ممات میں کوئی فرق نہیں۔ (مدخل اول)

(۳۰) اس کے بعد حضور ﷺ پر سلام پڑھے مناسک کے رسائل میں سلام کے رسائل میں سلام کے الفاظ بہت سے نقل کئے گئے ہیں اس میں سلف کا معمول مختلف رہا ہے بعض اکابر مختلف عنوان اور مختلف الفاظ کے ساتھ سلام پڑھتے تھے اور ذوق وشوق کا تقاضا یہی ہے۔

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں ‌ ‌ ‌ واں ایک خاموشی تری سب کے جواب میں

اور بعض حضرات نہایت مختصر الفاظ میں سلام پڑھتے تھے ادب اور ہیبت کا تقاضا یہی ہے۔

بے زبانی ترجمانِ شوق بے حد ہو تو ہو ‌ ‌ ‌ ورنہ پیش یار کام آتی ہیں تقریریں کہیں

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ بعض اکابر جیسے کہ حضرت ابن عمر ؓ صرف السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ پر اکتفا کرتے تھے اور بعض حضرات طویل سلام کو اختیار کرتے تھے اور احادیث میں مختلف الفاظ اور مختلف عنوانوں سے درود شریف وارد ہونے سے اس کی تائید ہوتی ہے حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ نے زبدہ میں سلام کے الفاظ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ سلام میں جس قدر چاہے الفاظ زیادہ کرے مگر ادب اور عجز کے کلمات ہوں لیکن سلف یہاں مختصر الفاظ کہنے کو پسند کرتے ہیں اور جہاں تک بھی اختصار ہو سکے مستحسن رکھتے ہیں۔ امام نوویؒ نے اپنے مناسک میں سلام کے طویل الفاظ لکھنے کے بعد لکھا ہے حضرت ابن عمر ؓ وغیرہ سے غایت اختصار نقل کیا گیا حضرت ابن عمر ؓ تو اتنا ہی کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا ابا بکر، السلام علیک یا ابتاہ۔ اس ناکارہ ناقص کے خیال میں جو شخص سلام کے الفاظ کا ترجمہ اور مطلب سمجھتا ہو اور ان الفاظ کے بڑھانے سے ذوق میں اضافہ ہوتا ہو اس کو تو تطویل مناسب ہے اور اگر یہ دونوں نہ ہوں تو طوطے کی طرح سے مزورین کے الفاظ دہرانے کی انتہائی ذوق وشوق اور غایت سکون اور وقار سے آہستہ آہستہ ٹھیر ٹھیر کر الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ پڑھتا رہے اس سے پہلی فصل کے نمبر ۱۰ پر صلی اللہ علیك یا رسول اللہ ستر مرتبہ پڑھنا گذرا ہے وہ بھی بہتر ہے مگر سکون اور وقار ذوق وشوق سے پڑھے۔

www.islamicbulletin.com

(۳۱) یہ نہایت اہم اور ضروری بات ہے کہ سلام پڑھتے وقت شور وشغب ہرگز نہ کرے نہ زور سے چلائے بلکہ اتنی آواز سے کہے کہ اندر تک پہنچ جائے ملاعلی قاری نے لکھا ہے کہ نہ تو زیادہ جہر ہو اور نہ بالکل اخفا ہو بلکہ متوسط اور معتدل آواز حضور قلب اور اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے شرم وحیا لئے ہوئے ہو۔ بخاری شریف میں ایک قصہ لکھا ہے حضرت سائب ﷺ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا ایک شخص نے میرے ایک کنکری ماری میں نے ادھر کو دیکھا تو وہ حضرت عمر ﷺ تھے انھوں نے مجھے اشارہ سے بلا کر کہا کہ یہ دو آدمی جو بول رہے ہیں ان کو بلا کر لاؤ میں ان دونوں کو حضرت عمر ﷺ کے پاس لایا۔ حضرت عمر ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو انھوں نے عرض کیا کہ طائف کے رہنے والے ہیں۔ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو تمہیں مزہ چکھاتا تم حضور اقدس ﷺ کی مسجد میں چلا کر بول رہے ہو۔ محمد بن مسلمہ ﷺ کہتے ہیں کہ کسی شخص کو بھی یہ نہیں چاہئے کہ مسجد میں زور سے بولے۔ (شرح شفاء) حضرت عمر ﷺ کے اس قصہ میں بعض روایات حضرت عمر ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ ایسے کوڑے مارتا کہ بدن درد کرنے لگتا۔ اب گویا اجنبی دوسرے شہر کے ہونے کی وجہ سے مسئلہ سے ناواقفیت کو عذر قرار دیا۔ حضرت عائشہؓ جب کہیں قریب کیل میخ وغیرہ کے ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو آدمی بھیج کر ان کو روکتیں کہ زور سے نہ ٹھوکیں۔ حضور ﷺ کی تکلیف کا لحاظ رکھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اپنے مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی تو بنانے والوں کو فرمایا کہ شہر کے باہر بقیع میں بنا کر لائیں ان کے بنانے کی آواز کا شور حضور ﷺ تک نہ پہنچے علامہ قسطلانیؒ مواہب میں لکھتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ادب کا وہی معاملہ ہونا چاہیے جو زندگی میں تھا اس لئے کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ (شرح مواہب) حق تعالیٰ سبحانہٗ و تقدس نے قرآن پاک میں سورۂ حجرات میں خصوصیت سے اس طرف تنبیہ فرمائی ہے ارشاد والا ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ...... الاية

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کریم ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ آپ سے ایسے زور سے گفتگو کرو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں (ایسا نہ ہو کہ اس حرکت سے) تمھارے (پہلے کئے ہوئے نیک) عمل برباد ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرات شیخین حضرت ابوبکر ﷺ اور حضرت عمر ﷺ کے درمیان کسی مشورہ کی گفتگو میں جو حضور ﷺ کی مجلس میں تھی اختلاف رائے کی وجہ سے تیز گفتگو ہو گئی تھی جس پر یہ آیت نازل ہوئی جب حضرات شیخین پر یہ عتاب ہے تو ہم تم کس شمار میں ہیں احادیث شریفہ کے بعد حضور ﷺ کی مجلس میں حضرت عمر ﷺ کی آواز ایسی ہوتی کہ بعض اوقات مکرر پوچھنا پڑتا کہ کیا کہا

www.islamicbulletin.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں تو اب سے اس طرح گفتگو کروں گا جیسا کہ کوئی راز کی بات کرتا ہو۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جہوری الصوت تھے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اس رنج وغم میں کہ میں تو ہمیشہ ہی زور سے بولتا ہوں تو بس جہنمی ہوگیا گھر سے نہ نکلتے تھے کئی دن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تو واقعہ معلوم ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی فرمائی اور ان کو جنتی ہونے کی بشارت دی (درمنثور) ایسی حالت میں جو لوگ وہاں شور برپا کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے اور بہت احتیاط لازم ہے۔

(۳۲) سلام کے بعد اللہ جل شانہٗ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کرے بعض علماء نے توسل کو منع فرمایا ہے لیکن جمہور علماء اس کے جواز کے قائل ہیں مغنی جو فقہ حنابلہ میں مشہور ومعروف ہے اس میں الفاظ سلام میں یہ الفاظ بھی ذکر کئے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ وَلَوْاَنَّھُمْ اِذْظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ہ وَقَدْ اَتَیْتُکَ مُسْتَغْفِرًا مِّنْ ذُنُوْبِیْ مُسْتَشْفِعًا بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فَاَسْئَلُکَ یَارَبِّ اَنْ تُوْجِبَ لِیَ الْمَغْفِرَۃَ کَمَا اَوْجَبْتَھَا لِمَنْ اَتَاہُ فِیْ حَیَاتِہٖ۔الخ

اے اللہ تیرا پاک ارشاد ہے اور تیرا ارشاد حق ہے اور وہ یہ ہے (وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْظَّلَمُوْا) آخر آیت تک اب میں آپ کے پاس آیا ہوں اور اپنے گناہوں سے مغفرت چاہتا ہوں اور آپ سے اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت چاہتا ہوں اے اللہ میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میری مغفرت واجب کردے جیسا کہ تو نے اس شخص کی مغفرت کو واجب کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی زندگی میں حاضر ہو۔

یہی الفاظ شرح کبیر میں بھی نقل کئے گئے۔ اسی طرح ان دونوں کتابوں میں عتبی کا وہ قصہ بھی نقل کیا گیا جو اس سے پہلی فصل کے آخر میں گذرا اور اس میں آیت شریفہ (وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْظَّلَمُوْا) کا ترجمہ بھی گذر چکا ہے خلفاء عباسیہ میں سے منصور عباسی نے حضرت امام مالکؒ سے دریافت کیا کہ دعا کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چہرہ کروں یا قبلہ کی طرف تو حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منہ ہٹانے کا کیا محل ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیرا بھی وسیلہ ہیں اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں حضور کی طرف منہ کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت چاہو اللہ جل شانہٗ ان کی شفاعت قبول کرے، علامہ زرقانیؒ کہتے ہیں کہ اس قصہ کو قاضی عیاضؒ نے معتبر اساتذہ سے نقل کیا ہے اس کا انکار کرنا جرأت ہے (شرح مواہب) علامہ قسطلانی شافعیؒ نے مواہب میں لکھا ہے

www.islamicbulletin.com

کہ زائرین کو چاہئے کہ بہت کثرت سے دعائیں مانگیں اور حضور ﷺ کا وسیلہ پکڑیں اور حضور ﷺ سے شفاعت چاہیں کہ حضور ﷺ کی ذات اقدس ایسی ہی ہے کہ جب ان کے ذریعہ سے شفاعت چاہی جائے تو حق تعالیٰ شانہٗ قبول فرمائیں۔ علامہ زرقانی مالکیؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ علامہ خلیلؒ (مالکی) کی مناسک میں بھی یہ مضمون لکھا ہے۔ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں لکھا ہے اور اس سے حضرت قدس سرہٗ نے زبدہ میں نقل کیا ہے کہ سلام کے بعد پھر حضرت ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے اور یہ الفاظ کہے

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِي اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ۔

''اے اللہ کے رسول میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کے وسیلہ سے اللہ سے یہ مانگتا ہوں کہ میری موت آپ کے دین اور آپ کی سنت پر ہو۔''

امام نووی نے اپنے مناسک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام کے بعد لکھا ہے کہ پھر پہلی جگہ یعنی حضور اقدس ﷺ کے سامنے آئے اور حضور ﷺ کے وسیلہ سے اپنے لئے دعا کرے اور حضور ﷺ کی شفاعت کے ذریعہ اللہ جل شانہٗ سے دعا کرے اور بہتر چیز ہے وہ جو عتبی سے نقل کی گئی عتبی کا قصہ اس سے پہلی فصل کے ختم پر گذر چکا۔ ابن حجر مکیؒ شافعی اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ساتھ توسل کرنا سلف صالح کا طریقہ رہا ہے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء حضورؐ کے وسیلہ سے دعا کی ہے حاکم نے روایت نقل کی ہے اور اس کو صحیح بتایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے دانہ کھانے کی خطا صادر ہوئی تو انھوں نے اللہ جل شانہٗ سے حضور ﷺ کے طفیل دعا کی اللہ جل شانہٗ نے دریافت کیا کہ آدم تم نے محمد کو کیسے جانا ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا اور مجھ میں جان ڈالی تھی تو میں نے عرش کے ستونوں پر

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

لکھا ہوا دیکھا تھا تو میں نے سمجھ لیا تھا کہ آپ نے اپنے پاک نام کے ساتھ جس کا نام ملایا ہے وہ ساری مخلوق میں آپکو سب سے زیادہ محبوب ہوگا حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا کہ بیشک وہ ساری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور جب اس کے طفیل تم نے مغفرت طلب کی تو میں نے تمھاری خطا معاف کردی نیز نسائی اور ترمذی نے نقل کیا ہے کہ ایک نابینا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بینائی کے لئے دعا چاہی حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کہو تو میں دعا کروں لیکن اگر تم صبر کرو تو

www.islamicbulletin.com

زیادہ بہتر ہے انھوں نے دعا کی درخواست کی حضور ﷺ نے ان کو فرمایا کہ پہلے بہت اچھی طرح سے وضو کرو اس کے بعد یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ لِتَقْضِیْ لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔

اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کے نبی جو رحمت کے نبی ہیں محمد ﷺ کے واسطے سے آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اے محمد ﷺ میں آپ کے طفیل اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے اے اللہ! حضور ﷺ کی سفارش میرے حق میں قبول فرما

ترمذی نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے اور بیہقی کی روایت میں اس کے آگے یہ بھی ہے کہ اس دعا کے پڑھنے کے بعد وہ صاحب بینا ہو گئے۔ اور طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضور ﷺ کی ایک دعا کے الفاظ یہ نقل کئے

بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْاَنْبِيَآءِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِیْ (کذافی الاصل)

''اللہ تیرے نبی کے طفیل اور گذشتہ انبیاء کے طفیل''

اس کے بعد ابن حجرؒ نے اور بھی تائیدیں اس مضمون کی نقل کیں۔ اور اس دعا کے متعلق ایک قصہ زیارت کے قصوں میں نمبر ۳۳ پر بھی آرہا ہے۔

(۳۳) اس مضمون سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس دعا کے وقت بھی منہ حضور اقدس ﷺ کی طرف ہونا چاہئے۔ اگرچہ عام دعا کا ادب یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے لیکن اس وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے حضور اکرم ﷺ کی طرف پشت ہوتی ہے جو ادب کے خلاف ہے اس لئے اس وقت اسی طرف منہ کر کے دعا کرے۔

(۳۴) اس کے بعد اگر کسی اور شخص نے اپنی طرف سے حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کی فرمائش کی ہو تو اس کی طرف سے بھی اس طرح سلام عرض کرے ''السلام عليك يارسول اللّٰه من فلان بن فلان يستشفع بك الى ربك'' آپ پر سلام اے اللہ کے رسول فلاں کی طرف سے جو فلاں کا بیٹا ہے اور وہ آپ سے اللہ کی پاک بارگاہ میں سفارش چاہتا ہے پہلے فلاں کی جگہ اس شخص کا نام لے دوسرے فلاں کی جگہ اس کے باپ کا نام لے اگر عربی میں کہنا مشکل ہو تو اردو میں عرض کردے کہ فلاں فلاں آدمیوں نے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا اور شفاعت کی درخواست

www.islamicbulletin.com

کی ہے۔ علامہ زرقانیؒ کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے کسی سے سلام پہنچانے کی درخواست کی ہو اور اس نے درخواست کو قبول کرلیا ہو یعنی وعدہ کرلیا ہو کہ میں سلام پہنچادوں گا تو اس پر اب اس سلام کا پہنچانا واجب ہوگیا اس لئے کہ یہ بمنزلہ اس کی امانت کے ہے جس کو یہ قبول کر چکا۔ صاحب اتحاف لکھتے ہیں کہ سلف وخلف سب کا معمول دوسروں کی معرفت سلام بھیجنے کا رہا ہے اور سلاطین تو مستقل قاصد مدینہ طیبہ حضور ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے بھیجا کرتے تھے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے مستقل قاصد بھیجا کرتے تھے ناظرین روسیاہ بھی درخواست کرتا ہے کہ اگر اس مبارک وقت میں یہ سیہ کار کسی کو یاد آجائے تو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ زَکَرِیَّابْنِ یَحْیَ الْکَانْدھلَوِیْ یَسْتَشْفَعُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ۔

عرض کردیں احسان ہوگا اور یہ الفاظ یاد نہ رہیں تو اُردو ہی میں اس ناکارہ کا سلام عرض کردیں۔ (اور ناشر احقر عطاء الرحمن خاں شروانی بھی سلام کی درخواست کرتا ہے)

(۳۵) حضور اقدس ﷺ پر سلام پڑھنے کے بعد تقریباً ایک ہاتھ دائیں طرف ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھے۔ مشہور قول کے موافق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک حضور ﷺ کی قبر اطہر کے پیچھے اس طرح سے ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضور ﷺ کے شانہ کے مقابل ہے اس لئے ایک ہاتھ دائیں جانب کو ہوجانے سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سامنا ہوجاتا ہے۔

(۳۶) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سلام سے فراغت کے بعد ایک ہاتھ بائیں جانب ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھے اس لئے کہ مشہور قول کے موافق حضرت فاروق کی قبر مبارک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر کے پیچھے ایسی طرح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شانہ کے مقابل ہے۔

(۳۷) ان دونوں حضرات کی خدمت میں بھی اگر کسی نے سلام عرض کرنے کی درخواست کردی ہو تو ہر ایک کی خدمت میں اپنا سلام پڑھنے کے بعد اس کا سلام عرض کردے اور یہ سراپا خطا وقصور بھی درخواست کرتا ہے کہ اگر ناظرین کو کسی وقت یاد آجائے تو ناپاک کا سلام بھی دونوں بارگاہوں تک پہنچادیں اللہ جل شانہٗ آپ کو اس احسان کا اپنے لطف سے اجر عطا فرمائے۔

(۳۸) بہت سے علماء نے لکھا ہے کہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما پر علیحدہ علیحدہ سلام پڑھنے کے

www.islamicbulletin.com

بعد پھر ان دونوں حضرات کے درمیان میں کھڑا ہو یعنی جس جگہ کھڑے ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھا ہے اس سے تقریباً نصف ہاتھ بائیں جانب کو کھڑا ہوتا کہ دونوں کے درمیان میں ہو جائے اور پھر دونوں پر مشترک سلام پڑھے جس کے الفاظ زبدہ میں یہ لکھے ہیں:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَاضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَفِيْقَيْهِ وَوَزِيْرَيْهِ جَزَاكُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءَ جِئْنَا كُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَدْعُوْ لَنَا رَبَّنَا اَنْ يُّحْيِيَنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ ط

تم دونوں پر سلام اے حضور ﷺ کے پہلو میں لیٹنے والو تم پر سلام اے حضور ﷺ کے دونوں ساتھیو تم پر سلام اے حضور ﷺ کے دونوں وزیرو تمہیں حق تعالیٰ شانہٗ ہماری طرف سے بہترین بدلہ! (تمہارے احسانات کا) عطا فرمائے ہم تمہارے پاس اس لئے حاضر ہوئے کہ تم حضور ﷺ کی بارگاہ میں اس بات کی سفارش چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے لئے اللہ پاک کی بارگاہ میں شفاعت فرمادیں اور اللہ سے یہ دعا فرمادیں کہ وہ ہمیں حضور ﷺ کے دین پر اور حضور ﷺ کی سنت پر زندہ رکھے اور ہمارا اور تمام مسلمانوں کا حشر حضور ﷺ کی جماعت میں ہو۔

بعض حضرات نے اس سلام کے الفاظ بھی کم وبیش لکھے ہیں جیسا کہ سب سلاموں میں بعض حضرات نے مختصر الفاظ نقل فرمائے ہیں اور بعض نے زائد تحریر فرمائے ہیں اور بعض نے اس مشترک سلام کو ذکر ہی نہیں کیا کہ جب علیحدہ علیحدہ سلام عرض کر چکا ہے پھر مشترک کی کیا ضرورت باقی رہی لیکن جن حضرات نے اس کو ذکر فرمایا ہے غالباً اسی وجہ سے کہ یہاں اب دوبارہ سلام تو بمنزلہ تمہید اور ادب کے ہے اصل مقصود ان دونوں حضرات کی خدمت میں سفارش کی درخواست ہے کہ یہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں دعا کی درخواست اور سفارش کر دیں اسی لئے اس کا ترجمہ لکھا ہے کہ اس سے یہاں اندازہ ہو سکے کہ اس مکرر سلام کی غرض کیا ہے

(۳۹) اس کے بعد پھر بائیں طرف آ کر دوبارہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے کھڑا ہو کر ہاتھ اٹھا کر اول اللہ جل شانہٗ کی خوب حمد وثنا کرے اس نعمت جلیلہ کا اور اس کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کرے پھر خوب ذوق شوق سے حضور ﷺ پر درود شریف پڑھے پھر آپ کے وسیلہ سے اللہ جل شانہ سے اپنے لئے اپنے والدین کے لئے اپنے مشائخ کے لئے اپنے اہل وعیال کے لئے اپنے عزیز

www.islamicbulletin.com

درخواست کی ہو اور تمام مسلمانوں کے لئے زندوں کے لئے اور مردوں کے لئے خوب دعا کرے اور اپنی دعا کو آمین پر ختم کرے۔ (شرح لباب) اور یاد آئے تو ناکارہ زکریا کو بھی اپنی مبارک دعا میں شامل کرلے۔

(۴۰) حضور اقدس ﷺ اور حضرات شیخین ؓ کی مبارک قبروں کی ترتیب اور صورت میں سات روایات کتب حدیث وسیر میں آئی ہیں ان سب میں دو روایتیں زیادہ مشہور ہیں ان دونوں کی صورت یہاں لکھی جاتی ہے تاکہ حاضرین کو سمجھنے میں سہولت ہو پہلی صورت یہ ہے۔

حضور اقدس ﷺ

حضرت صدیق اکبر ؓ

حضرت عمر فاروق ؓ

دوسری صورت یہ ہے۔

حضور اقدس ﷺ | حضرت عمر فاروق ؓ

حضرت صدیق اکبر ؓ

علامہ سمہودیؒ نے وفاء الوفاء میں ان سب صورتوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس صورت کو سب سے زیادہ صحیح اور راجح روایت بیان کیا ہے اس کے اتباع میں صاحب اتحاف نے بھی اس کو اشہر الروایات لکھا ہے۔ علامہ سمہودیؒ نے لکھا ہے کہ یہ دو صورتیں ان سب روایات میں زیادہ راجح ہیں جو حضور ﷺ کی قبروں کی تصویر میں وارد ہوئی۔ ابوداؤد شریف میں دوسری صورت وارد ہوئی اور حاکم نے اس کو صحیح بتایا۔ علامہ زرقانیؒ نے شرح مواہب میں لکھا ہے کہ ان سات روایات میں سے پانچ ضعیف ہیں اور دو صحیح ہیں ان دو میں بھی پہلی صورت کو اکثر علماء نے راجح قرار دیا اور رزین نے اسی پر وثوق کیا امام نوویؒ نے اس کو مشہور روایت قرار دیا۔

(۴۱) اس کے بعد اسطوانہ ابولبابہ کے پاس آکر دو رکعت نفل پڑھ کر دعا کرے (زبدہ)

(۴۲) پھر دوبارہ روضہ میں جاکر نفلیں پڑھے اور دعا درود وغیرہ میں خضوع وخشوع سے مشغول رہے دسویں فصل میں جہاں مسجد کے ستونوں کا ذکر آرہا ہے اس میں اس ستون کا مفصل حال آرہا ہے۔

(۴۳) اس کے بعد منبر کے پاس آکر دعا کرے علماء نے لکھا ہے کہ منبر کی اس جگہ پر جس کو رمانہ کہتے ہیں ہاتھ رکھ کر دعا کرے اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ خطبہ کے وقت اس پر دست مبارک

www.islamicbulletin.com

رکھتے تھے۔ امام غزالیؒ نے احیاء میں لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ نیچے والے رمانہ پر ہاتھ رکھے کہ حضور ﷺ اس پر ہاتھ رکھتے تھے لیکن ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ وہ رمانہ اب باقی نہیں جب مسجد نبوی میں دوسری مرتبہ آگ لگی ہے اس میں جل گیا تھا شفاء قاضی عیاضؒ اور اس کی شرح لعلی القاری میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا کہ منبر پر حضور ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ ہاتھ پھیر کر انھوں نے منہ پر ہاتھ پھیرا اور ابن قسیط اور عتبیؒ کہتے ہیں کہ منبر کے اس رمانہ پر جو قبر کے نزدیک ہے اور حضور اقدس ﷺ اس کو اپنے داہنے ہاتھ سے پکڑا کرتے تھے صحابہ کرامؓ برکت کی نیت سے اس پر دایاں ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ رمانہ منبر کی وہ مونٹھ کہلاتی ہے جو انار کی شکل کناروں پر بنی ہوئی ہوتی ہے۔

(۴۴) اس کے بعد اسطوانہ حنانہ کے پاس جا کر درود شریف اور دعا اہتمام سے کرے۔ (زبدہ) ستونوں کے بیان میں سب سے پہلے اسی کا ذکر آ رہا ہے۔

(۴۵) اس کے بعد باقی مشہور ستونوں کے پاس جا کر دعا کرے۔ (لباب)

(۴۶) اس کی کوشش کرے کہ وہاں کے قیام میں کوئی نماز مسجد نبوی کی جماعت سے فوت نہ ہونے پائے۔ (فتح القدیر) کہ قیام تھوڑا ہے اور ثواب بہت زیادہ نہ معلوم پھر حاضری میسر ہو سکے یا نہ ہو سکے۔

(۴۷) اس کا خیال رکھے کہ زیارت کے وقت نہ دیواروں کو ہاتھ لگائے کہ یہ بے ادبی اور گستاخی ہے اور نہ دیواروں کو بوسہ دے کہ یہ حجر اسود ہی کا عمل ہے نہ دیواروں کو چمٹے نہ طواف کرے اس لئے کہ طواف بیت اللہ شریف کے ساتھ خاص ہے قبر کا طواف حرام ہے۔ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ جاہلوں کے فعل کا اتباع نہ کرے چاہے وہ صورت سے مشائخ معلوم ہوتے ہوں نہ قبر کے سامنے جھکے نہ زمین کو بوسہ دے نہ قبر کی طرف منہ کر کے اس نیت سے کہ ادھر قبر ہے نماز پڑھے ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ اگر قبر کی تعظیم کے لحاظ سے اس طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو اس کے کفر کا فتویٰ دیا جائے گا البتہ حجرہ کی پشت پر چونکہ دیوار حائل ہے اس لئے قبر شریف کا ارادہ کئے بغیر نماز پڑھنا جائز ہے۔ (شرح لباب) موفق بن قدامہ مغنی میں لکھتے ہیں کہ قبر اطہر کی دیوار نہ تو چھونا مستحب ہے نہ چومنا۔ امام احمدؒ نے اس کے معروف ہونے کا انکار فرمایا ہے البتہ انھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل نقل کیا کہ وہ منبر پر حضور ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ ہاتھ رکھ کر اپنے منہ پر پھیرا کرتے تھے۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ قبر اطہر کا طواف کرنا ناجائز ہے اور پیٹ کا یا کمر کا قبر شریف کی دیوار سے چمٹانا مکروہ ہے اسی طرح اس پر ہاتھ پھیرانا یا اس کو چومنا، بلکہ ادب یہ ہے کہ اس سے دور کھڑا ہو جیسا کہ حضور ﷺ کی حیات کی وجہ سے دور کھڑا ہوتا یہی صحیح ہے اور تمام علماء کی متفقہ رائے ہے اس کے خلاف جو بعض عوام کا عمل دیکھے تو اس سے دھوکا نہ کھائے اور ان کی جہالت کی باتوں کی طرف التفات نہ کرے اور جو یہ خیال کرے کہ دیوار پر

www.islamicbulletin.com

ہاتھ پھیرنے سے برکت مقصود ہے یہ اس کی جہالت ہے اس لئے کہ برکت اس میں ہوتی ہے جو شریعت مطہرہ کے موافق ہو حق کے خلاف میں برکت کہاں۔

(۴۸) بلاضرورت شدیدہ قبر شریف کی طرف پشت نہ کرے نہ نماز میں نہ بغیر نماز کے۔ (شرح لباب) بلکہ نماز میں ایسی جگہ کھڑا ہونے کی سعی کرے کہ نہ اس جانب منہ ہو نہ پشت اور بلا نماز تو اس طرف پشت کرنے کی کوئی وجہ ہو ہی نہیں سکتی۔

(۴۹) اس کا لحاظ رکھے کہ جب قبر شریف کے مقابل سے گذرنا ہو تو کھڑے ہو کر سلام کر کے آگے بڑھے حتیٰ کہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر مسجد سے باہر بھی قبر شریف کے مقابل سے گذرے تو کھڑے ہو کر سلام کر کے آگے بڑھے حضرت ابو حازم صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آئے اور یہ کہا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابو حازم سے کہہ دینا کہ تم میرے پاس سے اعراض کرتے ہوئے گذر جاتے ہو کھڑے ہو کر سلام بھی نہیں کرتے اس کے بعد سے ابو حازم ﷺ کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ جب ادھر سے گذرتے تو کھڑے ہو کر سلام کر کے آگے بڑھتے۔ (شرح لباب)

(۵۰) مدینہ پاک کے قیام میں قبر شریف پر کثرت سے حاضری کا اہتمام رکھے امام اعظمؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ تینوں حضرات کے نزدیک کثرت سے حاضر ہوتے رہنا پسندیدہ ہے البتہ امام مالکؒ نے کثرت حاضری کو پسند نہیں کیا جس کی وجہ علماء فرماتے ہیں کہ مبادا بار بار کی حاضری سے طبیعت میں بے رغبتی پیدا نہ ہو جائے۔ (شرح لباب)

(۵۱) مسجد شریف میں رہتے ہوئے حجرہ شریف کی طرف اور مسجد سے جب باہر ہو تو قبہ شریف جہاں سے نظر آتا ہو بار بار ان کو دیکھنا ان پر نظر جمائے رکھنا بھی افضل ہے اور انشاء اللہ موجب ثواب ہے۔ (شرح لباب شرح مناسک نووی) نہایت ذوق و شوق کے ساتھ چپ چاپ والہانہ نظر جمائے رکھے۔

سکوت عشق کو ترجیح ہے اظہار الفت پر مری آہیں رسا نکلیں پہ نالے بے اثر نکلے

(۵۲) مدینہ منورہ کے قیام میں جتنا زیادہ سے زیادہ وقت مسجد نبوی میں گذر سکے غنیمت سمجھے قرآن پاک کم از کم ایک تو ختم کر ہی لے اور مستقل اعتکاف بھی جے دن کا نصیب ہو سکے نعمت ہے راتوں کو جتنا زیادہ سے زیادہ عبادت میں گذار سکے بہتر ہے کہ یہ مبارک راتیں پھر کہاں ملیں گی۔ (شرح لباب) زبدہ میں حضرت قطب عالمؒ نے لکھا ہے اور جب تک مدینہ منورہ میں رہے تلاوت اور ذکر کرتا رہے اور صلوٰۃ و سلام خوب کرتا رہے اور راتوں کو بہت جاگے اور وقت ضائع نہ کرے۔

(۵۳) زبدہ میں لکھا ہے اور بعد زیارت قبر مبارک کے ہر روز یا جمعہ کو زیارت مزارات بقیع کی

www.islamicbulletin.com

بھی ضرور کرے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت عباسؓ اور حضرت حسنؓ اور حضرت ابراہیمؓ اور ازواج مطہراتؓ اور اصحابِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وہاں تشریف رکھتے ہیں۔

شرح لباب میں لکھا ہے کہ زائرین کو روزانہ بقیع میں حاضر ہونا چاہئے اور مدینہ منورہ کے رہنے والوں کو جمعہ کو حاضر ہونا چاہئے۔ امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ روزانہ بقیع میں حاضر ہو بالخصوص جمعہ کے دن اور یہ حاضری حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر پر حاضری کے ہو اور وہاں جا کر معروف قبروں کی زیارت کرے جیسا کہ حضرت ابراہیمؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت حسنؓ، اور حضرت علی بن حسینؓ، زین العابدینؒ اور حضرت محمد باقر بن علیؒ اور جعفر بن محمدؒ وغیرہ اور سب سے آخر میں حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ کی قبر پر حاضری دے اس لئے کہ اہل بقیع کی قبور کی فضیلت اور ان کی زیارت کے بارہ میں بہت کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں سے بعض دسویں فصل کی حدیث نمبر ۹ کے ذیل میں آرہی ہیں۔ ابن حجرؒ مناسک میں لکھتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ وہاں جا کر سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کی قبر مبارک پر حاضر ہو اگر کسی دوسرے بزرگ کی قبر راستہ میں پڑ جائے تو اس وقت تو مختصر سلام کر کے آگے بڑھ جائے اور حضرت عثمانؓ کی قبر شریف کی زیارت کے بعد پھر واپس آ کر کھڑا ہو۔ اس لئے کہ حضرت عثمانؓ ان سب میں افضل ہیں جو بقیع میں مدفون ہیں ان کے بعد پھر حضرت عباسؓ کی قبر پر حاضر ہو۔ بقیع میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی بہت بڑی جماعت مدفون ہے۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ تقریباً دس ہزار صحابہؓ مدفون ہیں علماء نے لکھا ہے کہ ان سب حضرات کے لئے دعا اور ایصال ثواب کرے۔ (شرح مناسک نووی) امام غزالیؒ لکھتے ہیں مستحب یہ ہے کہ روزانہ حضور ﷺ پر سلام پڑھنے کے بعد بقیع کی زیارت کو حاضر ہوا کرے۔ صاحب اتحاف بروایت امام مسلمؒ حضرت عائشہ سے نقل کرتے ہیں کہ میری باری کی شب میں ہمیشہ حضور اقدس ﷺ تشریف لے جاتے تھے۔ شرح لباب میں لکھا ہے اس میں اختلاف ہے کہ بقیع میں حاضری کی ابتدا کہاں سے بعض نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا اس لئے کہ وہ سب حضرات سے جو وہاں آرام فرما رہے ہیں افضل ہیں بعض نے حضرت ابراہیمؓ سے اس لئے کہ وہ حضور ﷺ کے جگر گوشہ ہیں حضور ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے بعض نے حضرت عباسؓ سے اس لئے کہ وہ حضور ﷺ کے چچا ہیں اور بقیع میں سب سے اول ان کی قبر مبارک آتی ہے وہاں سے بغیر سلام کے آگے چلے جانا بے ادبی ہے نیز ان کے قریب حضرت حسنؓ اور دیگر اہل بیت ہیں کہ اب سب کا مجموعہ عثمانؓ کی فضیلت سے بڑھ جائے گا ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ یہ موجہ ہے اور زیارت

www.islamicbulletin.com

کرنے والوں کی اسی میں سہولت ہے کہ یہ جگہ بقیع میں سب سے پہلے آتی ہے۔

(۵۴) امام غزالیؒ نے لکھا ہے مستحب یہ ہے کہ ہر پنج شنبہ کو شہداء احد کی زیارت کرے صبح کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر چلا جائے تا کہ ظہر تک واپسی ہو جائے اور کوئی نماز مسجد نبوی کی فوت نہ ہو۔ صاحب اتحاف لکھتے ہیں کہ پنج شنبہ کی خصوصیت اس وجہ سے شاید ہو کہ یہ واقعہ اس دن ہوا یا اس وجہ سے کہ یہ دن مدینہ والوں کی فراغت کا ہے یا اس وجہ سے کہ حضور ﷺ نے پنج شنبہ کی صبح میں امت کے لئے برکت کی خبر یا دعا فرمائی یا کسی اور وجہ سے ہو سب محتمل ہیں۔ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ جبل اُحد اور شہداء اُحد دونوں کی مستقل زیارت کی نیت کرے اس لئے کہ جبل اُحد کے فضائل بھی احادیث میں بہت آئے ہیں مستحب یہ ہے۔ کہ پنج شنبہ کی صبح کو سویرے نماز کے بعد روانہ ہو جائے تا کہ ظہر تک واپس ہو سکے اور وہاں جا کر سب سے اول سید الشہداء حضرت حمزہ ﷺ کے مزار پر حاضر ہو حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے سب چچاؤں میں حضرت حمزہ ﷺ افضل ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن شہداء کے سردار حضرت حمزہ ﷺ ہوں گے وہاں جا کر حضرت حمزہ ﷺ کی قبر مبارک پر نہایت خشوع سے ان کی عظمت واحترام کی رعایت کرتے ہوئے کھڑا ہو اس کے بعد پھر دوسرے مزارات پر۔

(۵۵) امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ قبا کی حاضری کا استحباب بہت مؤکد ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ شنبہ کے دن حاضر ہو اس حاضری میں اس کی زیارت کی نیت ہو اور اس کی مسجد میں نماز پڑھنے کی نیت ہو اس لئے کہ ترمذی شریف وغیرہ میں صحیح حدیث میں آیا ہے کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنا بمنزلہ عمرہ کرنے کے ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ ہر شنبہ کے دن مسجد قبا تشریف لے جاتے تھے۔ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ مسجد مکہ، مسجد مدینہ، مسجد اقصیٰ کے بعد سب مساجد سے افضل قبا ہے بلکہ ایک روایت میں تو حضور ﷺ کا ارشاد یہاں تک کیا گیا کہ میں دو رکعت مسجد قبا میں پڑھوں یہ مجھے مسجد اقصیٰ میں دو دفعہ جانے سے زیادہ محبوب ہے لیکن مشہور روایات سے مسجد اقصیٰ کی فضیلت زیادہ معلوم ہوتی ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فضیلت اور چیز ہے محبوب دوسری چیز ہے حضور اقدس ﷺ کا معمول زیادہ تر شنبہ کو تشریف لے جانے کا تھا اور دوشنبہ کو شریف لے جانا اور ۲۰ رمضان کی صبح کو تشریف لے جانا بھی وارد ہوا ہے۔

(۵۶) ان کے بعد مدینہ منورہ میں متبرک مقامات کی زیارت اولیٰ ہے۔ امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ مستحب ہے یہ کہ مدینہ منورہ کے متبرک مقامات کی زیارت کرے جو تقریباً تیس مواضع ہیں اہل مدینہ ان کو جانتے ہیں اور اسی طرح سے ان سات کنوؤں کا پانی پئے جن سے حضور اقدس ﷺ کا وضو

www.islamicbulletin.com

کرنا یا غسل کرنا وارد ہوا ہے۔ امام غزالیؒ نے بھی یہی مضمون لکھا ہے کہ بیر اریس کے پاس جاکے جو مسجد قبا کے قریب ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کنویں میں حضور ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ڈالا ہے اس سے وضو کرے اور اس کا پانی پئے اور مسجد فتح کے پاس آئے جو خندق کے قریب ہے اور ایسے ہی بقیہ مساجد اور مقامات جن کی تعداد تقریباً تیس ہے اہل مدینہ کے یہاں یہ مواقع معروف ہیں ایسے ہی ساتوں کنوؤں کا پانی شفا اور برکت کی نیت سے پئے۔ صاحب اتحاف کہتے ہیں کہ یہ سات کنوؤں بیر اریس، بیر حاء، بیر رومہ، بیر غرس، بیر بضاعہ، بیر بصہ ہیں اور ساتویں میں اختلاف ہے کہ بیر سقیا، بیر عہن، بیر جمل میں سے کون سا ہے۔ اس کے بعد صاحب اتحاف نے ان سب کنوؤں کے متعلق احادیث ذکر کی ہیں۔ صاحب لباب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا استعمال جن کنوؤں سے نقل کیا جاتا ہے وہ سترہ ہیں لیکن ان میں سب معروف نہیں اسی طرح نواح مدینہ اور مکہ کے راستہ میں بہت سی مساجد حضور ﷺ کی طرف منسوب ہیں جن میں سے اکثر زیارت الحرمین میں ذکر کی ہیں وہاں دیکھ لیا جائے۔

(۵۷) وہاں کے قیام میں صدقات کی کثرت رکھے بالخصوص مدینہ پاک کے رہنے والوں پر۔ صاحب لباب نے لکھا ہے کہ مدینہ مستقل رہنے والے ہوں یا باہر کے لوگ جو وہاں آکر مقیم ہو گئے ہوں وہ باہر کے رہنے والوں پر مقدم ہیں اس لئے کہ مدینہ کے رہنے والوں سے محبت واجب ہے۔ امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ مدینہ کے قیام میں جتنے زیادہ سے زیادہ روزے رکھ سکے رکھے جتنا زیادہ ممکن ہو رسول اللہ ﷺ کے پڑوسیوں پر صدقہ کرے کہ یہ بھی حضور ﷺ کی خدمت گزاری میں داخل ہے

(۵۸) مدینہ کے قیام میں جو کچھ خریدے اس میں یہ نیت رکھے کہ یہاں کے تاجروں کی معاش یہی ہے اگر ان کی تجارت میں وسعت اور فروغ رہا تو ان کا یہ سلسلہ معاش قائم رہے گا اور یہ حضرات راحت سے سکون واطمینان کے ساتھ یہاں قیام کر سکیں گے اور ہم لوگ اس کا ذریعہ بنیں گے اور جب اس ارادہ سے خریدے گا تو اس میں یہ اشکال بھی نہ ہوگا کہ زیادہ پیسے خرچ ہو گئے کہ یہ بھی حقیقت میں ایک نوع کا صدقہ ہے بشرطیکہ یہی نیت ہو بلکہ کچھ چیزیں اسی نیت سے خریدے کہ ویسے صدقہ کرنے میں جب تک وہ دام لینے والے کے پاس رہیں گے اس وقت تک وہ منتفع ہو سکتا ہے اور اس صورت میں ان کی تجارت کو فروغ ہوگا جس سے وہ دیر تک منتفع ہو سکتے ہیں البتہ جن حضرات کے پاس سلسلہ تجارتی نہیں ہے ان کو ویسے ہی ہدیہ کرے اور بہتر یہ ہے کہ بجائے صدقہ کے ہدیہ کی نیت کرے کہ یہ اونچے حضرات ہیں۔

(۵۹) سب اہل مدینہ کے ساتھ ہر بات میں حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرے کہ وہ حضور ﷺ کے

پڑوسی ہیں علامہ زرقانیؒ شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ وہاں کے رہنے والوں کا اکرام کرو اور اگر ان میں سے بعض کے متعلق کوئی ایسی بات کہی گئی ہے یعنی کوئی نامناسب حرکت اس کی معلوم بھی ہو تب بھی وہ حضور ﷺ کے پڑوسی ہونے کے شرف سے بہرہ اندوز ہیں ہی اور اس اجل محبوب کے پڑوسی ہونے کا فخر تو ان کو ہے ہی اور اگر ان کی کوئی برائی ہو جائے تب بھی پڑوسی ہونے کا تمغہ تو ان سے سلب نہیں ہوگا حضرت اقدس ﷺ کا پاک ارشاد کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارہ میں بار بار وصیت کرتے رہے ہر پڑوسی کو شامل ہے اس میں اچھے برے کی تخصیص نہیں وہ ہر متقی اور غیر متقی کو شامل ہے اور اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کے متعلق حضور ﷺ کا اتباع چھوڑنے کا الزام دے اور بات اس میں ثابت بھی ہو جائے تب بھی پڑوسی ہونے کی وجہ سے جو اکرام اس کا ہے اس میں کمی نہ کی جائے کہ وہ اس بات کی وجہ سے پڑوسی ہونے کے حق سے محروم نہیں ہو سکتا بلکہ اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ اس کو مرنے سے پہلے پہلے رجوع کی توفیق عطا ہوگی اور انشاء اللہ خاتمہ بالخیر نصیب ہوگا۔

فیا ساکنی اکناف طیبة کلکم　　الی القلب من اجل الحبیب حبیب

''اے طیبہ کے رہنے والو تم سب کے سب میرے دل کو محبوب ﷺ کی وجہ سے محبوب ہو''

اس کے بعد بہت سے اشعار انھوں نے مدنی حضرات کے بارہ میں لکھے۔ حضرت امام مالک جب امیر المؤمنین مہدی کے پاس تشریف لے گئے تو بادشاہ نے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرما دیجئے حضرت امامؒ نے فرمایا سب سے اول اللہ جل شانہٗ کا خوف اور تقویٰ اختیار کرنا اس کے بعد اہل مدینہ پر مہربانی کہ وہ حضور ﷺ کے شہر کے رہنے والے حضور ﷺ کے پڑوسی ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد پہنچا ہے کہ مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے اسی میں میری قبر ہوگی اسی سے میں قیامت کے دن اٹھوں گا اس کے رہنے والے میرے پڑوسی ہیں میری امت کے ذمہ ضروری ہے کہ ان کی نگہبانی کریں جو میری وجہ سے ان کی خبر گیری کرے گا میں اس کے لئے قیامت میں شفیع یا گواہ بنوں گا اور جو میرے پڑوسیوں کے بارہ میں میری وصیت کی رعایت نہ کرے حق تعالیٰ شانہٗ اس کو طینۃ الخبال پلائے دوسری حدیث میں ہے کہ طینۃ الخبال جہنمی　　لوگوں کا نچوڑ ہے یعنی پسینہ، لہو، پیپ وغیرہ (وفاء اول)

(۶۰) امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ آداب میں سے یہ بھی ہے کہ مدینہ طیبہ کہ پورے قیام میں اس شہر کی عظمت اور بزرگی کا استحضار رہے اور یہ بات تصور میں رہے کہ اللہ جل شانہٗ نے اس پاک شہر کو اپنے محبوب نبی ﷺ کی ہجرت کیلئے پسند فرمایا اور یہاں حضور ﷺ کا قیام اور اس کو وطن بنانا مقدر فرمایا اور اس کے گلی کوچوں میں حضور اقدس ﷺ کے چلنے پھرنے کا استحضار رہے۔ امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ

www.islamicbulletin.com

جب سے تیری نظر مدینہ طیبہ پر پڑے اس مضمون کو اپنے ذہن میں رکھ کہ یہ وہ شہر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے قیام کے لئے پسند کیا اور اس کی طرف ہجرت تجویز کی اور یہی شہر ہے جس میں اللہ جل شانہٗ نے شریعت مطہرہ کے فرائض نازل کئے اور حضور ﷺ نے اپنی سنتیں جاری کیں اسی شہر میں آ کر دشمنوں سے جہاد کیا اسی شہر میں آپ ﷺ کے دین کو غلبہ حاصل ہوا یہاں تک کہ اسی شہر میں آپ ﷺ کا وصال ہو کر آپ ﷺ کی قبر مبارک بنی اور اسی میں آپ کے دو وزیروں کی قبر بنی اور اس میں حضور اقدس ﷺ کے قدم مبارک بابجا پڑے اور یہ سوچتا رہ کہ جس جگہ بھی تیرا قدم پڑے وہاں کسی نہ کسی وقت میں حضور اقدس ﷺ کا قدم مبارک بھی پڑا ہو گا اس لئے اپنا ہر قدم نہایت سکون وقار کے ساتھ اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ اس جگہ حضور ﷺ کا قدم مبارک بھی پڑا تھا اور حضور ﷺ کی رفتار کی جو کیفیت احادیث میں آئی ہے اس کو تصور کرتے ہوئے چل اس کے ساتھ ہی حضور ﷺ کی عظمت رفعت شان جلاو عظمت مرتبت کہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے پاک نام کے ساتھ حضورؐ کا نام مبارک رکھا ذہن میں رکھو اور اس سے ڈرتے رہو کہ کہیں بے ادبی کی نحوست سے اپنے پہلے نیک عمل بھی ضائع نہ ہو جائیں۔ یہ امام غزالیؒ نے قرآن پاک کی آیت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ...... الاية (سورة الحجرات)

کے مضمون کی طرف اشارہ کیا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کریم ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ ان سے ایسے زور سے گفتگو کرو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں (ایسا نہ ہو کہ اس سے) تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ نمبر ۳۱ پر یہ مضمون تفصیل سے گذر چکا ہے اس کے بعد امام غزالی لکھتے ہیں کہ پھر اس دور کا تصور کرو جبکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت یہاں حاضر تھی حضور ﷺ کے مشاہدہ اور حضور ﷺ کی بابرکت کلام کے سننے سے مستفید ہوتے تھے ؎

چمن کے تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اک شور تھا غل تھا
جب آئے دن خزاں کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں بتاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

اس کے بعد اس پر افسوس اور رنج و غم کرو کہ میں حضور ﷺ کی اور صحابۂ کرامؓ کی بھی زیارت سے محروم رہ گیا اور دنیا میں تو یہ محرومی ہو ہی گئی آخرت کا حال معلوم نہیں کیا ہو زیارت اقدس شوق سے نصیب ہوتی ہے یا حسرت سے کہ کہیں دربار سے ہٹا نہ دیا جاؤں اور اپنی بداعمالیاں حاضری میں مانع نہ بن جائیں اس لئے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت میں بعض آدمی میرے پاس سے ہٹا دیئے جائیں گے میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں تو جواب ملے گا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ

www.islamicbulletin.com

تمھارے بعد انھوں نے کیا کیا بس اگر تم نے حضور ﷺ کی شریعت مطہرہ کے احترام کی خلاف ورزی کی تو اس سے بے فکر نہ رہو کہ کسی وقت یہ بے راہی تمھارے اور حضور ﷺ کے درمیان حائل نہ ہو جائے اور اس کے ساتھ ہی اس اللہ کی پاک ذات سے امیدیں وابستہ رکھو کہ جب اس نے دنیا میں اتنے دور وطن سے اس دربار کی حاضری کی سعادت نصیب فرمائی تو اس کے لطف وکرم سے بعید نہیں کہ آخرت کی بابرکت زیارت سے محروم نہ فرمائے گا۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس سعادت سے اس سیہ کار کو بھی نواز دے۔ آمین یارب العالمین بوسیلۃ حبیک سید المرسلین ﷺ۔

(۶۱) جب زیارت سید الانس والجان فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور زیارت مشاہد متبرک سے فراغت کے بعد واپسی کا ارادہ ہو تو ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ مسجد نبوی میں دو رکعت نفل الوداعی پڑھے اور روضہ میں ہو تو بہتر ہے اس کے بعد قبر اطہر پر الوداعی سلام کیلئے حاضر ہو صلوٰۃ وسلام کے بعد اپنے ضروریات کیلئے دعائیں کرے اور حج وزیارت کی قبول کی دعائیں کرے اور خیر وعافیت کے ساتھ وطن پہنچنے کی دعا کرے اور یہ حاضری آخری نہ ہو پھر بھی اس پاک دربار کی حاضری نصیب ہو اور اس کی کوشش کرے کہ رخصت کے کچھ آنسو نکل آئیں کہ یہ قبولیت کی علامات میں سے ہے پھر رونا نہ آئے تب رونے والوں کی سی صورت کیساتھ حسرت ورنج وغم ساتھ لئے ہوئے واپس ہو اور چلتے وقت بھی کچھ صدقہ جو میسر ہو کرے اور سفر سے واپسی کے وقت جو دعائیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں وہ پڑھتے ہوئے اور واپسی سفر کے آداب کی رعایت کرتے ہوئے واپس ہو۔

اُٹھ کے ثاقب گو چلا آیا ہوں اس کی بزم سے دل کی تسکیں کا مگر ساماں اسی محفل میں ہے

اپنی نااہلیت سے حاضری کے آداب پورے نہ لکھ سکا نمونہ کے طور پر چند آداب لکھ دیئے ہیں ناظرین اس سے اندازہ لگائیں اور دو اصول کے تحت میں شریعت مطہرہ کے دائرہ کے اندر رہ کر جو کچھ کر سکتے ہوں کسر نہ چھوڑیں اول ادب احترام، دوسرے شوق وذوق اس کے بعد زائرین کے چند واقعات پر اس فصل کو ختم کرتا ہوں کہ ان کے حالات بھی نمونہ اور اسوہ ہیں عتبیؒ کا مشہور قصہ اور اس کے علاوہ چند واقعات اس سے پہلی فصل کے ختم پر گذر چکے ہیں۔

(۱) حضرت اویس قرنیؒ مشہور تابعی ہیں سید التابعین ان کا رعب ہے حضور ﷺ کا زمانہ انھوں نے پایا ہے مگر ماں کی خدمت کی وجہ سے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری سے قاصر رہے حضور ﷺ سے ان کے متعلق نقل کیا گیا کہ بہترین تابعی اویس قرنی ہیں ایک راویت میں ان کے متعلق آیا ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھالیں تو اللہ جل شانہٗ اس کو پورا کریں ایک حدیث میں ان کے متعلق آیا ہے کہ جو ان سے ملے ان سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کرائے۔ ایک حدیث میں حضرت عمر ﷛ اور

www.islamicbulletin.com

حضرت علیؓ کو حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان سے اپنے لئے استغفار کرائیں بڑے فضائل ان کے احادیث میں وارد ہیں جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی حمایت میں شہید ہوئے۔ (اصابہ) جب حج کیا اور مدینہ طیبہ کی حاضری پر مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو کسی نے اشارہ سے بتایا کہ یہ ہے قبر اطہر حضور اقدسﷺ کی تو بیہوش ہو کر گر پڑے جب غشی سے افاقہ ہوا تو فرمانے لگے کہ مجھے لے چلو مجھے اس شہر میں چین نہیں ہے جس میں حضورﷺ مدفون ہوں۔ (اتحاف)

(۲) ایک بدو قبر اطہر پر حاضر ہوئے اور کھڑے ہو کر عرض کیا یا اللہ تو نے غلاموں کے آزاد کرنے کا حکم دیا ہے یہ تیرے محبوب ہیں اور میں تیرا غلام ہوں اپنے محبوب کی قبر پر مجھ غلام کو آگ سے آزادی عطا فرما۔ غیب سے ایک آواز آئی کہ تم نے اپنے تنہا کیلئے آزادی مانگی تمام آدمیوں کیلئے آزادی کیوں نہ مانگی ہم نے تمھیں آگ سے آزادی عطا کی۔ (مواہب)

(۳) اصمعیؒ کہتے ہیں کہ ایک بدو قبر شریف کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا اللہ یہ آپ کے محبوب ہیں اور میں آپ کا غلام اور شیطان آپ کا دشمن اگر آپ میری مغفرت فرمادیں تو آپ کے محبوبﷺ کا دل خوش ہو آپ کا غلام کامیاب ہو جائے اور آپ کے دشمن کا دل تلملانے لگے اور اگر آپ مغفرت نہ فرمائیں تو آپ کے محبوب کو رنج ہو اور آپ کا دشمن خوش ہو اور غلام ہلاک ہو جائے یا اللہ عرب کے کریم لوگوں کا دستور یہ ہے کہ جب ان میں کوئی بڑا سردار مر جائے تو اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کیا کرتے ہیں اور یہ پاک ہستی سارے جہانوں کی سردار ہے تو اس کی قبر پر مجھے آگ سے آزادی عطا فرما اصمعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ اے عربی شخص اللہ جل شانہٗ نے تیرے اس بہترین سوال پر (انشاء اللہ) تیری ضرور بخشش کردی۔ (مواہب)

(۴) حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حاتم اصم بلخیؒ جو مشہور صوفیہ میں ہیں کہتے ہیں کہ تیس برس تک ایک قبہ میں انھوں نے چلہ کیا تھا کہ بے ضرورت کسی سے بات نہیں کی جب حضور اقدسﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے تو اتنا ہی عرض کیا اے اللہ ہم لوگ تیرے نبی کی قبر شریف کی زیارت کو حاضر ہوئے تو ہمیں نامراد واپس نہ کیجیو۔ غیب سے ایک آواز آئی کہ ہم نے تمھیں اپنے محبوب کی قبر کی زیارت نصیب ہی اس لئے کی کہ اس کو قبول کریں جاؤ ہم نے تمھارے اور تمھارے اور ساتھ جتنے حاضرین ہیں سب کی مغفرت کردی۔ (زرقانی علی المواہب) بعض اوقات الفاظ چاہے کتنے ہی مختصر ہوں جب اخلاص سے نکلتے ہیں تو وہ سیدھے پہنچتے ہیں۔

(۵) شیخ ابراہیم بن شیبانؒ فرماتے ہیں کہ میں حج سے فراغت پر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور قبر اطہر پر حاضر ہو کر میں نے حضور اقدسﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو حجرہ شریف کے اندر سے

www.islamicbulletin.com

میں نے وعلیک السلام جواب میں سنا۔ (قول بدیع) (۲) علامہ قسطلانی جو مشہور محدث ہیں مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اس قدر سخت بیمار ہوا کہ طبیب علاج سے عاجز ہو گئے اور کئی سال تک مسلسل بیمار رہا چلا گیا میں نے ایک مرتبہ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۸۹۲ھ کو جبکہ میں مکہ مکرمہ میں حاضر تھا حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا کی اس کے بعد میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی ہیں جن کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ دوا احمد بن القسطلانی کے لئے حضور اقدس ﷺ کی طرف سے حضور ﷺ کے ارشاد سے عطا ہوئی ہے میں خواب سے جاگا تو مرض کا اثر تک بھی نہ تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ۸۸۵ھ میں مجھے ایک واقعہ اور پیش آیا کہ میں قبر شریف کی زیارت سے واپس ہو رہا تھا کہ راستہ میں حبشی ہرن نے میری خادمہ کے ٹکر ماری جس سے وہ گر گئی اور کئی دن تک سخت تکلیف میں رہی میں نے حضور ﷺ کے وسیلہ سے اس کیلئے دعائے صحت کی تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ہیں جن کے ساتھ ایک جن ہے جس نے ہرن کی صورت میں خادمہ کو ٹکرایا تھا وہ صاحب کہنے لگے کہ اس کو حضور اقدس ﷺ نے تیرے پاس بھیجا ہے میں نے اس جن کو ملامت کیا اور اس کی قسم دی کہ پھر کہیں حرکت نہ کرنا اس کے بعد جو میری آنکھ کھلی تو اس خادمہ پر کچھ بھی اثر تکلیف کا نہ تھا۔ (مواہب)

(۷) حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں پیاس سے اس قدر بے چین ہوا کہ چلتے چلتے پیاس کی شدت سے بیہوش ہو کر گر گیا کسی نے میرے منہ پر پانی ڈالا میں نے آنکھیں کھولیں تو ایک شخص حسین چہرہ نہایت خوبصورت گھوڑے پر سوار کھڑا ہے اس نے مجھے پانی پلایا اور کہا کہ میرے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو جاؤ تھوڑی دیر چلے تھے وہ کہنے لگے یہ کیا آبادی ہے میں نے کہا یہ تو مدینہ منورہ آ گیا کہنے لگے اتر جاؤ اور جب روضۂ اقدس ﷺ پر حاضر ہو تو یہ عرض کر دینا کہ آپ کے بھائی خضر نے بھی سلام عرض کیا ہے۔ (روض نمبر ۹۰)

(۸) شیخ ابوالخیر اقطعؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور پانچ دن ایسے گذر گئے کہ کھانے کو کچھ بھی نہ ملا کوئی چیز چکھنے کی بھی نوبت نہ آئی میں قبر اطہر پر حاضر ہوا اور حضور اقدس ﷺ اور حضرات شیخین پر سلام عرض کر کے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میں آج رات کو حضور ﷺ کا مہمان بنوں گا یہ عرض کر کے وہاں سے ہٹ کر منبر شریف کے پیچھے جا کر سو گیا میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور بائیں جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سامنے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلایا اور فرمایا دیکھ حضور اقدس ﷺ تشریف لائے ہیں۔ میں اٹھا تو آپ ﷺ نے مجھے ایک روٹی مرحمت

www.islamicbulletin.com

فرمائی میں نے آدھی کھائی اور جب میری آنکھ کھلی تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی (روض۔وفاء) اسی قسم کا ایک قصہ شیخ ابن جلاءؒ کا نمبر ۲۳ پر آرہا ہے۔

(۹) ابدال میں سے ایک شخص نے حضرت خضر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تم نے اپنے سے زیادہ مرتبہ والا کوئی ولی بھی دیکھا فرمانے لگے ہاں دیکھا ہے میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں حاضر تھا کہ میں نے امام عبدالرزاق محدثؒ کو دیکھا کہ وہ احادیث سنارہے ہیں اور مجمع ان کے پاس احادیث سن رہا ہے اور مسجد کے ایک کونہ میں ایک جوان گھٹنوں پر سر رکھے علیحدہ بیٹھا ہے میں نے اس جوان سے کہا تم دیکھتے نہیں کہ مجمع حضور اقدس ﷺ کی حدیثیں سن رہا ہے تم ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتے اس جوان نے نہ تو سر اٹھایا نہ میری طرف التفات کیا اور کہنے لگا اس جگہ وہ لوگ ہیں جو رزاق کے عبد سے حدیثیں سنتے ہیں اور یہاں وہ ہیں جو خود رزاق سے سنتے ہیں نہ کہ اس کے عبد سے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اگر تمہارا کہنا حق ہے تو بتاؤ کہ میں کون ہوں اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہنے لگا کہ اگر فراست صحیح ہے تو آپ حضر علیہ السلام ہیں فرما ہیں اس سے میں نے جانا کہ اللہ جل شانہٗ کے بعض ولی ایسے بھی ہیں جن کے علو مرتبہ کی وجہ سے میں ان کو نہیں پہچانتا حق تعالیٰ شانہٗ ان سے راضی ہو اور ہم کو بھی ان سے نفع پہنچائے "آمین" (روض)

(۱۰) ایک بزرگ فرماتے ہیں ہم مدینہ منورہ میں حاضر تھے اور ان کرامات کا تذکرہ کر رہے تھے جو اللہ جل شانہٗ نے اپنے سے تعلق رکھنے والوں کو عطا فرمائی ہیں ایک نابینا ہمارے قریب بیٹھے ہوئے ہماری باتیں سن رہا تھا وہ آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ مجھے تمہاری باتوں سے انس ہوا ایک بات سنو میں عیالدار آدمی تھا بقیع میں لکڑیاں کاٹنے جایا کرتا تھا میں نے ایک مرتبہ وہاں ایک نوجوان کو دیکھا کہ اس پر کتان کا کرتہ ہے ہاتھ میں جوتے لے رکھے ہیں میں نے خیال کیا کہ کوئی پاگل ہے میں نے اس کے کپڑے چھیننے کا ارادہ کیا اور اس سے کہا اپنے کپڑے اتار دے اس نے کہا جا اللہ کی حفاظت میں چلا جا میں نے دو بار سہ بار اسی طرح تقاضا کیا اس نے کہا کہ میرے کپڑے ضرور ہی لے گا میں نے کہا اس کے بغیر چارہ نہیں اس نے دو انگلیوں سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا وہ دونوں نکل کر باہر گر پڑیں میں نے کہا تجھے خدا کی قسم تو یہ بتادے کہ تو کون ہے وہ کہنے لگا کہ میں ابراہیم خواص ہوں صاحب روض کہتے ہیں کہ حضرت خواصؒ نے اپنے لٹیرے پر اندھے ہونے کی بد دعا کی اور حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے اس سپاہی کے لئے جس نے ان کو پیٹا تھا جنت کی دعا کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت خواصؒ نے چور کی حالت سے یہ اندازہ فرمالیا تھا کہ وہ بغیر سزا کے توبہ نہیں کرے گا اور حضرت ابراہیم کو یہ اندازہ ہوا کہ سزا سے وہ توبہ نہ کرے گا اس لئے اس پر دعا کا احسان کیا

جس کی برکت سے اس کو توبہ نصیب ہوئی اور جب وہ معافی چاہنے کے لئے معذرت کے طور پر حاضر ہوا تو حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا کہ جو سر معذرت کا محتاج تھا وہ میں بلخ میں چھوڑ آیا۔ (روض)

(۱۱) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا میرے پاس ایک یمن کے رہنے والے بزرگ آئے اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایک ہدیہ لایا ہوں اس کے بعد انھوں نے ایک دوسرے صاحب سے جوان کے ساتھ تھے کہا کہ اپنا قصہ ان کو سناؤ انھوں نے اپنا یہ قصہ سنایا کہ جب میں حج کے ارادہ سے صفاء سے چلا تو بڑا مجمع مجھے باہر تک رخصت کرنے کے واسطے آیا اور رخصت کرتے وقت ایک شخص نے ان میں سے مجھ سے کہہ دیا کہ جب تم مدینہ طیبہ حاضر ہو تو حضور اقدس ﷺ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی خدمات میں میرا بھی سلام عرض کر دینا مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور اس کا سلام عرض کرنا بھول گیا جب مدینہ طیبہ سے رخصت ہو کر پہلی منزل ذوالحلیفہ پر پہنچا اور احرام باندھنے لگا تو مجھے اس شخص کا سلام یاد آیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے اونٹ کا بھی خیال رکھنا مجھے مدینہ طیبہ واپس جانا پڑ گیا ایک چیز بھول آیا ساتھیوں نے کہا کہ اب قافلہ کی روانگی کا وقت ہے تم پھر مکہ تک قافلہ کو نہ پاسکو گے میں نے کہا کہ تم میری سواری کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا یہ کہہ کر میں مدینہ لوٹ آیا اور روضۂ اقدس ﷺ پر حاضر ہو کر اس شخص کا سلام میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں اور حضرات شیخین کی خدمت میں پہنچایا اس وقت رات ہو چکی تھی میں مسجد سے باہر نکلا تو ایک آدمی ذوالحلیفہ کی طرف سے آتا ہوا ملا میں نے اس سے قافلہ کا حال پوچھا اس نے کہا وہ روانہ ہو چکا میں مسجد میں لوٹ آیا اور یہ خیال ہوا کہ کوئی دوسرا قافلہ کسی وقت جاتا ہوا ملے گا تو اس کے ساتھ روانہ ہو جاؤں گا میں رات کو سو گیا اخیر شب میں میں نے حضور اقدس ﷺ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی زیارت کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ یہ شخص ہے حضور ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ابوالوفاء میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری کنیت تو ابو العباس ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ابوالوفاء ہو (یعنی وفادار) اس کے بعد حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مسجد حرام (یعنی مکہ مکرمہ کی مسجد) میں رکھ دیا میں مکہ مکرمہ میں آٹھ دن تک مقیم رہا اس کے بعد میرے ساتھیوں کا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا۔ (روض)

(۱۲) ابوعمران واسطیؒ فرماتے ہیں مکہ مکرمہ سے حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت کے ارادہ سے چلا جب میں حرم سے باہر نکلا مجھے اتنی شدید پیاس لگی کہ میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا میں اپنی جان سے ناامید ہو کر ایک کیکر (ببول) کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا دفعۃً ایک شہسوار سبز گھوڑے پر سوار میرے پاس پہنچے اس گھوڑے کا لگام بھی سبز تھا زین بھی اور سوار کا لباس بھی سبز تھا، ان کے

www.islamicbulletin.com

ہاتھ میں گلاس تھا جس میں سبز ہی رنگ کا شربت تھا۔ انھوں نے مجھے پینے کے لئے دیا میں نے تین مرتبہ پیا مگر اس گلاس میں سے کچھ کم نہ ہوا پھر انھوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کہاں جارہے ہو میں نے کہا کہ مدینہ طیبہ حاضری کا ارادہ ہے تا کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں سلام کروں اور حضور ﷺ کے دونوں ساتھیوں کو سلام کروں انھوں نے فرمایا کہ جب تم مدینہ پہنچ جاؤ اور حضور ﷺ کی اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام کر چکو تو یہ عرض کر دینا کہ رضوان آپ تینوں حضرات کی خدمت میں سلام عرض کرتے تھے۔ (روض) رضوان اس فرشتہ کا نام ہے جو جنت کے ناظم ہیں۔

(۱۳) سید احمد رفاعیؒ مشہور بزرگ اکابر صوفیہ میں ہیں ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے۔

حالة البعد روحی کنت ارسلها ۔۔۔ تقبل الارض عنی وھی نائبتی

وھذہ دولة الاشباح قد حضرت ۔۔۔ فامدد یمینك کی تحظی بھا شفتی

ترجمہ اشعار:۔ دوری کی حالت میں میں اپنی روح کو خدمت اقدس ﷺ بھیجا کرتا تھا وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارک چومتی تھی۔ اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے اپنا دست مبارک عطا کیجئے تا کہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔

اس پر قبر شریف سے دست مبارک باہر نکلا اور انھوں نے اس کو چوما (الحاوی للسیوطی) کہا جاتا ہے کہ اس وقت تقریباً نوے ہزار کا مجمع مسجد نبوی میں تھا جنھوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضور ﷺ کے دست مبارک کی زیارت کی جن میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ (البنیان المشید)

(۱۴) سید نور الدین ایجی شریف عفیف الدینؒ کے والد ماجد کے متعلق لکھا ہے کہ جب وہ روضہ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور عرض کیا **السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاته** تو سارے مجمع نے جو وہاں حاضر تھا سنا کہ قبر شریف سے وعلیک السلام یا ولدی کا جواب ملا۔ (الحاوی)

(۱۵) شیخ ابو نصر عبد الواحد بن عبد الملک بن محمد بن ابی سعد الصوفی الکرخیؒ فرماتے ہیں کہ حج سے فراغت کے بعد زیارت کیلئے حاضر ہوا حجرہ شریف کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ شیخ ابو بکر دیار بکریؒ تشریف لائے اور مواجہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا السلام علیك یارسول اللہ تو میں نے حجرہ شریفہ کے اندر سے یہ آواز سنی وعلیك السلام یاابابکر اور اس کو سب لوگوں نے جو اس وقت حاضر تھے سنا۔ (الحاوی)

(۱۶) یوسف بن علیؒ کہتے ہیں کہ ایک ہاشمی عورت مدینہ طیبہ میں رہتی تھی۔ اور بعض خدام اس

www.islamicbulletin.com

کو ستایا کرتے تھے وہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں فریاد لے کر حاضر ہوئی تو روضۂ شریفہ سے یہ آواز آئی "امالك فی اسوة فاصبری كما صبرت او نحو هذا" "کیا تیرے لئے میرے اتباع میں رغبت نہیں جس طرح میں نے صبر کیا تو بھی صبر کر" وہ عورت کہتی ہیں کہ اس آواز کے بعد جس قدر کوفت مجھے تھی وہ سب جاتی رہی اور وہ تینوں خادم جو مجھے ستایا کرتے تھے مر گئے۔ (الحاوی)

(۱۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے منقول ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ کے دفن سے فارغ ہوئے تو ایک بدو حاضر ہوئے اور قبر اطہر پر پہنچ کر گر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ ہم نے سنا اور جو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے آپ کو پہنچا تھا اور آپ نے اس کو محفوظ فرمایا تھا اس کو ہم نے محفوظ کیا اس چیز میں جو آپ پر اللہ جل شانہٗ نے نازل کی (یعنی قرآن پاک) یہ وارد ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ط (نساء ع ۹)

ترجمہ:۔ اگر یہ لوگ جب انھوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا آپ کے پاس آ جاتے اور آ کر اللہ جل شانہٗ سے معافی مانگ لیتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کیلئے معافی مانگتے تو ضرور حق تعالیٰ شانہٗ کو توبہ قبول کرنے والا پاتے۔

اس کے بعد اس بدو نے کہا بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور اب میں آپ کے پاس مغفرت کا طالب بن کر حاضر ہوا ہوں اس پر قبر اطہر سے آواز آئی کہ بے شک تمہاری مغفرت ہو گئی (حادی)

(۱۸) حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب دشمنوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو محصور کر رکھا تھا میں ان کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوا تو فرمانے لگے کہ بھائی بہت اچھا کیا آئے۔ میں نے اس کھڑکی میں سے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہیں پیاسا کر رکھا ہے (کہ ان لوگوں نے پانی اندر جانا بند کر دیا تھا) میں نے عرض کیا جی ہاں اس پر حضور ﷺ نے ایک ڈول پانی کا لٹکایا جس میں سے میں نے پانی پیا اس پانی کی ٹھنڈک اب تک میرے دونوں شانوں اور دونوں چھاتیوں کے درمیان میں محسوس ہو رہی ہے اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہو تو ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کی جائے اور تمہارا دل چاہے تو یہاں ہمارے پاس آ کر افطار کر لینا میں نے عرض کر دیا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری ہی چاہتا ہوں اسی دن شہید کر دیئے گئے رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ (حادی)

www.islamicbulletin.com

(۱۹) مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ جن کو ابن ثابتؒ کہا جاتا تھا رہتے تھے ساٹھ سال تک ہر سال حضور اقدس ﷺ کی زیارت کے لئے بھی حاضر ہوا کرتے تھے اور زیارت کر کے واپس آجاتے ایک سال کسی عارض کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکے کچھ غنودگی کی حالت میں اپنے حجرہ میں بیٹھے تھے کہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ابن ثابت تم ہماری ملاقات کو نہ آئے اس لئے ہم تم سے ملنے آئے ہیں (حاوی)

(۲۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک مرتبہ مدینہ میں قحط پڑا ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ سے بارش مانگ دیجئے، انہوں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی ارشاد فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے میرا سلام کہہ دو اور یہ کہہ دو کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہہ دینا کہ (علیک الکیس الکیس) ہوشمندی اور ہوشیاری کو مضبوط پکڑیں وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیام پہنچایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سن کر رونے لگے اور عرض کیا یا اللہ میں اپنی قدرت کے بقدر تو کوتاہی نہیں کرتا۔ (وفاء الوفاء)

(۲۱) محمد بن المنکدرؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس اسّی اشرفیاں امانت رکھیں اور یہ کہہ کر جہاد میں چلا گیا کہ اگر ضرورت پڑے تو خرچ کر لینا میں واپس آکر لے لوں گا ان کے جانے کے بعد مدینہ منورہ میں تنگی زیادہ پیش آئی میرے والد نے وہ خرچ کر ڈالیں جب وہ صاحب واپس آئے تو انہوں نے اپنی رقم طلب کی والد صاحب نے کل کا وعدہ کر لیا اور رات کو قبر اطہر پر حاضر ہو کر عاجزی کی کبھی قبر شریف کے قریب دعا کرتے کبھی منبر شریف کے متصل تمام رات یوں ہی گذر گئی صبح کے قریب حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر کے قریب دعا کر رہے تھے کہ اندھیرے میں ایک شخص کی آواز سنی وہ کہہ رہے ہیں ابو محمد یہ لے لو میرے والد نے ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے ایک تھیلی دی جس میں اسّی اشرفیاں تھیں (وفاء)

(۲۲) ابوبکر بن المقریؒ کہتے ہیں کہ میں اور امام طبرانیؒ اور ابوالشیخؒ مدینہ طیبہ میں حاضر تھے کھانے کو کچھ ملا نہیں روزہ پر روزہ رکھا جب رات ہوئی عشاء کے قریب میں قبر اطہر پر حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) بھوک، یہ عرض کر کے میں لوٹ آیا مجھ سے ابوالقاسمؒ (طبرانی) کہنے لگے کہ بیٹھ جاؤ یا تو کچھ کھانے کو آئے گا یا موت آئے گی ابن المنکدرؒ کہتے ہیں کہ میں اور ابوالشیخ تو کھڑے ہو گئے طبرانی وہیں بیٹھے کچھ سوچتے رہے کہ دفعۃً ایک علوی نے دروازہ کھٹکھٹایا ہم نے کواڑ کھولے تو ان کے ساتھ دو غلام تھے اور ان دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک بہت بڑی زنبیل تھی جس میں بہت کچھ تھا ہم تینوں نے کھایا خیال تھا کہ یہ بچا ہوا یہ غلام کھائیں گے مگر وہ سب کچھ وہیں چھوڑ

گئے اور وہ علوی کہنے لگے کہ تم نے حضور ﷺ سے شکایت کی میں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ میں تمہارے پاس کچھ پہنچاؤں۔ (وفاء)

(۲۳) ابن جلاءؒ کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا مجھ پر فاقہ تھا میں قبر شریف کے قریب حاضر ہوا اور عرض کیا حضور (ﷺ) میں آپ کا مہمان ہوں مجھے کچھ غنودگی سی آگئی تو میں نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی حضور ﷺ نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی میں نے آدھی کھائی اور جب میں جاگا تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی (وفاء) اس سے قبل نمبر ۸ پر شیخ ابوالخیر اقطعؒ کا قصہ اس جیسا گزر چکا وہ دوسرا قصہ ہے۔

(۲۴) صوفی ابوعبداللہ محمد بن ابی زرعہؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد اور ابوعبداللہ بن خفیفؒ کے ساتھ مکہ مکرمہ حاضر ہوا بڑی سخت تنگی تھی فاقہ بہت سخت ہو گیا تھا اسی حالت میں ہم مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور خالی پیٹ ہی رات گذاری میں اس وقت تک نابالغ تھا بار بار والد کے پاس جاتا اور جا کر بھوک کی شکایت کرتا میرے والد اُٹھ کر قبر شریف کے قریب حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میں آج آپ کا مہمان ہوں یہ عرض کر کے وہیں مراقبہ میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد مراقبہ سے سر اٹھایا اور سر اٹھانے کے بعد کبھی رونے لگتے کبھی ہنسنے لگتے کسی نے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے میرے ہاتھ میں چند درہم رکھ دیئے ہاتھ کھولا تو اس میں درہم رکھے ہوئے تھے۔ صوفی جی کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ان میں اتنی برکت فرمائی کہ ہم نے شیراز لوٹنے تک اسی میں سے خرچ کیا۔ (وفاء)

(۲۵) شیخ احمد بن محمد صوفیؒ کہتے ہیں کہ میں جنگل میں تیرہ ماہ تک حیران پریشان پھرتا رہا میرے بدن کی کھال بھی چھل گئی میں اسی میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں اور حضرات شیخینؓ کی خدمت میں سلام عرض کیا اس کے بعد میں سو گیا میں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی ارشاد فرمایا احمد تم آئے میں نے عرض کیا کہ جی حضور! (ﷺ) حاضر ہوا ہوں اور میں بھوکا بھی ہوں آپ کا مہمان ہوں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے دونوں ہاتھ کھولو میں نے دونوں ہاتھ کھول دیئے حضور ﷺ نے ان کو دراہم سے بھر دیا میری جب آنکھ کھلی تو دونوں ہاتھ درہم سے بھرے ہوئے تھے میں نے اسی وقت روٹی اور فالودہ خریدا اور کھا کر جنگل چل دیا (وفاء)

(۲۶) ثابت بن احمد ابوالقاسم بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک مؤذن کو دیکھا کہ وہ مدینہ پاک میں مسجد نبوی ﷺ میں صبح کی آذان دے رہے تھے اذان میں مؤذن نے کہا ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' تو ایک خادم نے آکر ان کے تھپڑ مار دیا وہ مؤذن رویا اور عرض کرنے لگا یا رسول

www.islamicbulletin.com

www.islamicbulletin.com

[illegible] (٧٨)

[illegible] (٦٤)

[illegible]

www.islamicbulletin.com

بچا تھا اور دوسرا ٹکڑا جو رکھا ہوا تھا ہوا ایک زنبیل میں رکھا اور دو صاع کھجور جو تقریباً سات سیر پختہ ہوئیں اس زنبیل میں رکھ کر مجھ سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے میں نے نام بتایا کہنے لگے تمہیں خدا کی قسم پھر دادے ابا سے کبھی شکایت نہ کرنا ان کو اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے جب تک تمہارے جانے کی صورت نکلے اس وقت تک جب تمہیں ضرورت ہوگی کھانا وہیں تمہارے پاس پہنچ جایا کرے گا یہ کہہ کر اپنے غلام سے کہا کہ یہ زنبیل لے کر ان کے ساتھ جاؤ اور ان کو مع اس زنبیل کے حجرہ شریف تک پہنچا کر آؤ میں غلام کے ساتھ چلا بقیع میں پہنچ کر میں نے غلام سے کہا کہ بس میں راستہ پر پہنچ گیا اب تم واپس چلے جاؤ غلام نے کہا اللہ واحد مجھے اس کی قدرت نہیں کہ آپ کو حجر شریفہ تک پہنچانے سے پہلے واپس ہوں کبھی حضور اقدس ﷺ میرے سردار کو اس کی خبر نہ کر دیں۔ اس نے مجھے حجرہ شریفہ تک پہنچایا چار دن تک اس زنبیل سے کھاتا رہا جب وہ ختم ہوگئی اور مجھے بھوک معلوم ہوئی تو وہی غلام مجھے اور کھانا دے گیا اسی طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ ایک قافلہ ینبوع جانے والا تیار ہوگیا اور میں اس کے ساتھ ینبوع چلا گیا۔ (وفاء)

(۲۹) ابو العباس بن نفیس مقریؒ جو نابینا بھی تھے کہتے ہیں کہ میں تین دن مدینہ طیبہ میں بھوکا رہا تو میں قبر شریف پر یہ عرض کر کے کہ حضور ﷺ میں بھوکا ہوں ضعف کی حالت میں سو گیا ایک لڑکی آئی اور پاؤں حرکت دے کر جگایا اور کہا چلو میں ساتھ ہولیا اپنے گھر لے گئی اور گیہوں کی روٹی اور گھی اور کھجوریں میرے سامنے رکھ کر کہنے لگی کہ ابو العباس کھاؤ مجھے میرے دادے نے اس کا حکم فرمایا ہے اور جب بھوک لگا کرے یہاں آ کر کھا جایا کرو ابو سلیمان داؤد اس قصہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات بہت کثرت سے نقل کئے گئے ہیں اور ان میں بکثرت یہ دیکھا گیا کہ اس قسم کا حکم حضور ﷺ نے اپنی شریف اولاد ہی کو زیادہ تر فرمایا ہے بالخصوص جبکہ کھانے کی قسم سے کوئی چیز دینے کا ارشاد ہوا ہو اور کریموں کی عادت بھی یہی ہوتی ہے کہ جب کوئی شخص ضیافت طلب کرے تو اپنے ہی گھر سے ابتدا فرمایا کرتے ہیں اسی ضابطہ کے موافق آنحضرت ﷺ نے بھی اکثر کھانے کا حکم اپنی اولاد کو فرمایا ہے۔ (وفاء)

(۳۰) بازریؒ نے توثیق عری الایمان ابو النعمان سے نقل کیا ہے کہ خراسان کے رہنے والے ایک صاحب ہر سال حج کو جایا کرتے اور جب مدینہ طیبہ حاضر ہوتے تو سید طاہر علوی کی خدمت میں بھی نذرانہ پیش کیا کرتے ایک صاحب نے جو مدینہ ہی کے رہنے والے تھے ان خراسانی سے ایک مرتبہ یہ کہا کہ تم طاہر علویؒ کو جو کچھ دیتے ہو وہ ضائع کرتے ہو وہ اس کو گناہوں میں خرچ کر دیتا ہے خراسانی نے اس سال طاہر صاحب کو کچھ نہ دیا اور دوسرا سال بھی ایسے ہی گذر گیا کہ وہ اپنی

عادت کے موافق جو کچھ لے کر آئے تھے وہ اہل مدینہ کو تقسیم کر گئے اور طاہر صاحب کو کچھ نہ دیا جب تیسرے سال وہ حج کے ارادہ سے اپنے گھر سے چلنے لگے تو حضور اقدس ﷺ کی زیارت خواب میں ہوئی حضور ﷺ نے تنبیہ فرمائی کہ تو نے طاہر علویؒ کے بارہ میں اس کے مخالف کی بات کا یقین کر لیا اور جو تو اس کو دیا کرتا تھا وہ بند کر دیا ایسا نہ کرنا چاہئے جو وظیفہ اس کا رکا ہوا ہے وہ بھی دو اور آئندہ جب تک جاری رکھ سکو بند نہ کرو وہ خراسانی بہت خوفزدہ نیند سے اٹھے اور ایک تھیلی علیحدہ ان کے نام کی جس میں چھ سو اشرفیاں تھیں اپنے ساتھ لے لی اور جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو سب سے پہلے سید طاہر علویؒ کے مکان پر پہنچے وہاں محفل بھر رہی تھی علویؒ صاحب نے ان خراسانی کا نام لے کر کہا کہ اگر تم کو حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے تو تم مجھ تک نہ آتے تم نے میرے بارہ میں اللہ کے دشمن کی بات کا یقین کر لیا اور اپنا معمول بند کر لیا جب حضور ﷺ نے ملامت فرمائی اور حکم فرمایا کہ تین سال کا وظیفہ دو جب لے کر آئے ہو یہ کہہ کر ہاتھ پھیلایا اور کہا لاؤ چھ سو اشرفیاں یہ ساری بات سن کر خراسانی کو اور بھی دہشت ہوئی اور کہنے لگا کہ واقعہ تو سارا اسی طرح ہے مگر تمہیں اس سارے واقعہ کی کس طرح خبر ہوئی علویؒ نے کہا کہ مجھے سارا حال معلوم ہے۔ پہلے سال جب تم نے کچھ نہ دیا تو اس سے میری معیشت پر اثر پڑا جب دوسرے سال تم آ کر چلے گئے اور مجھے تمہارے آنے اور جانے کا حال معلوم ہوا تو مجھے بہت ضیق ہوئی میں نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تو رنج نہ کر میں نے فلاں خراسانی کو خواب میں تنبیہ کر دی اور اس سے کہہ دیا کہ گذشتہ کا بھی ادا کرے اور آئندہ بھی حتی المقدور بند نہ کرے میں نے اس خواب پر اللہ کا شکر ادا کیا جب سامنے آئے تو یقین ہو گیا کہ تم نے خواب دیکھ لیا یہ سن کر خراسانی نے چھ سو اشرفیوں کی تھیلی نکالی اور ان کو دے کر ان کی دست بوسی کی اور کوتاہی کی معافی چاہی کہ میں نے تمہارے مخالف کی بات کا یقین کر لیا سید سمہوریؒ نے اس قصہ کو نقل کرنے کا بعد لکھا ہے کہ یہ طاہر علویؒ بن یحیٰ بن حسین بن جعفر الحجہ بن عبید اللہ بن زین العابدین علی بن الامام حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ (رشفہ)

(۳۱) ایک عورت حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت کرا دو حضرت عائشہؓ نے حجرہ شریفہ کے اس حصہ کو جس میں قبر شریف تھی پردہ ہٹا کر کھولا وہ عورت قبر شریف کی زیارت کر کے روتی رہیں اور روتے روتے وہیں انتقال کر گئیں رضی اللہ عنہا وارضاہا (شفاء)

(۳۲) خالد بن معدانؒ کی بیٹی عبدہؒ کہتی ہیں کہ میرے والد کا ہمیشہ یہ معمول تھا کہ رات کو جب سونے لیٹتے تو حضور اقدس ﷺ کی زیارت کے شوق میں بے چین ہوتے اور مہاجرین اور انصار

www.islamicbulletin.com

www.islamicbulletin.com

www.islamicbulletin.com

مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو میں بھی مدینہ منورہ میں حاضر تھا میں نے دل میں سوچا کہ میں غور سے دیکھوں کہ یہ کس طرح قبر شریف پر حاضر ہوتے ہیں میں نے جا کر دیکھا کہ وہ حاضر ہوئے اور قبلہ کی طرف پشت اور حضور اقدس ﷺ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے اور بے تصنع روتے رہے (وفاء)

بے زبانی ترجمانِ شوق بے حد ہو تو ہو　　ورنہ پیشِ یار کام آتی ہیں تقریریں کہیں
گرا کر چار آنسو حال دل سب کہہ دیا ان سے　　دیا مجھ کو زباں کا کام چشم خوں فشاں تو نے

(۳۵) ابو محمد اشبیلیؒ کہتے ہیں کہ غرناطہ کا ایک شخص اسقدر بیمار ہوا کہ حد نہیں اطباء اس کے علاج سے عاجز ہو گئے زندگی سے مایوسی ہو گئی وزیر ابو عبداللہ بن ابی ضال نے ایک خط حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں لکھا اس میں چند شعر بھی لکھے جو وفاء الوفاء میں مذکور ہیں وہ خط حجاج کے قافلہ میں سے ایک شخص کو دیدیا اس میں بیماری سے صحت کی دعا کی درخواست تھی وہ قافلہ جب مدینہ پاک پہنچا واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ بیمار ایسا تھا گویا کبھی بیماری اس کو پہنچی ہی نہیں۔ (وفاء)

(۳۶) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب میرے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو یہ وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد میری نعش روضۂ اقدس ﷺ پر لے جا کر عرض کر دینا کہ یہ ابو بکر ہے آپ ﷺ کے قریب دفن ہونے کی تمنا رکھتا ہے اگر وہاں سے اجازت ہو جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا اور اجازت نہ ہو تو بقیع میں دفن کر دینا چنانچہ آپ کے وصال کے بعد وصیت کے موافق جنازہ وہاں لے جا کر قبر شریف کے قریب یہی عرض کر دیا گیا وہاں سے ایک آواز ہمیں آئی آدمی کہنے والا کوئی نظر نہیں آتا تھا کہ اعزاز و اکرام کے ساتھ اندر لے آؤ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو مجھے اپنے سرہانے بٹھا کر فرمایا کہ جن ہاتھوں سے تم نے حضور اقدس ﷺ کو غسل دیا تھا انہی ہاتھوں سے مجھے دینا اور خوشبو لگانا اور مجھے اس حجرہ کے قریب لے جا کر جہاں حضور ﷺ کی قبر ہے اجازت مانگ لینا اگر اجازت مانگنے پر حجرہ کا دروازہ کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے عام قبرستان (بقیع) میں دفن کر دینا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنازہ کی تیاری کے بعد سب سے پہلے میں آگے بڑھا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ابو بکر یہاں دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں تو میں نے دیکھا کہ ایک دم حجرہ کے کواڑ کھل گئے اور ایک آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو۔ علامہ سیوطیؒ نے خصائص کبریٰ میں ان دونوں کو ذکر کیا ہے محدثانہ حیثیت سے اس روایت کو منکر بتایا ہے لیکن تاریخی حیثیت تو باقی ہے ہی۔

(۳۷) حضرت سعید بن المسیبؒ مشہور تابعی ہیں بڑے عجیب عجیب واقعات ان کی عبادت

www.islamicbulletin.com

زہداور کلمۃ الحق کہنے میں کسی سے نہ ڈرنے کے کتب میں موجود ہیں پچاس برس تک کوئی نماز ان کی جماعت سے فوت نہیں ہوئی بلکہ تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی اور چالیس برس تک کسی نماز کی اذان ایسی نہیں ہوئی کہ یہ اذان سے پہلے سے مسجد میں موجود نہ ہوں اور پچاس برس تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی (حلیۃ) حرہ کی مشہور لڑائی جو یزید کے لشکروں کی اہل مدینہ سے ۶۳ھ میں ہوئی اس میں سب اہل مدینہ خوف وہراس اور جنگ کی کثرت کی وجہ سے کچھ منتشر اور کچھ گھروں میں چھپ گئے تھے مسجد نبوی فوجیوں کے گھوڑے کودتے پھرتے تھے سترہ سواونچے درجہ کے مہاجرین وانصار اس جنگ میں شہید ہوئے اور دس ہزار سے زیادہ عام مؤمنین علاوہ بچوں اور عورتوں کے (وفاء) اس زمانہ میں کئی دن تک حضرت سعید بن المسیبؒ تن تنہا مسجد نبوی میں پڑے رہے وہ کہتے ہیں کہ کئی دن تک اتنے دوسرے آدمی مسجد میں آنا شروع نہیں ہوئے میں ہر نماز کیوقت اذان اور تکبیر کی آواز قبر شریف میں سے سنا کرتا تھا۔ (خصائص کبریٰ قول بدیع) یہ عشاق وجان نثاروں کا نمونہ تھا عبرت کے لئے تین واقعات مخالفت کے لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں یہ واقعات اس لحاظ سے اہم ہیں کہ حاضرین کو ایسی کوئی حرکت ظاہری یا باطنی کرنے سے احتراز کرنا چاہئے جو آداب کے خلاف ہو۔

(۱/۳۸) امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کے ایما سے یا محض سرخروئی اور تقرب حاصل کرنے کے لئے ان کے ایما بغیر مروان نے جوان کی طرف سے مدینہ منورہ کا امیر تھا یہ چاہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر شریف جو مسجد نبوی میں ہے اس کو یہاں سے اکھاڑ کر شام میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا جائے اور اس غرض سے اس کو اکھڑوانا شروع کیا اسی وقت دفعۃً آفتاب گہن ہو گیا اور مدینہ منورہ میں اس قدر سخت اندھیرا ہو گیا کہ ستارے نظر آنے لگے۔ مروان نے آکر لوگوں سے معذرت کی اور خطبہ میں اس کا اعلان کیا کہ اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں ہے بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ لکھا تھا کہ اس کو دیمک لگ جانے کا اندیشہ ہے اس لئے اس کے نیچے اور سیڑھیوں کا اضافہ کر کے اس کو اوپر رکھنے کا ارادہ ہے اسی وقت بڑھئی کو بلوا کر چھ سیڑھیاں بنوائیں اور ان کے اوپر اس منبر شریف کو رکھا جس کی وجہ سے منبر شریف کی کل نو سیڑھیاں ہو گئیں ورنہ اس سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے کل تین ہی درجے تھے دو سیڑھیاں اور ایک اوپر بیٹھنے کا۔ (نزہتہ)

۲/۳۹ سلطان نور الدین عادل بادشاہ متقی اور صاحب اوراد وظائف تھے رات کا بہت سا حصہ تہجد اور وظائف میں خرچ ہوتا تھا ۵۵۷ھ میں ایک شب تہجد کے بعد سوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کیری آنکھوں والے آدمیوں کی طرف اشارہ فرما کر سلطان سے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں سے میری حفاظت کرو سلطان کی گھبراہٹ سے آنکھ کھلی

www.islamicbulletin.com

فوراً اٹھ کر وضو کیا اور نوافل پڑھ کر دوبارہ لیٹے تو معاً آنکھ لگی اور یہی خواب بعینہ دوبارہ نظر آیا پھر جاگے اور وضو کر کے نوافل پڑھیں پھر لیٹے اور معاً آنکھ لگنے پر تیسری مرتبہ پھر یہی خواب نظر آیا تو اٹھ کر کہنے لگے کہ اب نیند کی کوئی گنجائش نہیں فوراً رات ہی کو اپنے وزیر کو جو صالح نیک آدمی تھے جمال الدین نام بتایا جاتا ہے اور اس نام میں اختلاف بھی ہے بلایا اور سارا قصہ سنایا وزیر نے کہا کہ اب دیر کی کیا گنجائش ہے فوراً مدینہ طیبہ چلئے اور اس خواب کا تذکرہ کسی سے نہ کیجئے بادشاہ نے فوراً رات ہی کو تیاری کی اور وزیر اور ۲۰ نفر مخصوص خدام کو ساتھ لے کر تیز رو اونٹنیوں پر بہت سا سامان اور مال متاع لدوا کر مدینہ کو روانہ ہو گئے اور دن رات چل کر سولہویں دن مصر سے مدینہ طیبہ پہنچے مدینہ طیبہ سے باہر غسل کیا اور نہایت ادب احترام سے مسجد شریف میں حاضر ہوئے اور روضۂ جنت میں دو رکعت نفل پڑھے اور نہایت متفکر بیٹھے سوچتے رہے کہ کیا کریں وزیر نے اعلان کیا کہ بادشاہ زیارت کیلئے تشریف لائے ہیں اور اہل مدینہ پر بخشش اور اموال بھی تقسیم ہونگے اور بہت بڑی دعوت کا انتظام کیا جس میں سارے اہل مدینہ کو مدعو کیا۔ بادشاہ عطا کے وقت بہت گہری نگاہ سے لوگوں کو دیکھتے سب اہل مدینہ یکے بعد دیگرے آ کر عطائیں لے کر چلے گئے مگر وہ دو شخص جو خواب میں دیکھے تھے نظر نہ آئے بادشاہ نے پوچھا کہ کوئی اور باقی رہا ہو تو اس کو بھی بلا لیا جائے معلوم ہوا کہ کوئی باقی نہیں رہا بہت غور خوض اور بار بار کہنے پر لوگوں نے کہا کہ دو نیک مرد متقی پرہیزگار مغربی بزرگ ہیں وہ کسی کی کوئی چیز نہیں لیتے خود بہت کچھ صدقات خیرات اہل مدینہ پر کرتے رہتے ہیں سب سے یکسو رہتے ہیں گوشہ نشین آدمی ہیں بادشاہ نے ان کو بلوایا اور دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہ دونوں ہیں جو خواب میں دکھائے گئے تھے بادشاہ نے ان سے پوچھا تم کون ہو کہنے لگے مغرب کے رہنے والے ہیں حج کے لئے حاضر ہوئے تھے حج سے فراغت پر زیارت کیلئے حاضر ہوئے اور حضور اقدس ﷺ کے پڑوس میں پڑے رہنے کی تمنا ہوئی تو یہاں قیام کر لیا بادشاہ نے کہا صحیح صحیح بتا دو انھوں نے جو پہلے کہا تھا اسی پر اصرار کیا بادشاہ نے ان کی قیام گاہ پوچھی معلوم ہوا کہ روضۂ اقدس کے قریب ہی ایک رباط میں قیام ہے بادشاہ نے ان کو تو وہیں روکے رکھنے کا حکم دیا اور خود قیام گاہ پر گیا وہاں جا کر بہت تجسس کیا وہاں مال متاع تو بہت سا ملا اور کتابیں وغیرہ رکھی ہوئی ملیں لیکن کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے خواب کے مضمون کی تائید ہوتی بادشاہ بہت پریشان اور متفکر تھا اہل مدینہ بہت کثرت سے سفارش کے لئے حاضر ہو رہے تھے کہ یہ نیک بزرگ دن بھر روزہ رکھتے ہیں ہر نماز روضۂ شریفہ میں پڑھتے ہیں روزانہ بقیع کی زیارت کرتے ہیں ہر شنبہ کو قبا جاتے ہیں کسی سائل کو رد نہیں کرتے اس قحط کے سال میں اہل مدینہ کے ساتھ انتہائی ہمدردی اور غمگساری انھوں نے کی ہے۔ بادشاہ حالات سن کر تعجب

www.islamicbulletin.com

کرتے تھے اور ادھر ادھر متفکر پھر رہے تھے دفعۃً خیال آیا کہ ان کے مصلے کو جو ایک بوریئے پر بچھا ہوا تھا اٹھایا اس کے نیچے ایک پتھر بچھا ہوا تھا اس کو اٹھایا تو اس کے نیچے سے ایک سرنگ نکلی جو بہت گہری کھودی گئی تھی اور بہت دور تک چلی گئی تھی حتیٰ کہ قبر اطہر کے قریب تک پہنچ گئی تھی یہ دیکھ کر سب دنگ رہ گئے بادشاہ نے ان کو غصہ میں کانپتے ہوئے پیٹنا شروع کیا کہ صحیح واقعہ بتاؤ انھوں نے بتایا کہ وہ دونوں نصرانی ہیں اور عیسائی بادشاہوں نے بہت سا مال ان کو دیا ہے اور بہت زیادہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ وہ حاجیوں کی صورت بنا کر آئے ہیں تا کہ قبر اطہر سے حضور اقدس ﷺ کے جسد اطہر کو لے جائیں وہ دونوں رات کو اس جگہ کو کھودا کرتے اور جو مٹی نکلتی اس کو چمڑہ کی دو مشکیں ان کے پاس غربی شکل کی تھیں ان میں بھر کر رات ہی کو بقیع میں ڈال آیا کرتے تھے بادشاہ اس بات پر کہ اللہ جل شانہٗ نے اور اس کے پاک رسول ﷺ نے اس خدمت کے لئے ان کو منتخب کیا بہت روئے اور دونوں کو قتل کرایا اور حجرہ شریفہ کے گرد اتنی گہری خندق کھدوائی کہ پانی تک پہنچ گئی اور اس میں رانگ یا سیسہ پگھلا کر بھروا دیا۔ کہ جسد اطہر تک کسی کی رسائی نہ ہو سکے۔ (وفاء اول)

۴۰/۳ شیخ شمس الدین صوابؒ جو خادمین حرم نبوی کے رئیس تھے کہتے ہیں کہ میرے ایک مخلص رفیق تھے جو امیر مدینہ کے یہاں بہت کثرت سے آتے جاتے تھے اور مجھے بھی جس قسم کے کام پیش آتے انھیں کے ذریعہ سے امیر تک پہنچاتا تھا ایک دن وہ رفیق میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آج بڑا سخت حادثہ پیش آ گیا میں نے کہا کیا ہوا کہنے لگے کہ حلب کے رہنے والوں کی ایک جماعت امیر کے پاس آئی ہے اور بہت سا مال رشوت کا امیر کو اس لئے دیا کہ وہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے مبارک اجسام کو یہاں سے لیجانے پر مدد دے امیر نے اس کو قبول کر لیا ہے شیخ صوابؒ کہتے ہیں کہ یہ خبر سن کر میرے رنج کی انتہا نہ رہی میں انتہائی فکر میں تھا کہ امیر کا قاصد مجھے بلانے آ گیا میں وہاں گیا امیر نے مجھ سے کہا کہ آج رات کو کچھ لوگ مسجد میں آئینگے تم ان سے تعرض نہ کرنا اور وہ جو کچھ کریں ان کو کرنے دینا تم کسی بات میں دخل نہ دینا میں بہت اچھا کہہ کر چلا آیا مگر سارا دن حجرہ شریفہ کے پیچھے بیٹھے روتے ہوئے گذر گیا ایک منٹ کو آنسو نہ تھمتا تھا، اور کسی کو خبر نہ تھی کہ مجھ پر کیا گذری ہے آخر عشا کی نماز سے فراغت پر جب سب آدمی چلے گئے اور ہم نے کواڑ وغیرہ بند کر لئے تو باب السلام سے کہ یہ دروازہ امیر کے گھر کے قریب تھا لوگوں نے دروازہ کھلوا کر اندر آنا شروع کیا میں ان کو ایک ایک کر کے چپکے چپکے گن رہا تھا چالیس آدمی اندر داخل ہوئے ان کے ساتھ پھاوڑے اور ٹوکریاں اور زمین کھودنے کے بہت سے آلات تھے وہ اندر داخل ہو کر حجرہ شریفہ کی طرف کو چلے خدا کی قسم منبر تک بھی نہ پہنچے تھے کہ ایک دم ان کو مع ان کے سارے سازوسامان کے زمین نگل گئی

www.islamicbulletin.com

اورنشان تک بھی پیدا نہ ہوا۔ امیر نے بہت دیر تک ان کا انتظار کر کے مجھے بلا کر پوچھا کہ صواب وہ لوگ ابھی تمہارے یہاں نہیں پہنچے میں نے کہاہاں آئے تھے اور یہ قصہ ان کے ساتھ گذرا امیر نے کہا دیکھو کیا کہہ رہے ہو میں نے کہا بالکل ایسا ہی ہوا آپ چلیں میں وہ جگہ بتاؤں جہاں یہ قصہ گذرا امیر نے کہا اچھا بس یہ بات یہیں تک رہے اگر یہ بات کسی اور پر ظاہر کی گئی تو سراڑا دیا جائے گا۔ (وفا اول)

حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف وکرم سے وہاں کے آداب کے بجا آوری کی توفیق عطا فرمائے اور محض اپنے لطف وکرم سے بے ادبی کے وبال سے محفوظ فرمائے۔

تنبیہ۔ گذشتہ واقعات میں حضور اقدس ﷺ کی خواب وغیرہ میں زیارت کے متعدد قصے گذرے ان کے متعلق ایک ضروری بات ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ جس نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی اس نے حقیقت میں حضور ﷺ ہی کی زیارت کی اس میں تردد نہیں اس لئے کہ متعدد مشہور اور صحیح روایات میں مختلف الفاظ سے حضور اقدس ﷺ کا یہ پاک ارشاد وارد ہوا ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے حقیقت میں مجھی کو دیکھا ہے اس لئے کہ شیطان کو یہ قدرت نہیں دی گئی کہ وہ میری صورت بنا سکے لیکن اس کے باوجود چونکہ دیکھنے کا آلہ اور ذریعہ خود دیکھنے والے کی ذات ہوتی ہے اور آلہ کے فرق کی وجہ سے اس چیز میں فرق پڑ جاتا ہے جس کو دیکھا جائے مثلاً سرخ عینک سبز عینک، سیاہ عینک سے جس چیز کو دیکھا جائے گا وہ ایسی ہی نظر آئے گی جیسی عینک ہوگی اصل چیز کے رنگ میں کوئی فرق نہ ہوگا جیسا کہ دوربین، خوردبین کے تفاوت سے چیز میں تفاوت معلوم ہوتا ہے اور بھینگی آنکھ ایک کے بجائے دو دیکھتی ہے اس لئے اگر حضور اقدس ﷺ کے زیارت میں کوئی چیز شان والا کے مناسب نظر نہ آئے تو وہ نظر کا قصور ہے اسی طرح اگر شریعت مطہرہ کے خلاف کوئی بات سننے میں آئے تو وہ سننے کا قصور ہوگا۔ ابن امیر الحاج مدخل میں لکھتے ہیں کہ اس سے بہت احتراز کرنا چاہئے کہ خواب میں یا غیبی آواز سے جاگتے میں کسی ایسی چیز کی طرف قلب کو طمانیت اور سکون ہو جو صدر اول کے خلاف ہو اس طرح سے خواب میں دیکھنے کی وجہ سے کسی ایسی چیز کی طرف مانوس ہو جو سلف کے خلاف ہو اس سے بھی احتراز کرنا چاہئے جیسا کہ بعض لوگوں کو پیش آگیا کہ ان کو حضور اقدس ﷺ نے خواب میں کسی چیز کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم فرمایا اور دیکھنے والے نے محض خواب کی بنا پر اس پر عمل شروع کر دیا اور اس کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر پیش کر کے نہیں جانچا حالانکہ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔

www.islamicbulletin.com

اور اللہ جل شانہ کی طرف رد کرنے کا مطلب اس کی کتاب پر پیش کرنا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف رد کرنے کا مطلب آپ ﷺ کی حیات میں آپ ﷺ کی ذات پر پیش کرنا تھا اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی سنت پر پیش کرنا ہے اگرچہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھی کو دیکھا بے تردد حق ہے لیکن حق تعالیٰ شانہ نے خواب پر عمل کا مکلف نہیں بنایا اور حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین آدمی مرفوع القلم ہیں ان میں ایک وہ شخص ہے جو سو رہا ہو یہاں تک کہ جاگ جائے (دوسرا بچہ، تیسرا مجنون) اس کے علاوہ یہ بھی وجہ ہے کہ علم و روایت اسی شخص سے حاصل کی جا سکتی ہے جو متیقظ ہو حاضر العقل ہو اور سونے والا ایسا نہیں ہوتا اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا کوئی حکم یا ممانعت اگر خواب میں دیکھی جائے تو اس کو کتاب وسنت پر پیش کیا جائے اگر ان کے موافق ہو تو خواب بھی حق ہے اور یہ دیکھنے والے کی طمانیت کیلئے بشارت کے طور پر ہے اور اگر ان کے خلاف ہو تو سمجھنا چاہئے کہ خواب تو حق ہے لیکن شیطانی اثر سے سننے والے کان میں ایسی چیز پڑی جو حضور ﷺ نے ارشاد نہیں فرمائی امام نوویؒ نے تہذیب الاسماء واللغات کے شروع میں حضور اقدس ﷺ کے خصائص میں لکھا ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا بیشک اس نے آپ ﷺ ہی کو دیکھا کہ شیطان آپ ﷺ کی صورت نہیں بنا سکتا لیکن اس میں اگر کوئی چیز خواب میں احکام کے متعلق سنی تو اس پر عمل جائز نہیں نہ اس وجہ سے کہ خواب میں کوئی تردد ہے بلکہ اس وجہ سے کہ دیکھنے والے کا ضبط معتمد نہیں صاحب مدخل نے آگے بھی اس میں طویل کلام کیا ہے بقدر ضرورت نقل کیا گیا اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء نے اسی کی تصریح فرمائی ہے جو اوپر گذرا۔

﴿دسویں فصل﴾

مدینہ طیبہ کے فضائل میں

جس شہر کو اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب دوجہاں کے سردار کی قیام گاہ تجویز کیا ہو اس کے لئے اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ اللہ نے اپنے محبوب کے رہنے کے لئے اس کو پسند کیا اور اس کے بعد پھر کسی دوسرے شہر کو اس پر کیا فوقیت ہو سکتی ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ وہ مواقع جو وحی کے نزول کے ساتھ آباد ہوئے ہوں قرآن پاک ان میں نازل ہوتا رہا ہو حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل علیہما السلام بار بار ان میں حاضر ہوتے رہے ہوں مقرب فرشتے اب میں اترتے رہے ہوں ان کے میدان اللہ کے پاک ذکر اور تسبیح سے گونجتے رہے ہوں ان کی مٹی حضور اقدس ﷺ کے جسم اطہر پر پھیلی

www.islamicbulletin.com

ہوئی ہو اللہ کے دین اور اس کے پاک رسول ﷺ کی سنتیں وہاں سے اس قدر کثیر مقدار میں جاری ہوئی ہوں وہاں فضائل اور برکات وخیرات کے مشاہد ہوں وہاں حضور اقدس ﷺ کے کھڑے ہونے کے اور چلنے پھرنے کے مقامات ہوں وہ اس قابل ہیں کہ ان کے میدانوں کی تعظیم کی جائے ان کی خوشبوؤں کو سونگھا جائے اس کے درودیوار کو چوما جائے۔(شفاء) احادیث میں بھی اس پاک شہر اور اس کے بہت سے مواضع فضائل وارد ہوئے ہیں جن میں چند یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

احادیث

۱)......عن جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سمعت رسول ﷺ یقول ان اللّٰہ تعالیٰ سمی المدینة طابة (رواہ المسلم کذافی المشکوٰۃ)

ترجمہ......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے اس شہر مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔

فائدہ: یعنی حق تعالیٰ شانہٗ نے وحی کے ذریعہ سے اس کا نام طابہ رکھا اور ایک روایت میں طیبہ آیا ہے اس کے معنی پاکی کے ہیں اور عمدگی کے بھی کہ یہ شرک کی گندگی سے پاک ہے یا یہ کہ اس کی آب وہوا عمدہ ہے معتدل مزاج والوں کے موافق ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کے اندر رہنے والے پاکیزہ لوگ ہیں ان کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا (مناسک نوویؒ) ابن حجر مکیؒ لکھتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے تقریباً ایک ہزار نام ہیں جن میں سے امام نوویؒ نے اپنے مناسک میں مشہور ہونے کی وجہ سے پانچ نام ذکر کئے ہیں۔ مدینہ، طابہ، طیبہ، دار، یثرب، ان میں سے یثرب زمانہ جاہلیت کا نام ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو پسند نہیں فرمایا چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں یہ مدینہ ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں آرہا ہے غالباً ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ یثرب کے معنی ملامت اور حزن کے ہیں اور حضور اقدس ﷺ کی عادت شریفہ برا نام بدل کر بہتر نام رکھنے کی تھی جیسا کہ دوسری حدیث کے ذیل میں مفصل آرہا ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ مدینہ دین سے مشتق ہے جس کے معنی طاعت کے ہیں اس لئے یہ نام رکھا گیا ہے کہ اس شہر میں اللہ کی اطاعت کی جاتی ہے۔ صاحب اتحاف نے بہت سے نام مدینہ طیبہ کے نقل کر کے لکھا ہے کہ ناموں کی کثرت بھی شرافت پر دلالت کرتی ہے اور ان سب میں مشہور نام مدینہ ہے۔

۲)......عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ امرت بقریة تاکل القری یقولون یثرب وھی المدینة تنفی الناس کماینفی الکیر خبث الحدید۔ (متفق علیہ کذافی المشکوٰۃ)

ترجمہ)......حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے ایک ایسی بستی میں رہنے کا حکم کیا گیا جو ساری بستیوں کو کھا

www.islamicbulletin.com

لے لوگ اس بستی کو یثرب کہتے ہیں اس کا نام مدینہ ہے وہ برے آدمیوں کو اس طرح دور کر دیتی ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں کئی مضمون ذکر کئے گئے ہیں اول یہ کہ مجھے ایسی بستی میں رہنے کا حکم کیا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا اس شہر میں قیام اپنی خواہش اور اپنے ارادہ سے نہیں تھا اللہ جل شانہ کی طرف سے یہاں قیام کا حکم کیا گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا کہ اللہ جل شانہ نے اپنے نبی ﷺ کے لئے مدینہ کو پسند کیا۔ (کنز) ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ اللہ جل شانہ نے وحی بھیجی ہے کہ ان تین بستیوں میں سے جہاں قیام کرو وہی تمہاری ہجرت کی جگہ ہے مدینہ بحرین قنسرین۔ (کنز) ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے ہجرت کی جگہ دکھائی گئی ہے جو ایک شور زمین دو کنکریلی زمینوں کے درمیان ہے یہ جگہ ہجر ہو (ایک جگہ کا نام ہے) یا یثرب ہو۔ (کنز) ان روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے اقرب یہ ہے کہ اول حضور اقدس ﷺ کو پسندیدگی کا اختیار دیا گیا ہو اس کے بعد حضور ﷺ نے جب خود حق سبحانہ وتقدس سے استخارہ کیا ہو تو اللہ جل شانہ کی طرف سے مدینہ پاک کی تعیین ہوگئی ہو تاریخ خمیس میں لکھا ہے کہ اہل سیر نے کہا ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ نے اہل مدینہ سے بیعت العقبہ کر لی اور صحابۂ کرام مشرکین کی ایذا رسانی کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں قیام پر قادر نہ رہے تو ان کو مدینہ طیبہ ہجرت کی اجازت فرما دی اور بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ مجھے ہجرت کی جگہ دکھائی گئی وہ ایک زمین ہے جس میں کھجور کے درخت ہیں میرا خیال ہوا کہ یہ جگہ شاید یمامہ ہے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ یثرب ہے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اول حضور اقدس ﷺ کو ایسی صفت کے ساتھ دکھا دیا گیا جو مدینہ پاک میں اور دوسری جگہوں میں مشترک تھی اس کے بعد ایسی صفات کے ساتھ دکھایا گیا جو مدینہ منورہ کے ساتھ مخصوص تھیں تو وہ متعین ہو گیا ایک ہو گیا ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت چاہی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ٹھہر جاؤ مجھے بھی عنقریب اجازت ہونے کو ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایام میں خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک چاند مکہ مکرمہ میں اترا جس کی وجہ سے سارا مکہ روشن ہو گیا پھر وہ چاند آسمان کی طرف چڑھا اور مدینہ طیبہ میں جا اترا جس کی وجہ سے مدینہ کی سرزمین روشن ہوگئی یہ طویل خواب ہے اسی میں آخر میں ہے کہ پھر وہ چاند عائشہ کے گھر میں گیا اور ان کے گھر کی زمین شق ہوگئی جس میں وہ چاند پوشیدہ ہو گیا کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فن تعبیر سے پہلے ہی سے بہت مناسبت تھی اس خواب سے انھوں نے مدینہ کی ہجرت اور

www.islamicbulletin.com

آخر میں حضور ﷺ کا حضرت عائشہؓ کے مکان میں دفن ہونا سمجھ لیا تھا (خمیس)

دوسرا مضمون یہ ہے کہ اس بستی کی صفت یہ بیان کی گئی کہ ساری بستیوں کو کھالے علماء نے اس سے مدینہ طیبہ کی ساری بستیوں سے افضل ہونے پر استدلال کیا ہے اور متعدد اقوال اس کی شرح میں نقل کئے گئے بعض علماء نے اس کا مطلب یہی لکھا کہ وہ بستی یعنی مدینہ طیبہ ساری بستیوں سے افضل ہے یعنی اس کی فضیلت اتنی غالب اور بڑھی ہوئی ہے کہ سب بستیوں کی فضیلت اس کے مقابلہ میں مغلوب اور کالعدم ہے گویا اوروں کی فضیلت اس کے مقابلہ میں معدوم ہوگئی یہی مراد ہے کھالینے سے کہتے ہیں کہ اس مطلب کی تائید توراۃ شریف سے بھی ہوتی ہے اس میں اللہ جل شانہٗ نے فرمایا ہے:۔ یا طابة یا مسکینة انی اجاجیرك علی اجاجیر القریٰ ۔ اے طابہ اے مسکین شہر میں تیری چھتوں کو ساری بستیوں کی چھتوں پر بلند کروں گا اور بعض علماء نے لکھا کہ اس بستی کے رہنے والے دوسرے شہروں کو فتح کرلیں گے اور ان پر غالب آجائیں گے جیسا کہ کہتے ہیں فلاں شخص نے فلاں کو کھالیا یعنی قوت سے اس پر غالب آگیا اور بعض علماء نے کہا ہے کہ دونوں معنی مراد ہیں یعنی اس بستی کی فضیلت دوسری بستیوں پر غالب ہوگی اور اس کے آدمی دوسرے شہروں کے آدمیوں پر فتح اور غلبہ حاصل کریں گے (زرقانی، مواہب، مظاہر حق نے لکھا ہے کہ جو کوئی اس شہر میں رہتا ہے غالب ہوتا ہے اور فتح کرتا ہے اور شہروں کو یہ خاصیت ہے اس شہر عظیم الشان کی کہ جو اس میں آتا ہے اکثر شہروں پر غالب ہوتا ہے پہلے اس میں قوم عمالقہ آئی وہ غالب ہوئی اور شہروں اور ولایتوں کو فتح کیا پھر یہود آئے وہ غالب ہوئے عمالقہ پر پھر انصار پہنچے وہ غالب ہوئے یہود پر پھر سید المرسلین ﷺ اور مہاجرین آئے ان کو کس طرح غلبہ ہوا کہ مشرق سے مغرب تک لے لیا۔ تیسرا مضمون یہ ہے کہ لوگ، اس کو یثرب کہتے ہیں اس کا نام مدینہ ہے زمانۂ جاہلیت میں اس شہر کا نام یثرب تھا ابتداء اسلام میں بھی اسی کے ذکر ہوتا رہا صاحب مظاہر حقؒ نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے اس کو یثرب کہنے سے منع فرمایا یا تو اس لئے وہ زمانۂ جاہلیت کا نام ہے یا اس لئے کہ وہ مشتق ہے یثرب سے جس کے معنی ہلاک اور فساد کے ہیں یا اس لئے کہ یثرب اصل میں ایک بت کا نام تھا اس کے نام پر شہر کا نام رکھا گیا یا اس لئے کہ یثرب ایک ظالم شخص کا نام تھا اور بخاری نے اپنی تاریخ میں ایک حدیث لکھی ہے کہ جو کوئی ایک بار یثرب کہے چاہئے کہ دس بار مدینہ کہے تاکہ تدارک اور تلافی ہو۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے اس حدیث کے مکروہ ہونے سے مدینہ منورہ کو یثرب کہنے پر استدلال کیا ہے یہ حضرات یہ فرماتے ہیں جو سورۂ احزاب میں (یَٰٓاَهۡلَ یَثۡرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمۡ) وارد ہوا ہے اس میں اس کو یثرب سے تعبیر کیا ہے وہ غیر مسلموں کا قول نقل کیا ہے اس سے جواز پر

www.islamicbulletin.com

استدلال نہیں ہوتا اور امام احمدؒ نے حضرت براءؓ کی حدیث سے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو مدینہ کو یثرب کہے اس کو استغفار کرنا چاہئے اس کا نام طابہ ہے اور ایک حدیث میں حضرت ابوایوب ؓ سے نقل کیا گیا کہ حضور ﷺ نے مدینہ کو یثرب کہنے سے منع کیا اسی وجہ سے عیسیٰ بن دینار مالکیؒ لکھتے ہیں کہ جو مدینہ کو یثرب کہے اس پر ایک خطا لکھی جاتی ہے اور ناپسندیدگی کی وجہ یا تو یہ ہے کہ یہ تثریب سے ہے جس کے معنی ڈانٹنے اور ملامت کرنے کے ہیں یا ثرب سے ہے جس کے معنی فساد کے ہیں اور دونوں معنی بُرے ہیں اور حضور ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ برے نام کو بدل کر اچھا نام تجویز فرماتے تھے اور بعض نے کہا کہ یہ نام یثرب بن قانیہ بن مہلدیل بن عیل بن عیص بن ارم بن سام بن حضرت نوح علیہ السلام کے نام پر ہے کہ وہ اس جگہ سب سے پہلے آباد ہوا جس کے نام پر یہ نام رکھا گیا اور اس کا بھائی خیبور تھا جس کے نام پر اس کے رہنے کی وجہ سے خیبر رکھا گیا۔

چوتھا مضمون یہ ہے کہ بُرے آدمیوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسا کہ آگ کی بھٹی لوہے کے میل کو اس کا مطلب بعض علما نے لکھا ہے کہ ابتدائے اسلام میں کفر و شرک کا اس سے بالکلیہ دور ہو جانا مراد ہے (مظاہر) اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ حضور ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص ہے۔ ایک حدیث میں ایک قصہ بھی آیا ہے کہ ایک بدو جو مدینہ میں رہتا تھا اس کو شدت سے بخار آیا جس کی وجہ سے اس نے مدینہ میں رہنے سے گھبرا کر حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میری بیعت توڑ دیجئے میں یہاں نہیں رہتا حضور ﷺ نے بیعت توڑنے سے انکار کیا پھر دوبارہ سہ بارہ آ کر اصرار کیا حضور اقدس ﷺ انکار فرماتے رہے مگر وہ نکل گیا جس پر حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح سے ہے برے کو نکال دیتا ہے اچھے کو خالص کرتا ہے یعنی نکھارتا ہے بعض علماء نے کہا ہے آخر زمانہ میں یہی بات ہوگی یعنی دجال کے زمانہ میں کہ مدینہ پاک سے برے برے آدمی نکل جائیں گے چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ مدینہ سے بُرے بُرے آدمی نہ نکل جائیں۔ بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ ہر شہر میں دجال کا گذر ہوگا مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اس کا داخلہ نہیں ہو سکے گا فرشتے ان دونوں شہروں کی حفاظت کریں گے اس وقت مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس سے ہر کافر اور منافق اس سے نکل پڑے گا۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ وہ شخص مراد ہے جس کے ایمان میں خلوص نہ ہو۔

پانچواں مضمون یہ ہے کہ اس حدیث پاک سے مدینہ منورہ کے سارے شہروں سے افضل ہونے پر استدلال کیا گیا جیسا کہ دوسرے مضمون میں گذرا۔ مکہ مکرمہ کے علاوہ اور جتنے شہر ہیں ان پر مدینہ پاک کی فضیلت تو مسلم ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اس میں علما میں اختلاف ہو

www.islamicbulletin.com

گیا کہ مدینہ پاک کی فضیلت مکہ مکرمہ پر بھی ہے یا نہیں اکثر علماء نے مکہ مکرمہ کو سب سے افضل شہر بتایا ہے جیسا کہ جمہور علماء کا مذہب ہے اور بعض حضرات نے مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ سے بھی افضل فرمایا ہے جیسا کہ امام مالکؒ اور دوسرے بعض علماء سے نقل کیا گیا جیسا کہ قریب ہی مفصل آئے گا لیکن اس سے قبل دو امر یاد رکھنے کے قابل ہیں اول یہ کہ مدینہ طیبہ کی وہ زمین جو حضور اقدس ﷺ کے جسم مبارک سے متصل ہے اس میں کوئی اختلاف علما میں نہیں ہے وہ بالاتفاق سب علماء کے نزدیک سب جگہوں سے افضل ہے ابن عساکر قاضی عیاضؒ وغیر حضرات نے اس پر ساری امت کا اتفاق اور اجماع نقل کیا ہے کہ یہ حصہ زمین کا بیت اللہ شریف سے بھی افضل ہے بلکہ قاضی عیاضؒ نے لکھا ہے کہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے جس کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ آدمی جس جگہ دفن ہوتا ہے اسی جگہ کی مٹی سے ابتدا میں وہ پیدا کیا جاتا ہے تو گویا حضور اقدس ﷺ کا بدن مبارک بھی اسی مٹی سے

بنا ہے (شرح مناسک نووی) مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ جو زمین کا حصہ حضور اقدس ﷺ کے جسم مبارک سے ملا ہوا ہے وہ ساری دنیا کی زمینؒ سے افضل ہے حتی کہ کعبہ کی زمین سے بھی افضل ہے بلکہ ابن عقیل حنبلیؒ سے نقل کیا گیا کہ وہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے۔ بلکہ بعض علماء نے تو اس وجہ سے کہ حضور ﷺ کا بدن مبارک زمین میں ہے زمین کو آسمانؒ سے افضل بتایا ہے لیکن جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ آسمان زمین سے افضل ہے اس لئے کہ آسمان پر اللہ کی نافرمانی نہیں ہوتی اور زمین پر کفر و شرک ہوتا ہے البتہ وہ جگہ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مبارک بدنوں سے متصل ہے وہ آسمانوں سے افضل ہے۔ (شرح مواہب) عرش سے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ مکان سے بے نیاز ہے اور زمین کے اس حصہ میں حضور اقدس ﷺ کا جسم مبارک موجود ہے اس کے بعد دوسرا امر یہ بھی ذہن میں رکھنے کا ہے کہ مکہ مکرمہ میں کعبہ شریف حضور اقدس ﷺ کی قبر شریف کے علاوہ دنیا کی سب جگہوں سے بالاتفاق افضل ہے اس میں بھی کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ ابن حجرؒ شرح مناسک نووی میں لکھتے ہیں کہ علماء میں جو اختلاف مکہ مدینہ کے افضل ہونے میں ہے وہ کعبہ شریف کے علاوہ میں ہے کعبہ شریف بالاتفاق مدینہ منورہ سے افضل ہے بجز قبر شریف کے اس حصہ کے جو حضور ﷺ کے بدن مبارک سے مل رہا ہے کہ وہ کعبہ شریف سے بھی افضل ہے ان دو چیزوں کے بعد پھر اس میں اختلاف ہے کہ مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ طیبہ؟ امام نوویؒ اپنے مناسک میں لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یعنی شافعیہ کے نزدیک مکہ مکرمہ افضل ہے یہی اکثر فقہا کا مذہب ہے اور امام احمدؒ بن حنبل کا راجح قول بھی یہی ہے۔ ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ کا ابن حجر کہتے ہیں کہ ابن عبدالبرؒ نے

www.islamicbulletin.com

اسی کو نقل کیا حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوالدرداء، حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے بارہ میں جو ثواب اعمال کا روایت میں آتا ہے وہ مدینہ منورہ کے ثواب سے زیادہ ہے یعنی ایک لاکھ نمازوں کا ثواب کثرت سے احادیث میں آیا ہے جیسا کہ تیسری فصل کی حدیث نمبر ۱ میں اور چھٹی فصل کی حدیث نمبر ۲ میں گزر چکا ہے نیز اسی فصل کی حدیث نمبر ۱۰ میں گذرا کہ حضور اقدس ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فرمایا کہ تو اللہ کی زمین میں سب سے بہتر ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔

دوسرا قول حضرت امام مالکؒ کا ہے کہ مدینہ طیبہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے امام احمدؒ کا دوسرا قول بھی اسی کے موافق ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی نقل کیا جاتا ہے پہلے قول میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام نامی گذر چکا ہے اس لئے ان کے بھی اس مسئلہ میں دو قول ہو گئے ان حضرات کی دلیل ایک تو یہی حدیث ہے جس کا بیان ہو رہا ہے نیز ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ ہر شہر تلوار سے فتح ہوا مگر مدینہ طیبہ قرآن سے فتح ہوا۔ (زرقانی) نیز حضور اقدس ﷺ کا قیام مدینہ منورہ میں اتنا طویل ہے کہ ہجرت سے لے کر قیامت تک اسی شہر میں قیام ہے حضور اقدس ﷺ کے جسم مبارک کے یہاں موجود ہونے کی وجہ سے جس قدر اللہ جل شانہٗ کی رحمتیں ہر آن اور ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہیں انکا نہ شمار ہو سکتا ہے نہ اندازہ نیز شریعت مطہرہ کی تکمیل اور شریعت کے جتنے احکام اس شہر میں نازل ہوئے اتنے نہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئے نہ کسی اور جگہ نیز اسی فصل کے نمبر ۵ پر جو حدیث آرہی ہے اس سے بھی یہ حضرات استدلال فرماتے ہیں جو مدینہ طیبہ کو مکہ مکرمہ سے افضل بتاتے ہیں بندہ کے ناقص خیال میں اس حدیث سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے جو اس فصل کے نمبر ۹ کے ذیل میں حضور ﷺ کا ارشاد آرہا ہے کہ کوئی زمین ایسی نہیں کہ جو مجھے زیادہ محبوب ہو اس اعتبار سے کہ میری قبر وہاں ہو بجز مدینہ کے۔

۳)......عن سعد رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ انی احرم مابین لابتی المدینة ان یقطع عضا ھھا اویقتل صیدھاوقال المدینة خیر لھم لو کانوایعلمون لایدعھااحد رغبة عنھاالاابد ل اللہ فیھامن ھو خیر منہ ولایثبت احد علی لاوائھاوجھدھاالاکنت لہ شفیعا او شھیدایوم القیٰمة (رواہ المسلم کذافی المشکوٰة وفی تحریم المدینة عن علی عند الشیخین وفی الصبرعلی لاوألمدینة روایات کثیرة فی الصحاح)

ترجمہ)......حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مدینہ منورہ کی دونوں جانب جو کنکریلی زمین ہے اس کے درمیانی حصہ کو میں حرام قرار دیتا ہوں اس لحاظ سے کہ اس کے خاردار درخت کاٹے جائیں

www.islamicbulletin.com

یا اس میں شکار کیا جائے اور حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مدینہ مؤمنین کے قیام کیلئے بہترین جگہ ہے اگر وہ اس کی خوبیوں کو جانیں تو یہاں کا قیام نہ چھوڑیں اور جو شخص یہاں کے قیام کو اس سے بددل ہو کر چھوڑے گا اللہ جل شانہٗ اس کا نعم البدل یہاں بھیج دے گا اور جو شخص مدینہ طیبہ کے قیام کی مشکلات کو برداشت کر کے یہاں قیام کرے گا میں قیامت کے دن اس کا سفارشی یا گواہ بنوں گا۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں کئی مضمون ہیں اور ہر مضمون بہت سی مختلف روایات میں وارد ہوا ہے اول یہ ہے کہ میں مدینہ کو حرام قرار دیتا ہوں مدینہ منورہ کے دونوں جانب پتھریلی زمین ہے ان دونوں کی درمیانی حصہ کا مطلب یہ ہے کہ تمام مدینہ اور اس کے قریب کی زمین کو حرام قرار دیتا ہوں بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ جبل عیر اور جبل ثور کے درمیانی حصہ کو حرام قرار دیتا ہوں جبل ثور جبل احد کے قریب ایک چھوٹا سا پہاڑ بتاتے ہیں اور حرام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ جگہ محترم اور حرم کے حکم میں ہے نہ اس جگہ شکار کیا جائے نہ یہاں کا خودرو گھاس کاٹا جائے جیسا کہ مکہ مکرمہ کے حرم میں یہ چیزیں ناجائز ہیں حضور ﷺ نے یہاں کے متعلق بھی ارشاد فرمایا لیکن دوسری روایات کی بنا پر حنفیہ کے نزدیک دونوں جگہ کے حکم میں یہ فرق ہے کہ مکہ مکرمہ میں یہ چیزیں ناجائز ہیں اور اگر کوئی ایسا کرے گا تو بدلہ واجب ہوگا اور حرم مدینہ میں خلاف اولیٰ ہیں اور بدلہ دینا واجب نہ ہوگا۔ یہ ممانعت بھی دونوں جگہ مکان کی فضیلت کے لحاظ سے ہے جیسا کہ شاہی محلوں کے آس پاس کی جگہیں ساری دنیا میں محترم اور قابل ادب ہوتی ہیں وہاں شکار وغیرہ کھیلنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی اور کسی کو وہاں کی پیداوار میں تصرف کا بھی حق نہیں ہوتا یہ ایک معروف چیز ہے۔

دوسرا مضمون مدینہ منورہ میں قیام کے متعلق ہے یہ مضمون بھی بہت سی روایات میں آیا ہے بخاری شریف کی ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے پیشین گوئی کے طور پر فرمایا ہے کہ یمن فتح ہوگا بعض لوگ اس کے حالات کی تحقیق کریں گے پھر اپنے اہل وعیال کو اور جو لوگ ان کے کہنے میں آ جائیں گے ان کو لے کر وہاں چلے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا کاش وہ یہاں کی برکات کو جانتے اور شام فتح ہوگا لوگ وہاں کے حالات کی خبریں سن کر اپنے اہل کو اور جو ان کے کہنے میں آ جائیں گے ان کو لے کر وہاں منتقل ہو جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا کاش وہ اس کو جانتے، عراق فتح ہوگا اور لوگ وہاں کے حالات معلوم کر کے وہاں اپنے اہل کو اور جو کہنے میں آ جائیں ان کو لے کر وہاں منتقل ہو جائیں گے اور مدینہ ان کے لئے بہتر تھا کاش وہ اس کو جانتے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کا ارشاد اسی طرح پورا ہوا اور یہ شہر اسی ترتیب سے فتح ہوئے۔ (فتح)

www.islamicbulletin.com

حضرت ابو اسید ﷺ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ ﷺ شہید ہوئے تو ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ حضرت حمزہ ﷺ کی قبر پر تھے اوران کا کفن صرف ایک چھوٹی سی چادر تھی جو بدن پر بھی پوری نہ آتی تھی جب اس سے ان کے چہرہ کو ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں پر کھینچی جاتی تو چہرہ کھل جاتا حضور ﷺ نے فرمایا کہ چادر کو منہ کی طرف کر دواور پاؤں پر درخت کے پتے ڈال دو صحابۂ کرامؓ رو رہے تھے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ شاداب زمینوں کی طرف نکلیں گے وہاں جا کر کھانے اور پہننے کو خوب ملے گا کثرت سے سواریاں ملیں گی تو اپنے گھر والوں کو لکھیں گے کہ تم حجاز کی قحط زدہ زمین میں پڑے ہو یہاں آجاؤ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے کاش وہ جانتے اس امر کو۔ (ترغیب) مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ عنقریب لوگ دوسرے شہروں کی ثروت اور پیداوار کو دیکھ کر اپنے قریبی رشتہ داروں کو وہاں بلائیں گے کہ یہاں بڑی پیداوار ہے یہاں آجاؤ لیکن مدینہ کا قیام ان کے لئے بہتر ہے کاش وہ اس کی بہتری کو جانتے۔ (زرقانی علی المواہب) اور ظاہر ہے کہ دنیا کی ثروت یا پیداوار جتنی بھی زیادہ ہو جائے جو بات مدینہ پاک میں برکات کے اعتبار سے ہے اور حضور اقدس ﷺ کے پڑوسی ہونے کی جو سعادت وہاں حاصل ہے اور دین کی طرف رغبت کے جو اسباب وہاں ہیں وہ کسی دوسری جگہ کہاں میسر آسکتے ہیں اوران قیمتی موتیوں کے مقابلہ میں دنیاوی مال ومتاع لاکھوں کا ہو یا کروڑوں کا کب کر سکتا ہے مسند بزار کی ایک حدیث میں حضرت جابر ﷺ سے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مدینہ منورہ سے بعض آدمی کسی شاداب زمین کی طرف ثروت کی تلاش میں جائیں گے اور وہاں ثروت اور شادابی مل جائے گی تو وہ اپنے اہل وعیال کو بھی وہاں منتقل کر لیں گے لیکن اگر وہ مدینہ کے فضائل سے باخبر ہوتے تو یقیناً مدینہ ان کے لئے بہتر تھا۔ (زرقانی)

تیسرا مضمون یہ ہے کہ جو شخص مدینہ کے قیام کو اس سے اعراض کر کے اور بددل ہو کر چھوڑے گا حق تعالیٰ شانہٗ اس کا نعم البدل یہاں تجویز کرے گا۔ حافظ ابن عبد البرؒ، قاضی عیاضؒ وغیرہ نے اس کو حضور ﷺ کے زمانہ کیساتھ خاص بتایا ہے لیکن امام نوویؒ اور علامہ ابی مالکیؒ وغیرہ نے اس کو ہمیشہ کے لئے عام بتایا ہے۔ علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ یہ بات ان حضرات کے لئے ہے جو وہاں کے باشندے ہیں وہاں مستقل رہنے والے ہیں اور حضرات دوسری جگہ کے مقیمین محض زیارت کیلئے آئے ہوں وہ اس میں داخل نہیں لیکن یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی مدینہ طیبہ کے قیام کو ترک کر کے دوسری جگہ کو وطن بنایا ہے لیکن حقیقت میں اشکال نہیں ہے اس لئے کہ ان حضرات کا ترک وطن درحقیقت ایک بڑا مجاہدہ اور ایثار تھا اگر یہ حق تعالیٰ شانہٗ ان کی قبرؤں

www.islamicbulletin.com

کوانوار و برکات سے خوب پُر کرے اپنی ذاتی غرض اور اپنی ذات کے نفع کو مقدم فرماتے تو آج ہندوستان اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں اسلام کیسے پھیلتا یہ انھیں حضرات کی قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ دینا کے ہر خطہ میں اسلام کی روشنی پھیلی ہوئی ہے ان حضرات کا دور دراز شہروں میں جا کر قیام فرمانا دین کی خاطر تھا اسلام کی خاطر تھا اللہ کی رضا کے واسطے تھا اور اس کے پاک رسول ﷺ کی محنت کو پھیلانے کے واسطے تھا یہ خود حضور ﷺ ہی کی خوشنودی کے واسطے اپنی دل بستگی کو چھوڑنا تھا۔

أُرِيْدُ وِصَالَهٗ وَيُرِيْدُ هَجْرِي فَأَتْرُكُ مَا أُرِيْدُ لِمَا يُرِيْدُ

''میں محبوب کا وصال چاہتا ہوں اور وہ مجھ سے جدائی پسند کرتا ہے اس لئے میں اپنی خوشی پر قربان کرتا ہوں۔''

ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مدینہ پاک چھوڑنے پر وہاں کی برکات سے وہاں کی نمازوں میں اجر و ثواب کی زیادتی سے جو نقصان واقع ہوا انشاء اللہ اس سے کروڑوں درجہ زائد وہ ثواب ان کو ملتا رہے گا جو ان کے برکت سے دنیا میں اسلام پھیلنے سے ان کے حصہ میں آیا اور قیامت تک آتا رہے گا اس لئے کہ بہت سی احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام کرے تو اس کو اس کا ثواب تو ہو ہی گا لیکن اس کی وجہ سے جتنے آدمی اس نیک کام کو کرتے رہیں گے ان سب کے کرنے کا ثواب کرنے والوں کو مستقل ملتا رہے گا اور اس شخص کو سب کرنے والوں کے کرنے کا ثواب مستقل ملتا رہے گا اس لحاظ سے مدینہ پاک کے چھوٹنے سے جو ان حضرات کے اعمال کے ثوابوں میں کچھ کمی ہوئی ہوگی اس سے بدر جہا زائد قیامت تک جتنے آدمی مسلمان ہوتے رہیں گے اور نیک اعمال کرتے رہیں گے ان کے اعمال کا ثواب ان حضرات کو انشاء اللہ ہوتا رہے گا جن کی وجہ سے جہاں جہاں اسلام پھیلا اسی وجہ سے اکابر تعلیم و تبلیغ پر بہت زیادہ زور دیتے رہے کہ آدمی اگر خود نیک اعمال کرے تو اس کا ثواب اپنی زندگی تک ہے لیکن دوسروں کو نیک عمل پر لگا جائے تو ان سب کے اعمال کا ثواب اس شخص کو ملتا رہے گا جس کی سعی اور کوشش سے دوسرے لوگوں نے کوئی نیک عمل کیا ہو مفت کا ثواب ہے اور گویا ایک سرمایہ ہے جو کسی تجارت میں لگا دیا گیا اور ہمیشہ اس کا نفع ملتا رہے گا یا ایک کرایہ کی جائداد ہے جس کا کرایہ گھر بیٹھے ہمیشہ وصول ہوتا رہے گا اس لئے بہت زیادہ کوشش اس کی ہونا چاہئے کہ اپنی کوشش سے جتنے بھی زیادہ سے زیادہ آدمی دین پر قائم ہو جائیں دین پر پختہ ہو جائیں نیک عمل کرنے لگیں وہ غنیمت ہے۔

چوتھا مضمون اس حدیث میں یہ ہے کہ جو شخص مدینہ کی تکالیف کو برداشت کر کے ان پر صبر کر کے وہاں قیام کریگا حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کا سفارشی یا گواہ ہوں گا۔ یہ مضمون بہت سی احادیث

میں ذکر کیا گیا ہے۔ حرہ کی لڑائی میں جب کہ مدینہ منورہ پر چڑھائی ہو رہی تھی ایک شخص حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس آئے اور جنگ کی وجہ سے مدینہ پاک میں سخت گرانی اور اپنے کنبہ کی کثرت کا ذکر کر کے کہیں باہر جانے کا مشورہ کرنے لگے حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا تیرا ناس ہو میں کبھی بھی تجھے کسی دوسری جگہ منتقل ہونے کا مشورہ نہیں دوں گا میں نے خود حضور ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص مدینہ کی سختی اور بھوک پر صبر کریگا میں اس کا قیامت میں سفارشی یا گواہ ہوں گا۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ راوی کو شک ہے کہ حضور ﷺ نے سفارشی کا لفظ فرمایا یا گواہ کا لفظ فرمایا علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ لفظ یعنی سفارشی یا گواہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت ابوہرہؓ، حضرت اسماء بنت عمیسؓ، حضرت صفیہ بنت عبیدؓ سب کی حدیثوں میں موجود ہے یہ بات بہت دشوار ہے کہ سب ہی کو شک ہو گیا اس لئے ظاہر یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے خود ہی دونوں لفظ ارشاد فرمائے اور یہ آدمیوں کے اختلاف کی وجہ سے فرمایا کہ بعض لوگوں کے لئے سفارشی بنوں گا اور بعض کے لئے گواہ، مثلاً گنہگاروں کے لئے سفارشی اور متقی لوگوں کے لئے گواہ یا یہ کہ جن حضرات کی وفات حضور اقدس ﷺ کی حیات میں ہوئی ان کے لئے گواہ اور جن کی وفات حضور ﷺ کے وصال کے بعد ہوئی ان کے لئے سفارشی۔ بعض روایات میں یا کے بجائے اور کا لفظ آیا ہے کہ میں ان کے لئے سفارشی اور گواہ ہوں گا اس روایت کے موافق سب کے لئے دونوں چیزیں جمع ہو گئیں۔ اور یہ سفارش اور شہادت جو ان حضرات کے لئے ہو گی وہ عام مؤمنین کیلئے سفارش اور شہادت کے علاوہ خصوصی ہو گی جو اہل مدینہ کے اعزاز و اکرام پر دلالت کرتی ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ سفارش ہی خاص قسم کی ہو گی مثلاً تخفیف حساب کی سفارش ہو یا کسی خاص نوع کے اکرام کی سفارش ہو مثلاً عرش کے سایہ تلے ہونے کی یا جنت میں جلدی داخلہ کی یا خصوصی منبروں کی جیسا کہ احادیث میں بعض لوگوں کے متعلق آتا ہے کہ وہ نور کے منبروں پر ہوں گے۔ یا اور کوئی اسی قسم کے اعزاز کی اور جو شخص ان فضائل سے واقف ہو گا وہ کیسے وہاں کی مشقتوں پر رغبت سے راضی نہ ہو گا۔ بالخصوص جب کہ حضور اقدس ﷺ کا قرب ہر وقت حاصل ہو۔

پائے در زنجیر پیش دوستاں   بہ کہ با بیگانگان در بوستاں

''دوستوں کے ساتھ قید میں رہنا بھی غیروں کے ساتھ باغ میں رہنے سے بہتر ہے۔''

اور اس کے ساتھ وہاں کے قیام میں جو ہر عمل میں ثواب کی زیادتی ہے وہ مزید برآں اور یہ تو جب ہے وہاں مشقتیں زائد ہوں بھی ورنہ کون سی جگہ دنیا میں ایسی ہے جہاں کسی نہ کسی نوع کی تکالیف نہیں ہیں اور خصوصاً اس فتنہ کے زمانہ میں تو ہر جگہ تکالیف ہی تکالیف ہیں فتنہ کے زمانہ میں تو

www.islamicbulletin.com

ہر جگہ تکالیف ہی ہیں اس کے باوجود لوگ مقیم ہیں اس سے منتقل ہونا خوشی سے گوارا نہیں کرتے تو پھر مدینہ جیسی جگہ کے قیام کا کیا کہنا۔

٤)......عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ ان رسول الله ﷺ قال ان الایمان لیارز الی المدینة کماتارز الحیة الی حجرها۔ (رواه البخاری)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیشک ایمان مدینہ کی طرف ایسا کھنچ کر آتا ہے جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف آجاتا ہے۔

فائدہ: بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ ابتدائی زمانہ کے اعتبار سے ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں اور خلفائے راشدین کے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانہ میں جن لوگوں کے دل میں ایمانی جذبہ تھا وہ جوق جوق مدینہ طیبہ حضور ﷺ کی زیارت اور دین کے سیکھنے کے واسطے آتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ تمام زمانوں کیلئے ہے کہ ایمانی جذبہ رکھنے والے حضور اقدس ﷺ کی قبر شریف کی زیارت اور حضور ﷺ کی مسجد میں نماز اور آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کے صحابۂ کرامؓ کے آثار کی زیارت کے شوق میں کھنچے چلے جاتے ہیں اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ نے آخر زمانہ کا حال بتایا ہے کہ ساری دنیا میں سے دین سمٹ کر مدینہ طیبہ میں آجائے گا اس کی تائید ایک اور حدیث سے ہوتی ہے جس کو امام ترمذیؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بستیوں میں سب سے آخری بستی جو قیامت کے قریب ویران ہوگی وہ مدینہ طیبہ ہوگا یعنی اس کی ویرانی ساری آبادیوں کے بعد ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

٥)......عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال اللّٰهم اجعل بالمدینة ضعفی ما جعلت بمكة من البركة (متفق علیه کذافی المشکوٰۃ)

ترجمہ)......حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی یہ دعا نقل کرتے ہیں اے اللہ تعالیٰ جتنی برکتیں آپ نے مکہ مکرمہ میں رکھی ہیں ان سے دگنی برکتیں مدینہ منورہ میں عطا فرما۔

فائدہ: جو حضرات مدینہ طیبہ کو مکہ مکرمہ سے افضل بتائے ہیں وہ اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں جیسا کہ حدیث نمبر۲ کے ذیل میں گذرا اور جو حضرات مکہ مکرمہ کو افضل بتاتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں برکت سے مراد خاص طور سے روزی میں برکت مراد ہے مسلم شریف کی ایک حدیث میں یہ مضمون ذرا تفصیل سے آیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کا معمول تھا کہ جب موسم میں کوئی پھل آتا تو سب سے پہلا پھل حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا حضور ﷺ اس کو لے کر یہ دعا فرماتے کہ اے اللہ ہمارے

پھلوں میں برکت فرما اور ہمارے شہر میں برکت فرما اور ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تھے، تیرے خلیل تھے، تیرے نبی تھے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرا نبی ہوں انھوں نے مکہ مکرمہ کیلئے دعا کی میں ویسی ہی دعا مدینہ طیبہ کیلئے کرتا ہوں اور اس سے دوچند کی دعا کرتا ہوں اس کے بعد کسی چھوٹے بچے کو وہ پھل مرحمت فرمادیتے۔ اس حدیث شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی طرف اشارہ فرمایا جو قرآن پاک میں مذکور ہے۔

فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ۔

''اے اللہ لوگوں کے دل اس شہر (مکہ مکرمہ) میں رہنے والوں کی طرف مائل کر اور ان کو پھل عطا فرما''

ایک حدیث میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا گوشت اور پانی میں برکت کے متعلق وارد ہوئی اور حضور ﷺ نے اپنی اس دعا کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا پر مرتب فرمایا اس لئے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ برکت بھی ان ہی چیزوں کے متعلق ہے صاع اور مد دو پیمانے ہیں جن سے غلہ ناپا جاتا ہے۔ ان میں برکت کے یہ معنی ہیں کہ رزق میں فراخی ہو۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس دعا کا قبول ہونا مشاہدہ میں آتا ہے کہ جو مقدار کھانے کی مدینہ میں کافی ہوجاتی ہے اتنی مقدار کھانے کی مدینہ سے باہر کافی نہیں ہوتی وہاں رہنے میں اس کا تجربہ ہوتا ہے۔ (فتح) اور جو حضرات مدینہ طیبہ کی افضلیت کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ برکت کے معنی خیر میں زیادتی کے ہیں جو دین اور دنیا دونوں کی خیر کو شامل ہے اس لئے ہر نوع کی خیر میں مکہ مکرمہ سے دوچند کی دعا ہے (فتح) ایک حدیث میں آیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ جارہے تھے جب مدینہ سے باہر حرہ سقیا پر پہنچے (ایک جگہ کا نام ہے مدینہ کی آبادی سے باہر) تو حضور اقدس ﷺ نے وضو کا پانی منگایا اور وضو کرکے قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہنے کے بعد یہ دعا کی ''اے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تھے تیرے خلیل تھے انھوں نے مکہ والوں کے لئے برکت کی دعا کی اور میں محمد ہوں (ﷺ) تیرا بندہ ہوں تیرا رسول ہوں میں تجھ سے مدینہ والوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے مد میں اور ان کے صاع میں ایسی ہی برکت کر جیسی کہ تو نے اہل مکہ کے لئے کی اور اس کے ساتھ دوچند برکتیں زیادہ کر۔ (کنز) اس حدیث شریف میں تین گنا زیادتی کی دعا ہوئی۔

صاحب ترغیب نے اس کی سند کو عمدہ اور قوی بتایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں گرانی بہت ہوگئی اور لوگ سخت مشقت میں پڑ گئے تو حضور ﷺ نے صبر کی تلقین فرمائی

www.islamicbulletin.com

اور یہ خوشخبری دی کہ میں نے تمہارے لئے تمہارے صاع اور تمہارے مُد میں برکت کی دعا کی ہے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کھانا علیحدہ علیحدہ نہ کھایا کرو، اکٹھے ہو کر کھایا کرو اس صورت میں ایک کا کھانا دو کو کافی ہو جاتا ہے اور دو کا کھانا چار کو کافی ہو جاتا ہے اور چار کا پانچ چھ کو کافی ہو جاتا ہے اکٹھے کھانے میں برکت ہوتی ہے جو شخص مدینہ طیبہ کی مشقت پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کے لئے سفارشی اور گواہ بنوں گا اور جو شخص مدینہ سے اعراض کر کے یہاں سے جائے گا حق تعالیٰ شانہٗ اس کا بہترین بدل یہاں کرے گا۔ اور جو مدینہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا وہ اس طرح پگھل جائے گا جیسا کہ پانی میں نمک پگھل جاتا ہے (ترغیب) یہ مضمون بھی بہت سی روایات میں نقل کیا گیا جیسا کہا آئندہ حدیث کے ذیل میں آرہا ہے۔

٦)...... عن سعد ﷺ قال قال رسول الله ﷺ لا یکید اهل المدینة احدا الا انماع کماینماع الملح فی الماء۔ (متفق علیه کذافی المشکوٰۃ)

ترجمہ)...... حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو کوئی بھی مدینہ منورہ کے رہنے والوں کے ساتھ مکر کرے گا وہ ایسا گھل جائے گا جیسا پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔

فائدہ: یہ مضمون بہت سی احادیث میں بہت مختلف عنوانات سے نقل کیا گیا اس سے پہلی حدیث کے ذیل میں حضرت عمر ﷺ سے بھی حضور ﷺ کا ارشاد اس قسم کا نقل کیا گیا مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص مدینہ والوں کے ساتھ قسم کی برائی کا ارادہ کرے گا حق تعالیٰ شانہٗ اس کو آگ میں اس طرح پگھلا دیں گے جس طرح آگ میں رانگ پگھلتا ہے یا پانی میں نمک گھل جاتا ہے حضرت جابر ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ وہ شخص برباد ہو جائے جو رسول اللہ کو ڈراتا ہے ان کے صاحبزادہ نے پوچھا کہ حضور ﷺ کا وصال ہو چکا حضور ﷺ کو کوئی شخص کس طرح ڈرا سکتا ہے تو حضرت جابر ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص مدینہ والوں کو ڈراتا ہے وہ اس چیز کو ڈراتا ہے جو میرے پہلو کے درمیان ہے (یعنی میرے دل کو) ایک دوسری حدیث میں ہے جو شخص مدینہ والوں کو ڈرائے اللہ جل شانہٗ اس کو ڈرائے حضرت عبادہ ﷺ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا کہ اے اللہ جو شخص مدینہ والوں پر ظلم کرے یا ان کو ڈرائے تو اس کو ڈرا اور اس پر اللہ کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور ساری دینا کی لعنت نہ اس کی فرض عبادت مقبول نہ نفل عبادت مقبول حضرت سائب بن خلاد ﷺ سے بھی حضور ﷺ کا یہ ارشاد ایسے ہی نقل کیا گیا جیسا کہ حضرت عبادہ ﷺ نے نقل کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ سے نقل کیا گیا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مدینہ والوں کو تکلیف پہنچائے اس کو اللہ تعالیٰ تکلیف پہنچائے اور اس پر اللہ کی لعنت فرشتوں کی لعنت

www.islamicbulletin.com

ساری دنیا کے آدمیوں کی لعنت نہ اس کا فریضہ مقبول نہ نفل (ترغیب) حضرت زید بن اسلم ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ دعا کی ہے اے اللہ جو مدینہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو اس کو ایسا پگھلا دے جیسا رانگ آگ میں اور نمک پانی میں اور چکنائی دھوپ میں پگھلتی ہے۔ (کنز العمال) اور بھی بعض صحابۂ کرام سے اس قسم کے مضامین نقل کئے گئے ہیں یہ بڑی سخت وعیدیں ہیں جو لوگ زیارت کے واسطے وہاں حاضر ہوں وہ اس کا بہت زیادہ خیال اور اہتمام رکھیں کہ نہ لوگوں کو اذیت پہنچائیں نہ خرید اور فروخت میں ان سے کسی قسم کی چالبازی اور مکر کریں یہاں رہتے ہوئے بھی وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ کسی قسم کی دغابازی کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اس کا بہت لحاظ رکھیں جو معاملہ ان کے ساتھ کریں وہ نہایت صفائی کا ہونا چاہئے کسی قسم کی دغا اور فریب ان لوگوں کے ساتھ کرنے سے بہت زیادہ احتراز کریں۔

۷)......عن انس ﷺ عن النبی ﷺ قال من صلی فی مسجدی اربعین صلوٰۃ لاتفوتہ صلوٰۃ کتب لہ براءۃ من النار وبراءۃ من العذاب وبریٔ من النفاق۔ (رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط ورجالہ ثقات وروی الترمذی بعضہ کذافی مجمع الزوائد)

ترجمہ)......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ایسی طرح پڑھے کہ ایک نماز بھی اس کی مسجد سے فوت نہ ہو تو اس کیلئے آگ سے براءۃ لکھی جاتی ہے عذاب سے براءۃ لکھی جاتی ہے اور وہ شخص نفاق سے بری ہے۔

فائدہ: بڑی اہم فضیلت ہے اور بڑی آسان زائرین کو چاہئے کہ کم از کم اٹھ روز کا قیام وہاں ضرور کریں۔ اور جانے سے پہلے اونٹ یا موٹر والوں سے آٹھ روز کا قیام طے کرلیں تا کہ چالیس نمازیں پوری ہو جائیں اور اس کا اہتمام کریں کہ اس درمیان میں کوئی نماز فوت نہ ہونے پائے اگر کسی جگہ زیارت وغیرہ کو جانا ہو تو ایسی صورت تجویز کریں کہ صبح کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر جائیں اور ظہر کی نماز واپسی میں مسجد میں میسر ہو جائے۔

۸)......عن عائشۃ رضؓ ان النبی ﷺ کان یقول للمریض بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا یَشْفِیْ سَقِیْمَنَا۔ (رواہ البخاری وروی بمعناہ مسلم وابوداؤد)

ترجمہ)......حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ مریض کیلئے فرمایا کرتے تھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا یَشْفِیْ سَقِیْمَنَا)

فائدہ: اس دعا کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض آدمیوں کے لب کے ساتھ مل کر ہمارے بیمار کو شفا دیتی ہے مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جب

www.islamicbulletin.com

کوئی آدمی بیمار ہوتا یا اس کے کوئی زخم وغیرہ ہوتا تو حضور ﷺ ایسا کرتے امام نوویؒ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ انگلی کو لب لگا کر زمین پر لگاتے تاکہ اس کو مٹی لگ جائے اور یہ دعا پڑتے پھر اس کو اس جگہ لگا دیتے جو ماؤف ہے بعض علماء نے اس کو عام کہا ہے وہ ہر جگہ کی مٹی کے متعلق ایسا ہی کہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ وطن کی مٹی کو مزاج سے مناسبت میں خاص دخل ہوتا ہے جیسا کہ حافظؒ نے فتح الباری میں اس کو وضاحت سے نقل کیا ہے اور بعض علماء نے اس کو مدینہ پاک کی مٹی کے ساتھ خاص بتایا ہے علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں مدینہ پاک کی خصوصیات میں لکھا ہے کہ اس کا غبار جذام اور برص کیلئے خصوصیت سے شفا ہے علامہ زرقانیؒ کہتے ہیں کہ یہ نہ کوئی طبی چیز ہے نہ عقلی چیز ہے لیکن منکر کو نفع نہیں کرتی علامہ زرقانیؒ نے بعض لوگوں کے حالات بھی لکھے ہیں جن کو برص کی بیماری تھی اور مدینہ پاک کی مٹی ملنے سے وہ اچھے ہو گئے علامہ قسطلانی کہتے ہیں بلکہ مرض کیلئے شفا ہے علامہ زرقانیؒ نے لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ قبیلہ بنوالحارث کے پاس گئے وہ لوگ بیمار تھے حضور ﷺ نے فرمایا کیا حال ہے کہنے لگے حضور ﷺ ہم بخار میں مبتلا ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس تو صعیب موجود ہے (یہ مدینہ کی ایک خاص جگہ کا نام ہے جو وادیٔ بطحان میں ہے) انھوں نے عرض کیا کہ صعیب کو کیا کریں حضور ﷺ نے فرمایا اس کی مٹی لے کر پانی ڈال کر اس پر یہ پڑھ کر لب ڈالو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ تُرَابُ اَرۡضِنَا بِرِیۡقِ بَعۡضِنَا شِفَاءٌ لِّمَرِیۡضِنَا بِاِذۡنِ رَبِّنَا ط

ان حضرات نے اس کا استعمال کیا اللہ کے فضل سے بخار جاتا رہا۔ اس قصہ کے نقل کرنے والے ایک راوی کہتے ہیں کہ لوگوں کے اس جگہ سے مٹی اٹھانے کی وجہ سے وہاں گڑھا بھی پڑ گیا بہت سے لوگوں نے اس کا تجربہ کیا علامہ سمہودیؒ کہتے ہیں کہ یہ جگہ اب تک بھی موجود ہے لوگ اس کی مٹی بیماروں کے واسطے لاتے ہیں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مدینہ کا غبار کوڑھ کی بیماری کے لئے شفا ہے۔ (زرقانی) اس ناکارہ کا تجربہ تو یہاں تک ہے کہ مدینہ طیبہ کی مٹی اس دعا کے ساتھ طاعون کی گلٹی تک کیلئے بھی نافع ہوئی ہے اور وفاء الوفا میں حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کی مٹی ہر بیماری کا علاج ہے۔

۹)......عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت بهافانی اشفع لمن یموت بها (رواہ الترمذی وابن ماجه وابن حبان فی صحیحه والبیهقی ولفظ ابن ماجه فانی اشهدلمن مات بهاکذافی الترغیب۔)

www.islamicbulletin.com

تھا کہ میں نے ایک نوجوان کی نعش رکھی ہوئی دیکھی جونہایت حسین چہرہ والا تھا میں نے جو اس کے چہرہ کو غور سے دیکھا تو تبسم کرتے ہوئے کہنے لگا ابوسعید تمہیں معلوم نہیں کہ عشاق مرتے نہیں بلکہ وہ زندہ رہتے ہیں اگر چہ ظاہر میں مرجائیں ان کی موت ایک عالم سے دوسرے عالم میں انتقال ہوتا ہے شیخ ابو یعقوب سنوسیؒ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید مکہ مکرمہ میں آیا اور کہنے لگا اے استاد میں کل کوظہر کے وقت مرجاؤں گا یہ اشرفی لے لیجئے اس میں سے نصف تو قبر کھودنے والے کی اجرت ہے اور نصف کفن وغیرہ کی قیمت ہے جب دوسرے دن ظہر کا وقت آیا وہ مسجد حرام میں آیا اور طواف کیا اور تھوڑی دور جا کر مرگیا میں نے اس کی تجہیز وتکفین کی جب اس کو قبر میں رکھا اور اس نے آنکھیں کھول دیں میں نے کہا کیا مرنے کے بعد بھی زندگی ہے کہنے لگا ہاں میں زندہ ہوں اور اللہ جل شانہٗ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے۔ (روض)

ہمارے اکابر میں حضرت حافظ محمد ضامن صاحب شہیدؒ تھانوی کے صاحبزادہ حافظ محمد یوسف صاحبؒ بڑے صاحب تصرف بزرگ تھے ان کے تصرفات اور زود اثروں کے بہت سے قصے میں نے اپنے اکابر سے جنھوں نے ان کی زیارت کی اور ان کے تصرفات دیکھے بکثرت سنے ہیں۔ یہ قصہ میں نے اپنے ماموں مولوی محمود صاحب رامپوریؒ سے سنا ہے کہ انھوں نے انتقال سے ایک دن قبل مولوی محمود صاحبؒ سے فرمایا کہ ہمیں بہت سے چٹکلے معلوم ہیں ایک تمھیں بھی بتادیں گے گھر بیٹھے دوسو روپیہ ماہوار ملتے رہیں گے کسی وقت پوچھ لینا میں نے کہا بہتر ہے خیال کیا کہ کسی دن فرصت کے وقت پوچھ لونگا شام کو عصر کی نماز کے وقت جب تکبیر ہو رہی تھی صف سے ذرا آگے منہ نکال کر میری طرف چپکے سے اشارہ کرکے فرمایا کہ وہ بات یاد رکھنا پھر ہم چلے جائیں گے مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا وقت اس کا تھا دوسرے دن صبح کو دیوبند وغیرہ متعدد جگہ احباب کو خطوط لکھوائے جس میں مختلف امور کے ساتھ یہ لفظ بھی تھا کہ میرا آج سفر کا ارادہ ہے ہم لوگ یہ سمجھتے رہے کہ اکثر بھوپال قیام رہتا ہے وہاں تشریف لے جانے کا ارادہ ہوگا یا کہیں اور، رعب کی وجہ سے ہر شخص ہر وقت بات کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا اگر چہ طبع مبارک میں مزاح بے حد تھا لیکن اس کے ساتھ ہی جلال بھی بہت تھا شام کو عصر کی نماز پڑھ کر جب ہم سب گھر کی طرف چلے وہ اکثر اوقات مسجد میں تشریف رکھا کرتے تھے اس لئے مسجد میں رہ گئے چند ہی قدم باہر چلے تھے کہ ایک شخص پیچھے سے دوڑا ہوا آیا کہ حضرت حافظ صاحب کا وصال ہوگیا ہم لوگ حیرت سے واپس ہوئے کہ ابھی سب کے ساتھ نماز پڑھی ہے مسجد میں آکر دیکھا تو چارپائی پر قبلہ رخ لیٹے ہوئے ہیں لنگی جو ہمیشہ کا معمول تھی بندھ رہی ہے اور کرتہ نکلا ہوا سرہانے رکھا ہے۔ (رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ)۔

(۵۶) سعید بن ابی عروبہ فرماتے ہیں کہ حجاج ثقفی (جس کا ظلم وستم شہرۂ آفاق ہے) جب حج کو

گیا تو راستہ میں ایک جگہ منزل پر خادموں سے ناشتہ طلب کیا اور اپنے دربان سے کہا کہ دیکھ یہاں کوئی مقامی آدمی ہو تو اس کو میرے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بلالا تا کہ میں اس سے یہاں کے حالات کی تحقیق کروں وہ گیا اور پہاڑ پر ایک بدو دو چادروں میں پڑا ہوا سو رہا تھا اس کو لات مار کر اٹھایا کہ چل تجھ کو امیر بلا رہے ہیں وہ آیا تو حجاج نے کہا کہ ہاتھ دھو کر میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ اس بدو نے کہا کہ مجھے اس نے دعوت دے رکھی ہے جو تجھ سے بھی افضل ہے حجاج نے کہا وہ کون کہنے لگا کہ حق تعالیٰ شانہ نے مجھے روزہ کی دعوت دی ہے حجاج کہنے لگا کہ ایسی سخت گرمی میں روزہ بدو نے کہا ہاں ایسے دن کے لئے جو اس سے بھی زیادہ سخت گرم ہوگا حجاج نے کہا آج افطار کر لو کل قضا رکھ لینا بدو نے کہا اگر تم اس کا ذمہ لو کہ میں کل تک زندہ رہوں گا تو میں افطار کر لوں گا حجاج نے کہا اس کا کون ذمہ لے سکتا ہے کہنے لگا تو پھر نقد کو ایسے ادھار پر محول کرتا ہے جس کا ذمہ بھی نہیں لیتا حجاج نے کہا یہ کھانا بہت لذیذ ہے بدو نے کہا کہ نہ تم نے اس کو لذیذ بنایا نہ باورچی نے بلکہ تندرستی نے اس کو اچھا کر رکھا ہے مصنف نے دو شعروں میں اس کی توضیح کی ہے کہ کھانے کو باورچی اچھا نہیں کرتا بلکہ تندرستی سے کھانا اچھا ہوتا ہے اگر میری صحت اچھی نہیں تو کوئی بھی کھانا لذیذ نہیں اور صحت اچھی ہے تو ساری کھانے کی چیزیں لذیذ ہیں (روض)۔

(۵۷) حجاج بن یوسف جب حج کو گیا تو ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی موجودگی میں کعبہ کے گرد زور سے لبیک کہتا ہوا طواف کر رہا ہے حجاج نے کہا کہ اس شخص کو میرے پاس پکڑ کر لاؤ وہ حاضر کیا گیا حجاج نے پوچھا تو کن لوگوں میں سے ہے اس نے کہا مسلمانوں میں سے حجاج نے کہا میں یہ نہیں پوچھتا اس نے کہا اور کیا مقصد ہے حجاج نے کہا کس شہر کا رہنے والا ہے اس نے کہا یمن کا حجاج نے پوچھا کہ تو نے محمد بن یوسف جو حجاج کا حقیقی بھائی تھا کو کس حال میں چھوڑا وہ کہنے لگا بہت موٹا تازہ کثرت سے کپڑے پہننے والا بہت کثرت سے سواری پر پھرنے والا کبھی شہر کے اندر کبھی شہر کے باہر گھومنے والا حجاج نے کہا میرا یہ سوال نہیں اس نے کہا اور کیا مقصد ہے حجاج نے کہا اس کی عادتیں کیسی ہیں کہنے لگا بڑا ظالم بڑا جابر مخلوق کا مطیع خالق کا گنہگار حجاج نے کہا تجھے ایسی سخت باتیں کہنے کی کیسے ہمت ہوئی جبکہ تو اس کا مرتبہ میری نگاہ میں (رشتہ داری کی وجہ سے) جانتا ہے اس نے کہا کیا اس کا مرتبہ تیری نگاہ میں اس سے زیادہ ہے جو میرا مرتبہ اللہ جل شانہ کی نگاہ میں ہے میں اس کے گھر کی زیارت کیواسطے آیا ہوں اس کے نبی کی تصدیق کرنے والا ہوں اس کا فرض ادا کر رہا ہوں اس کے دین کی اطاعت کر رہا ہوں یہ سن کر حجاج چپ ہو گیا کچھ جواب نہ دے سکا وہ آدمی واپس چلا گیا اور کعبہ کا پردہ پکڑ کر کہنے لگا اے اللہ تجھی سے پناہ مانگتا ہوں اور تجھی کو جائے پناہ بناتا ہوں اے اللہ تیری کشائش ہی قریب ہے اور تیرا ہی احسان قدیم ہے اور تیری ہی عادات بہترین ہیں۔(روض)

www.islamicbulletin.com

(۵۸)ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ طواف کرر ہا تھا دفعۃً میں نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ اس کے کاندھے پر ایک بچہ بہت کم سن بیٹھا ہے اور وہ یہ ندا کر رہی ہے اے کریم! اے کریم تیرا گذرا ہوا زمانہ (یعنی کیسا موجب شکر ہے) میں نے پوچھا وہ کیا چیز ہے جو تیرے اور مولیٰ کے درمیان گذری کہنے لگی کہ میں ایک مرتبہ کشتی پر سوار تھی اور تاجروں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی طوفانی ہوا ایسے زور سے آئی کہ وہ کشتی غرق ہوگئی اور سب کے سب ہلاک ہوگئے میں اور بچہ ایک تختہ پر رہ گئے اور ایک حبشی آدمی دوسرے تختہ پر ہم تین کے سوا کوئی بھی ان میں سے نہ بچا جب صبح کا چاند ہوا تو اس حبشی نے مجھے دیکھا اور پانی کو ہٹاتا ہٹاتا میرے تختہ کے پاس پہنچ گیا اور جب اس کا تختہ میرے تختہ کے ساتھ مل گیا تو وہ بھی میرے تختہ پر آگیا اور مجھ سے بری بات کی خواہش کرنے لگا میں نے کہا اللہ سے ڈر، ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں اس سے خلاصی اس کی بندگی سے بھی مشکل ہو رہی ہے چہ جائیکہ اس کا گناہ ایسی حالت میں کریں کہنے لگا ان باتوں کو چھوڑ خدا کی قسم یہ کام ہو کر رہے گا یہ بچہ میری گود میں سو رہا تھا میں نے چپکے سے ایک چٹکی اس کے بھر لی جس سے یہ ایک دم رونے لگا میں نے اس سے کہا اچھا ذرا ٹھہر جا میں اس بچہ کو سلا دوں پھر جو مقدر میں ہوگا ہو جائے گا اس حبشی نے اس بچہ کی طرف ہاتھ بڑھا اس کو سمندر میں پھینک دیا میں نے اللہ پاک سے کہا اے وہ پاک ذات جو آدمی کے اور اس کے دلی ارادہ میں بھی حائل ہو جاتی ہے میرے اور اس حبشی کے درمیان تو ہی اپنی طاقت اور قدرت سے جدائی کر بے تردد تو ہر چیز پر قادر ہے خدا کی قسم میں الفاظ کو پورا بھی نہ کرنے پائی تھی کہ سمندر سے ایک بہت بڑے جانور نے منہ کھولے ہوئے سر نکالا اور اس حبشی کا ایک لقمہ بنا کر سمندر میں گھس گیا اور مجھے اللہ جل شانہ نے محض اپنی طاقت اور قدرت سے اس حبشی سے بچایا وہ ہر چیز پر قادر ہے پاک ہے اس کی بڑی شان ہے اس کے بعد سمندر کی موجیں مجھے تھپیڑتی رہیں یہانتک کہ وہ تختہ ایک جزیرہ کے کنارے سے لگ گیا میں وہاں اتر پڑی اور یہ سوچتی رہی کہ یہاں گھاس کھاتی رہوں گی پانی پیتی رہوں گی جب تک اللہ جل شانہ کوئی سہولت کی صورت پیدا کرے اسی کی مدد سے کوئی صورت ہو سکتی ہے چار دن مجھے اس جزیرہ میں گذر گئے پانچویں دن مجھے ایک بڑی کشتی سمندر میں چلتی ہوئی نظر آئی میں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر اس کشتی کی طرف اشارہ کیا اور کپڑا جو میرے اوپر تھا اس کو خوب ہلایا اس میں سے تین آدمی ایک چھوٹی سی ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آئے میں ان کے ساتھ اس ناؤ پر بیٹھ کر اس کشتی پر پہنچی تو میرا یہ بچہ جس کو حبشی نے سمندر میں پھینک دیا تھا ان میں سے ایک آدمی کے پاس تھا میں اس کو دیکھ کر اس پر گر پڑی میں نے اس کو چوما گلے سے لگایا اور میں نے کہا کہ یہ میرا بچہ ہے میرا جگر پارہ ہے وہ کشتی والے کہنے لگے تو پاگل ہے تیری عقل ماری گئی ہے میں نے کہا نہ میں پاگل نہ میری عقل ماری گئی میرا عجیب قصہ ہے۔ پھر

میں نے ان کو اپنی سرگذشت سنائی یہ ماجرا سن کر سب نے حیرت سے سر جھکا لیا اور کہنے لگے تو نے بڑی حیرت کی بات سنائی اور اب ہم تجھے ایسی ہی بات سنائیں جس سے تجھے تعجب ہوگا ہم اس کشتی میں بڑے لطف سے چل رہے تھے ہوا موافق تھی اتنے میں ایک جانور سمندر کے پانی کے اوپر آیا اس کی پشت پر یہ بچہ تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک غیبی آواز ہم نے سنی کہ اگر اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا کر اپنے ساتھ نہ لیا تو تمہاری کشتی ڈوبو دی جائے گی ہم میں سے ایک آدمی اٹھا اور اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا لیا اور وہ جانور پھر پانی کے اندر چلا گیا تیرا واقعہ اور یہ واقعہ دونوں بڑی حیرت کے ہیں اور اب ہم سب عہد کرتے ہیں کہ آج کے بعد سے اللہ جل شانہٗ ہمیں کبھی کسی گناہ پر نہ دیکھے گا اس کے بعد ان سب نے توبہ کی وہ پاک ذات کتنی مہربان ہے بندوں کے احوال کی خبر رکھنے والی ہے بہترین احسانات کرنے والی ہے وہ پاک ذات مصیبت زدوں کی مصیبت کے وقت مدد کو پہنچنے والی ہے۔ (روض)

(۵۹) حضرت ابوعمر وزجاجیؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے چلا اور حضرت جنید کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے ایک درہم مجھے عطا فرمایا میں نے اس کو اپنے کمر بند میں باندھ لیا اس کے بعد جس جگہ بھی پہنچا خود بخود میرا انتظام ہوتا چلا گیا جب حج سے فارغ ہو کر حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ لاؤ ہمارا درہم میں نے خدمت میں پیش کر دیا فرمایا اس کی مہر کیسی پائی میں نے کہا بڑی چالو۔ (روض)

(۶۰) شیخ یوسف بن حمدانؒ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کے راستہ سے مکہ مکرمہ کو چلا فقراء کی ایک جماعت میرے ساتھ تھی ان میں ایک جوان جس کی بہترین صحبت اور اوقات کی حفاظت اور ذکر میں ہر وقت کی مشغولی سے مجھے اس پر رشک آتا تھا وہ ہر وقت اللہ کے ذکر و مناجات میں مشغول رہتا جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے تو وہ جوان بیمار ہوا اور سخت بیمار ہو کر ہم سے جدا ہو گیا ایک دن میں اپنے چند رفقاء کو ساتھ لے کر اس کی بیمار پرسی کو گیا ہم نے جب اس کی حالت اور بیماری کی شدت دیکھی تو ہم میں سے بعض نے مشورہ دیا کہ اس وقت کسی طبیب کی طرف رجوع کرنا چاہئے کہ اس کی بیماری کی تشخیص کرے شاید کوئی دوا مفید ہو جائے اس جوان نے یہ گفتگو سن کر آنکھیں کھولدیں اور مسکرایا اور کہنے لگا بزرگو اور دوستو موافقت کے بعد مخالفت کس قدر بری چیز ہے جب اللہ جل شانہٗ کسی بندے کیلئے ایک حال کو پسند کرے اور بندہ دوسری حالت کی کوشش کرے تو کیا یہ اللہ کے ارادہ کی مخالفت نہیں ہے ہم لوگ اس کی بات سے شرمندہ ہوئے پھر اس نے ہمیں دیکھا اور کہنے لگا کہ اگر عشق کے مارے ہوئے کی بیماری کیلئے کوئی دوا کسی صحت پائے ہوئے کے پاس تمہیں ملے تو عشق کے لئے دوا طلب کرو باقی یہ بیماریاں تو بدن کی پاکی اور گناہوں کا کفارہ ہیں آخرت کو یاد دلانے والی ہیں اور عشق کے مارے ہوئے کی

www.islamicbulletin.com

بیماری نفس کا مشاہدہ اور خواہشات کا اتباع ہے پھر اس نے تین شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے اللہ کے ہاتھ میں میری دوا ہے اور وہی میری بیماری سے واقف ہے میں اپنے نفس پر خواہشات کے اتباع سے ظلم کر رہا ہوں جب کسی بیماری کی دوا کرتا ہوں تو مرض میری دوا پر غالب ہو جاتا ہے۔ (روض)

(۶۱) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک مرتبہ قبض (دل تنگی) اور خوف کا شدید غلبہ ہوا میں پریشان حال ہو کر بغیر سواری اور توشہ کے مکہ مکرمہ چل دیا تین دن تک اسی طرح بغیر کھائے پیے چلتا رہا چوتھے دن مجھے پیاس کی شدت سے اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو گیا اور جنگل میں کہیں سایہ دار درخت کا بھی پتہ نہ تھا کہ اس کے سایہ میں ہی بیٹھ جاتا میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کیا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا اور مجھے نیند سی آگئی تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا لاؤ ہاتھ بڑھاؤ میں نے ہاتھ بڑھایا انھوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ تم صحیح سالم حج بھی کرو گے اور قبر اطہر کی زیارت بھی کرو گے میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں فرمایا میں خضر ہوں میں نے عرض کیا کہ میرے لیے دعا کیجئے فرمایا یہ الفاظ تین مرتبہ کہو۔

یَالَطِیْفًا بِخَلْقِهٖ یَاعَلِیْمًا بِخَلْقِهٖ یَاخَبِیْرًا بِخَلْقِهٖ اُلْطُفْ بِیْ یَالَطِیْفُ یَاعَلِیْمُ یَاخَبِیْرُ ط

"اے وہ پاک ذات جو اپنی مخلوق پر مہربان ہے اپنی مخلوق کے حال کو جانتا ہے ان کی ضروریات سے باخبر ہے تو مجھ پر لطف و مہربانی فرما اے لطیف اے علیم خبیر"

پھر فرمایا کہ یہ ایک تحفہ ہے جو ہمیشہ کام آنے والا ہے جب تجھے کوئی ضیق پیش آئے یا کوئی آفت نازل ہو تو ان کو پڑھ لیا کر تو تنگی رفع ہو جائے گی اور آفت سے خلاصی ہوگی یہ کہہ کر وہ تو غائب ہو گئے مجھے ایک شخص نے یا شیخ یا شیخ کہہ کر آواز دی میں اس کی آواز سے نیند سے جاگا تو وہ شخص اونٹنی پر سوار تھا مجھ سے پوچھنے لگا کہ ایسی صورت ایسے حلیے کا کوئی نوجوان تو تم نے نہیں دیکھا میں نے کہا کہ میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ کہنے لگا کہ ہمارا ایک نوجوان سات دن ہو گئے ہیں گھر سے چلا گیا ہمیں یہ خبر ملی کہ وہ حج کو جا رہا ہے پھر اس سوار نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں کا ارادہ کر رہے ہو میں نے کہا جہاں اللہ تعالیٰ لے جائے اس نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس سے اتر کر توشہ دان میں سے دو روٹیاں سفید جن کے درمیان میں حلوا رکھا ہوا تھا نکالیں اور اونٹ پر سے پانی کا مشکیزہ اتارا اور مجھے دیا میں نے پانی پیا اور ایک روٹی کھائی وہی مجھے کافی ہوگئی پھر اس نے مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کر لیا ہم دو رات اور ایک دن چلے تو قافلہ ہمیں مل گیا وہاں اس نے قافلہ والوں سے اس نوجوان کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ قافلہ میں ہے وہ مجھے وہاں چھوڑ کر تلاش میں گیا تھوڑی دیر کے بعد جوان کو ساتھ لئے ہوئے میرے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ بیٹا اس شخص کی برکت سے اللہ جل شانہٗ نے تیری تلاش مجھ پر

آسان کردی میں ان دونوں کو رخصت کر کے قافلہ کیساتھ چل دیا پھر مجھے وہ آدمی ملا اور مجھے ایک لپٹا ہوا کاغذ دیا اور میرے ہاتھ چوم کر چلا گیا میں نے جو اس کو دیکھا تو اس میں اشرفیاں تھیں میں نے اس میں سے اونٹ کرایہ کیا اور اسی سے کھانے پینے کا انتظام کیا اور حج کیا اس کے بعد مدینہ طیبہ میں حضور اقدس ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت کی اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت کی اور جب کبھی کوئی تنگی یا آفت پیش آئی تو حضرت خضرؑ کی بتائی ہوئی دعا پڑھی میں ان کی فضیلت اور ان کے احسان کا معترف ہوا اور اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں۔ (روض)

(۶۲) ایک بزرگ حضرت خضر علیہ السلام سے اپنی ملاقات کا بہت طویل قصہ نقل کرتے ہیں آخر میں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھتا ہوں اور طلوع آفتاب تک حطیم میں رکن شامی کے قریب بیٹھتا ہوں اور ظہر کی نماز مدینہ طیبہ میں پڑھتا ہوں اور عصر کی بیت المقدس میں اور مغرب کی طور سینا پر اور عشاء کی سد سکندر پر۔ (روض)

(۶۳) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں بعض رفقاء کے ساتھ عدن سے چلا جب رات ہوئی تو میرے پاؤں میں کوئی چیز لگ گئی جس کی وجہ سے میں چل نہ سکا تنہا سمندر کے کنارہ بیٹھا رہ گیا میں دن بھر کا روزہ دار تھا اور کوئی چیز میرے پاس نہ تھی میں نے اسی حال میں سونے کا ارادہ کر لیا دفعۃً میرے سامنے دو روٹیاں ان میں ایک پرندہ بھنا ہوا رکھا تھا آئیں میں نے پرندہ کو اٹھا کر الگ کو رکھ دیا کہ ایک کالا حبشی میرے سامنے آیا اس کے ہاتھ میں لوہے کا گز تھا مجھ سے کہنے لگا او ریاکار کھالے میں نے ایک روٹی اور تھوڑا سا پرندہ کھایا اور باقی ایک کپڑے میں لپیٹ کر اپنے سرہانے رکھ کر سو گیا جب میری آنکھ کھلی تو دیکھا کپڑا اسی طرح میرے سر کے نیچے رکھا ہوا ہے اور خالی ہے نہ روٹی نہ پرندہ۔ (روض)

(۶۴) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ صلحاء کی ایک جماعت کے ساتھ میں ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں بیٹھا ہوا تھا ہم میں ایک ہاشمی بزرگ بھی تھے ان پر غشی سی طاری ہوئی۔ جب ان کو افاقہ ہوا کہنے لگے کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ تم نے بھی دیکھا ہم نے کہا ہمیں تو کچھ نظر نہیں آیا کہنے لگے کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ احرام باندھے ہوئے طواف کر رہے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہنے لگے کہ ہم فرشتے ہیں میں نے پوچھا کہ تمہاری محبت حق تعالیٰ شانہٗ سے کیسی ہے کہنے لگے ہماری محبت اندر سے ہے اور تمہاری محبت باہر سے ہے۔

(۶۵) شیخ ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سال تجرید کے ساتھ حج کا اور حضور اقدس ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کا ارادہ کیا میں چل رہا تھا راستہ میں ایک نوجوان عراقی ملا جس کی جوانی زوروں پر تھی وہ بھی اس طرح سفر کا ارادہ کر رہا تھا لیکن جب وہ قافلہ کے ساتھ چلتا تو قرآن

www.islamicbulletin.com

پاک کی تلاوت کرتا رہتا اور جب منزل پر قافلہ ٹھہرتا تو نماز میں مشغول ہو جاتا رات بھر نماز پڑھتا دن بھر روزہ رکھتا اس نے سارا راستہ اسی طرح طے کیا حتیٰ کہ ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے تو وہ جوان مجھ سے رخصت ہونے لگا میں نے اس سے پوچھا کہ بیٹا کس چیز نے تجھے ایسے سخت مجاہدہ پر آمادہ کیا جو میں سارے راستہ دیکھتا چلا آیا کہنے لگا ابو سلیمان میں نے خواب میں جنت کا ایک محل دیکھا کہ وہ سارا اسطرح بنا ہوا تھا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی پھر ایک اینٹ چاندی کی اوپر تک، اس کے بالا خانے بھی اسی طرح بنے ہوئے تھے اور ان میں ہر دو برجیوں کے درمیان کے ایک ایک حور ایسی تھی کہ اس کا سا حُسن و جمال اور ایسی سی چہرہ کی رونق کسی نے نہ دیکھی ہوگی ان کی زلفیں سامنے لٹکا رہی تھیں ان میں سے ایک مجھے دیکھ کر ہنسنے لگی تو اس کے دانتوں کی روشنی سے جنت چمکنے لگی اس نے کہا اے جوان اللہ جل شانہٗ کے لئے مجاہدہ کرتا کہ میں تیرے لئے ہو جاؤں تو میرے لئے پھر میری آنکھ کھل گئی یہ میرا قصہ ہے اب مجھ پر ضروری ہے کہ میں انتہائی کوشش کروں اور جو کوشش کرتا ہے وہ پالیتا ہے یہ تم نے جو کچھ میرا مجاہدہ دیکھا ہے اس حور سے منگنی کے واسطے ہے میں نے اس سے دعا کی درخوست کی وہ میرے لئے دعا کر کے چلا گیا ابو سلیمانؒ کہتے ہیں اس کے جانے کے بعد میں نے اپنے نفس کو کہا کہ ایک حور کی طلب میں اگر اتنی کوشش ہو سکتی ہے تو حور کے رب کی طلب میں کیسی کوشش ہونا چاہیے۔ (روض)

(۲۶) حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ کے ارادہ سے ایک جنگل میں چل رہا تھا مجھے پیاس کی ایسی سخت شدت ہوئی کہ میں اس سے عاجز ہو گیا قریب ہی ایک قبیلہ بنی مخزوم میں گیا وہاں میں نے ایک بہت کمسن لڑکی کو جو نہایت ہی حسین تھی دیکھا کہ وہ اشعار کے ساتھ گنگنا رہی تھی مجھے اس کی عمر کے لحاظ سے اس سے بہت تعجب ہوا اس لئے کہ وہ بہت کم عمر تھی میں نے اس سے کہا کہ تجھے حیاء نہیں آتی یوں گا رہی ہے کہنے لگی ذوالنون چپ رہو رات میں نے خوشی خوشی شراب عشق کا ایک گلاس پیا ہے جس سے میں اپنے مولیٰ کے عشق میں نشہ میں ہوں میں نے کہا تو تو بڑی حکیم معلوم ہوتی ہے مجھے کچھ نصیحت کر کہنے لگی ذوالنون چپ رہنے کو لازم کر لو اور دنیا میں سے صرف اتنی روزی پر قناعت کرو جس سے آدمی زندہ رہے تا کہ جنت میں اس پاک ذات کی زیارت ہو سکے جس کو کبھی فنا نہیں۔ میں نے پوچھا یہاں پینے کا پانی بھی ہے کہنے لگی تجھے پانی کی جگہ بتاؤں میں نے سوچا کوئی کنواں چشمہ وغیرہ بتائے گی میں نے کہا ہاں بتاؤ کہنے لگی قیامت میں پانی پینے والوں کے چار درجے ہوں گے ایک جماعت تو وہ ہوگی جس کو فرشتے پانی پلائیں گے جس کو حق تعالیٰ شانہٗ نے (بَیۡضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیۡنَ) میں ارشاد فرمایا، (سورۂ صافات میں) ہے کہ ان کے پاس بہتی ہوئی شراب کا گلاس لایا جائے گا جو سفید ہوگی پینے والوں کے لئے لذیذ ہوگی۔ دوسری جماعت کو رضوان (جنت کے ناظم) پلائیں گے جس کو اللہ جل شانہٗ نے مزاجہ من تسنیم سے تعبیر فرمایا

www.islamicbulletin.com

(جو عم کے پارہ میں سورۂ تطفیف میں ہے کہ اس کی آمیزش تسنیم سے ہوگی جو ایک چشمہ ہے جس سے مقرب آدمی پیتے) ہیں اور تیسرا فرقہ وہ ہے جس کو خود حق سبحانہ، وتقدس پلائیں گے جس کو اللہ جل شانہٗ نے (وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا) سے تعبیر فرمایا، جو سورۂ دہر میں ہے کہ ان کا رب ان کو پاکیزہ شراب پلائے گا) وہ لڑکی کہنے لگی کہ ذوالنون تم اپنا بھید دنیا میں اپنے مولیٰ کے سوا کسی سے نہ کہو تا کہ حق تعالیٰ شانہٗ تمہیں آخرت میں خود پانی پلائیں۔ مصنف کہتے ہیں کہ شروع میں چار جماعتوں کا ذکر تھا آخر میں تین ہی ذکر کی گئیں۔ شاید چوتھی جماعت وہ ہے جنکو نوعمر لڑکے پلائیں گے جس کو (وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ) سے تعبیر کیا، جو سورۂ واقعہ میں ہے) کہ ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لے کر آمد و رفت رکھیں گے آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا۔ (روض)

(۶۷) حضرت عمرؓ کے دروازہ پر ایک مرتبہ چند لوگ حاضر تھے ایک باندی گذری لوگوں نے کہا کہ یہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کی باندی ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں ہے نہ اس کیلئے حلال ہے یہ بیت المال کی ہے اس کو بیت المال سے صرف یہ چیزیں جائز ہیں ایک جوڑا گرمی کا ایک سردی کا اور وہ چیز جس سے حج اور عمرہ کر سکے اور ایک متوسط آدمی کی روزی جو نہ زیادہ امیر ہو نہ زیادہ غریب اسلمؓ حضرت عمرؓ کے غلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی رغبت تازہ مچھلی کی معلوم ہوئی آپ کے غلام یرفاؓ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر سمندر کے کنارہ سے مچھلی خرید کر لائے اور تیز آمد و رفت کی وجہ سے اونٹنی کو پسینہ آ گیا انھوں نے واپس آ کر اونٹنی کو خوب دھو دیا کہ پسینہ معلوم نہ ہو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ چلو تمہاری اونٹنی کو دیکھیں تشریف لائے تو اس کے کان کے نیچے پسینہ تھا جو دھونے سے رہ گیا تھا اس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ دھونا بھول گئے (گویا یہ طعن تھا کہ اس کا پسینہ صاف کر دیا) اس کے بعد فرمایا کہ ایک آدمی کی خواہش نفس کے واسطے تم نے اس جانور کو عذاب میں مبتلا کیا عمر اس مچھلی کو واللہ بالکل نہیں چکھے گا عبداللہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کو گیا آپ کیلئے نہ خیمہ لگتا تھا نہ چھولداری ایک چادر یا چمڑہ کسی درخت کے نیچے ڈال دیا جاتا اس کے سایہ میں آپ تشریف رکھتے۔ (تاریخ الخلفاء)

(۶۸) حضرت فضیل بن عیاضؒ مشہور بزرگ ہیں عرفات کے میدان لوگ تو سب کے سب کثرت سے دعائیں مانگ رہے تھے اور وہ ایسی بری طرح رو رہے تھے جیسے کسی عورت کا بچہ مر گیا ہو اور وہ آگ میں جل رہی ہو جب غروب کا وقت ہونے لگا تو اپنی داڑھی پکڑ کر آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور فرمانے لگے اگر تو معاف بھی کر دے تب بھی میری بدحالی پر انتہائی افسوس ہے۔ (احیاء)

www.islamicbulletin.com

ابن عربیؒ نے بھی محاضرات میں اس قصہ کو نقل کیا اور اس پر یہ اضافہ کیا کہ مطرفؒ یہ دعا کر رہے تھے،، اے اللہ میری موجودگی کی وجہ سے سب کو تو محروم نہ فرما اور بکر بن عبداللہؒ کہہ رہے تھے یہ عرفات کا میدان کس قدر اشرف مقام ہے اور اس کے حاضرین کیلئے کس قدر باعث رضا ہے اگر میرا وجود یہاں نہ ہوتا۔

(۶۹) ربیع بن سلیمانؒ کہتے ہیں کہ میں حج کیلئے جا رہا تھا میرے ساتھ میرے بھائی تھے اور ایک جماعت تھی جب ہم کوفہ میں پہنچے تو وہاں ضروریات سفر خریدنے کیلئے بازاروں میں گھوم رہا تھا کہ ایک ویران سی جگہ میں ایک خچر مرا ہوا تھا اور ایک عورت جس کے کپڑے بہت پرانے بوسیدہ تھے چاقو لئے ہوئے اس کے ٹکڑے گوشت کے کاٹ کاٹ کر ایک زنبیل میں رکھ رہی تھی مجھے یہ خیال ہو کہ یہ مردار گوشت لیجارہی ہے اس پر سکوت کرنا ہرگز نہ چاہئے عجب نہیں یہ کوئی بھٹیاری عورت ہے یہی پکا کر لوگوں کو کھلا دے گی میں چپکے سے اس کے پیچھے ہولیا اس طرح کہ وہ مجھے نہ دیکھے وہ عورت ایک بڑے مکان میں پہنچی جس کا دروازہ بھی اونچا تھا اس نے جا کر دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے آواز آئی کون ہے اس نے کہا کھولو میں ہی بدحال ہوں دروازہ کھولا گیا اور اس میں سے چار لڑکیاں آئیں جن کے چہرہ سے بدحالی اور مصیبت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے وہ عورت اندر گئی اور وہ زنبیل ان لڑکیوں کے سامنے رکھدی میں کواڑوں کی در زوں سے جھانک رہا تھا میں نے دیکھا اندر سے گھر بالکل برباد خالی تھا اس عورت نے روتے ہوئے لڑکیوں کو آواز دی کہ لو اس کو پکالو اور اللہ کا شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اختیار ہے اسی کے قبضہ میں لوگوں کے قلوب ہیں وہ لڑکیاں اس کو کاٹ کاٹ کر آگ پر بھوننے لگیں مجھے بہت ضیق ہوئی میں نے باہر سے آواز دی اے اللہ کی بندی اللہ تعالیٰ کے واسطے اس کو نہ کھا وہ کہنے لگی تو کون ہے میں نے کہا میں ایک پردیسی آدمی ہوں کہنے لگی اے پردیسی تو ہم سے کیا چاہتا ہے ہم خود ہی مقدر کے قیدی ہیں تین سال سے ہمارا نہ کوئی معین نہ مددگار تو ہم سے کیا چاہتا ہے میں نے کہا مجوسیوں کے ایک فرقہ کے سوا مردار کا کھانا کسی مذہب میں جائز نہیں وہ کہنے لگی خاندان نبوت کے شریف (سید) ہیں ان لڑکیوں کا باپ بڑا شریف تھا وہ اپنے جیسوں ہی سے (ان کا نکاح کرنا چاہتا تھا اس کی نوبت نہ آئی اس کا انتقال ہو گیا جو ترکہ اس نے چھوڑا تھا وہ ختم ہو گیا ہمیں معلوم ہے کہ مردار کھانا جائز نہیں لیکن اضطرار میں جائز ہو جاتا ہے ہمارا چار دن کا فاقہ ہے ربیع کہتے ہیں اس کے حالات سن کر مجھے رونا آ گیا اور میں روتا ہوا دل بے چین وہاں سے واپس ہوا اور میں نے اپنے بھائی سے آ کر کہا کہ میرا ارادہ تو حج کا نہیں رہا اس نے مجھے بہت سمجھایا حج کے فضائل بتائے کہ حاجی ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا وغیرہ وغیرہ میں نے کہا بس لمبی چوڑی باتیں نہ کرو یہ کہہ کر میں نے اپنے کپڑے اور احرام کی چادریں اور جو سامان میرے ساتھ تھا وہ سب لیا اور نقد سو درہم

www.islamicbulletin.com

تھے وہ لئے اوران میں سے سودرہم کا آٹا خریدا اور سودرہم کا کپڑا خریدا اور باقی درہم جو بچے وہ آٹے میں چھپا کراس بڑھیا کے گھر کے پہنچا اور یہ سب سامان اور آٹا وغیرہ اس کو دے دیا اس عورت نے اللہ کا شکرادا کیا اور کہنے لگی اے ابن سلیمان جا اللہ جل شانہٗ تیرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کرے اور تجھے حج کا ثواب عطا کرے اوراپنی جنت میں تجھے جگہ عطا فرمائے اوراس کا ایسا بدل عطا فرمائے جو تجھے بھی ظاہر ہوجائے سب سے بڑی لڑکی نے کہا اللہ جل شانہٗ تیرا اجر دو چند کرے اور تیرے گناہ معاف کرے۔دوسری نے کہا اللہ جل شانہٗ تجھے اس سے بہت زیادہ عطا فرمائے جتنا تو نے ہمیں دیا، تیسری نے کہا حق تعالیٰ شانہٗ ہمارے دادے کے ساتھ تیرا حشر کرے، چوتھی جو سب سے چھوٹی تھی نے کہا اے اللہ جس نے ہم پر احسان کیا تو اس کا نعم البدل اس کو جلدی عطا کر اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر۔ربیع کہتے ہیں حجاج کا قافلہ روانہ ہوگیا میں کوفہ ہی میں مجبوراً پڑا رہا کہ وہ سب حج سے فارغ ہو کر لوٹ بھی آئے مجھے خیال ہوا کہ ان حجاج کا استقبال کروں ان سے اپنے لئے دعا کراؤں کسی کی مقبول دعا مجھے بھی لگ جائے جب حجاج کا قافلہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا تو مجھے اپنے حج سے محرومی پر بہت افسوس ہوا اور رنج کی وجہ سے میرے آنسو نکل آئے جب میں ان سے ملا تو میں نے کہا اللہ جل شانہٗ تمہارا حج قبول کرے اور تمہارے اخراجات کا بدل عطا فرمائے ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ دعا کیسی میں نے کہا ایسے شخص کی دعا جو دروازہ تک کی حاضری سے محروم رہا ہو وہ کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے اب تو وہاں جانے سے انکار کرتا ہے تو ہمارے ساتھ عرفات کے میدان میں نہیں تھا تو نے ہمارے ساتھ رمی جمرات نہیں کئے میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یہ اللہ کا لطف ہے اتنے میں خود میرے شہر کے حاجیوں کا قافلہ آ گیا میں نے کہا حق تعالیٰ شانہٗ تمہاری سعی مشکور فرمائے تمہارا حج قبول فرمائے وہ بھی یہی کہنے لگے کہ تو ہمارے ساتھ عرفات پر نہیں تھا یا رمی جمرات نہیں کی اب انکار کرتا ہے ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ بھائی اب انکار کیوں کرتے ہو کیا بات ہے آخر تم ہمارے ساتھ مکہ میں نہیں تھے یا مدینہ میں نہیں تھے جب ہم قبر اطہر کی زیارت کر کے باب جبرئیل سے باہر کو آرہے تھے اس وقت اژدحام کی کثرت کی وجہ سے تم نے یہ تھیلی میرے پاس امانت رکھوائی تھی جس کی مہر پر لکھا ہوا ہے من عاملنا ربح (جو ہم سے معاملہ کرتا ہے نفع کماتا ہے) یہ تمہاری تھیلی واپس ہے ربیع کہتے ہیں کہ واللہ میں نے اس تھیلی کو کبھی اس سے پہلے دیکھا بھی نہ تھا اس کو لے کر گھر واپس آیا عشاء کی نماز پڑھی۔اپنا وظیفہ پورا کیا اس کے بعد اسی سوچ میں جاگتا رہا کہ آخر یہ قصہ کیا ہے اسی میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی میں نے حضور ﷺ کو سلام کیا اور ہاتھ چومے حضور ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا اے ربیع آخر ہم کتنے گواہ اس پر قائم کریں کہ تو نے حج کیا تو مانتا ہی نہیں سن بات یہ

www.islamicbulletin.com

ترجمہ)......حضرت ابن عمرؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اس کی طاقت رکھتا ہو کہ مدینہ طیبہ میں مرے چاہئے کہ وہیں مرے اس لئے کہ میں اس شخص کا سفارشی ہوں گا جو مدینہ میں مرے گا دوسری حدیث میں ہے کہ میں اس کا گواہ بنوں گا۔

فائدہ: بہت سے صحابہؓ سے یہ مضمون نقل کیا حضرت صمیتہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس کی طاقت رکھتا ہو کہ مدینہ کے سوا کہیں نہ مرے وہ مدینہ ہی میں مرے اس لئے کہ میں اس کیلئے گواہ بنوں گا جو مدینہ میں مرے۔(ترغیب) علماء نے لکھا ہے کہ شفاعت سے مراد خاص قسم کی شفاعت ہے ورنہ حضور ﷺ کی عام شفاعت تو سارے ہی مسلمانوں کیلئے ہوگی اور طاقت رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کوشش کرے کہ وہاں آخر تک رہے علامہ زرقانیؒ کہتے ہیں کہ یہ ترغیب ہے وہاں سے باہر نہ جانے کی مرنے تک وہیں رہے ابن الحاجؒ کہتے ہیں کہ اس کو طاقت رکھنے سے تعبیر کیا گویا اشارہ ہے اس طرف کہ اس کی انتہائی کوشش کرے۔ میرے محترم بزرگ حضرت مولانا الحاج سید احمد صاحب فیض آبادی نوراللہ مرقدہٗ نے جو مدرسہ شرعیہ مدینہ طیبہ کے بانی اور حضرت شیخ العرب والعجم حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کے بڑے بھائی تھے کئی مرتبہ فرمایا کہ ہندوستان کے دوستوں سے ملنے کے لئے جانے کو تو ایک مرتبہ دل چاہتا ہے مگر بڑھاپا آ گیا ایسا نہ ہو کہ مدینہ کی موت نصیب نہ ہو میرے آقا حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے ملتزم پر جو دعائیں کیں منجملہ ان کے یہ بھی تھی کہ حق تعالیٰ شانہٗ مدینہ پاک کی موت نصیب فرمائے اور حضرت عمرؓ کی دعا تو مشہور ہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِىْ شَهَادَةً فِىْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِىْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ ط

''اے اللہ مجھے اپنے راستہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول کے شہر میں موت عطا فرما''۔

ان دونوں دعاؤں کا جمع ہونا بظاہر دشوار تھا کہ مدینہ پاک دارالاسلام اور کفر سے ایسا بعید ہو چکا تھا کہ شیطان بھی اس سے مایوس ہو چکا تھا ایسی حالت میں وہاں شہادت بظاہر دشوار تھی لیکن اللہ جل شانہٗ جس کام کا ارادہ فرمالیں تو ان کو اسباب پیدا کرنے کیا مشکل ہیں۔ خاص مسجد نبوی میں صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم کے بڑے مجمع کے درمیان عین نماز کی حالت میں ابولؤلؤ کافر کے ہاتھ شہادت نصیب ہوئی۔ یحییٰ بن سعیدؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک قبر کھودی جا رہی تھی اور حضور اقدس ﷺ وہاں تشریف فرما تھے ایک صاحب تشریف لائے اور قبر کو دیکھ کر کہنے لگے کہ مؤمن کیلئے یہ کیسی بری جگہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے کیسی بری بات کہی۔ حضور ﷺ کی مراد غالباً یہ تھی کہ مؤمن کی قبر کو بری جگہ بتایا حالانکہ وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ وہ صاحب کہنے لگے حضور (ﷺ) میرا

www.islamicbulletin.com

مقصد تو یہ تھا کہ یہاں مر گئے کہیں جا کر اللہ کے راستہ میں شہید ہو جاتے۔ حضور ﷺ نے شہادت کے برابر تو کوئی چیز ہی نہیں لیکن ساری زمین پر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھے اپنی قبر بنائی جانی پسندیدہ ہو بجز مدینہ طیبہ کے حضور ﷺ نے تین مرتبہ یہی الفاظ فرمائے۔ (مشکوٰۃ) مدینہ پاک کی موت ایمان کے ساتھ کسی خوش نصیب کو میسر ہو جائے اس سے بڑھ کر مرنے کے وقت کیا دولت ہو سکتی ہے کہ جنت البقیع کی مٹی نصیب ہو جائے جہاں حضور ﷺ کے اہل بیت مدفون ہیں دو کے علاوہ ساری ازواج مطہرات مدفون ہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی کتنی بڑی جماعت مدفون ہے۔ حضرت امام مالکؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ دس ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس اس مقبرہ میں مدفون ہیں (زرقانی) ان پاک ارواح پر اللہ جل شانہٗ کی کس قدر رحمتیں ہر وقت نازل ہوتی ہوں گی یہ ظاہر چیز ہے ابن نجارؒ نے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کی دو قبرستان آسمان والوں کیلئے زمین پر ایسے چمکتے ہیں جیسا کہ زمین والوں کیلئے آسمان پر چاند اور سورج ایک بقیع کا قبرستان دوسرا مقبرہ عسقلان اور کعب احبار جو توراۃ کے بڑے عالم تھے فرماتے ہیں کہ توراۃ میں لکھا ہے کہ جنت البقیع ایک قبہ کی طرح سے ہے جس پر مستقل فرشتوں کی جماعت مقرر ہے کہ جب وہ پر ہو جائے اس کو جنت میں الٹ دیں۔ (زرقانی) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت میں سب سے اول میری قبر شق ہوگی میں اس میں سے نکلوں گا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی قبر سے نکلیں گے پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر میں جنت البقیع میں جاؤں گا اور وہاں جتنے مدفون ہیں ان سب کو اپنے ساتھ لوں گا پھر مکہ مکرمہ کے قبرستان والوں کا انتظار کروں گا وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان آکر مجھ سے ملیں گے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔ (زرقانی)

(۱۰)......عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة و منبری علی حوضی۔ (رواه البخاری و مسلم وغیرهما وفی حدیث سعد ابن ابی وقاص عند البزار بسند رجاله ثقات و عند الطبرانی من حدیث ابن عمر بلفظ القبر فعلی هذا المراد بالبیت بیت عائشة رضی الله عنها الذی صار فیه قبره کذا فی الفتح)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو جگہ میرے گھر یعنی میری قبر اور میرے منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میری حوض پر ہے۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں دو مضمون وارد ہیں اول یہ مسجد نبوی کا وہ حصہ جو قبر اطہر اور منبر شریف کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یہ مشہور قول کے موافق ہے کہ

www.islamicbulletin.com

میرے گھر سے مراد حضرت عائشہؓ کا گھر ہے جس میں بعد میں حضور ﷺ کی قبر شریف بنی بعض علماء نے میرے گھر سے عام مراد لیا ہے یعنی تمام ازواج کے گھر اور زوائد مسند احمد کی ایک روایت سے اس کی تائید کی جس میں وارد ہوا ہے کہ ان گھروں کے اور منبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے اس صورت میں ازواجِ مطہرات کے جو مکانات ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوئے ہیں وہ سارا حصہ روضہ ہی ہے (نزہۃ) اس کے مطلب میں علماء کے تین قول ہیں اول یہ کہ اللہ کی رحمتوں کے نازل ہونے میں یہ حصہ ایسا ہی ہے جیسا جنت کا باغ ہو کہ جس طرح وہاں ہر وقت اللہ جل شانہٗ کی رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں اسی طرح یہاں بھی ہر وقت اللہ جل شانہٗ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس جگہ عبادت جنت کے باغ کا ذریعہ ہے یعنی اس جگہ عبادات کرنے سے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ عبادت کرنے والے کو ملے گا اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ جگہ حقیقت میں جنت کا ایک ٹکڑا ہے جو اس دنیا میں منتقل کیا گیا ہے اور بعینہٖ یہ ٹکڑا جنت میں منتقل کیا جائیگا۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بھی مدینہ طیبہ کے مکہ مکرمہ سے افضل ہونے پر استدلال کیا گیا ہے اس لئے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ جنت کا ٹکڑا ہے اور دوسری حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ جنت کا ایک کمان کے بقدر حصہ بھی دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے افضل ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک یہ قول راجح ہے ابن حجر مکیؒ شرح مناسک نووی میں لکھتے ہیں بہتر قول وہ ہے جو امام مالکؒ وغیرہ سے نقل کیا گیا کہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور جگہ جنت میں منتقل ہو جائے گی۔

دوسرا مضمون حدیث بالا میں یہ ہے کہ میرا منبر میری حوض پر ہوگا اس کے معنی میں بھی علماء کے تین قول ہیں اول یہ کہ یہ منبر شریف جو مسجد میں ہے یہ بعینہٖ حوض کوثر پر منتقل ہو جائیگا دوسرا قول یہ ہے کہ یہ حضور اقدس ﷺ نے حوض کوثر کا حال بیان فرمایا کہ اس پر میرے لئے ایک منبر ہوگا اس صورت میں مسجد کے اس منبر سے کوئی تعلق نہیں۔ تیسرے معنی یہ ہیں کہ مسجد میں جو منبر شریف ہے اس کے متصل عبادت کرنے کا ثمرہ اور اثر یہ ہے کہ اس برکت سے قیامت میں حوض کوثر پر حاضری نصیب ہوتی ہے قاضی عیاضؒ نے شفا میں لکھا ہے کہ پہلے معنی سب سے زیادہ ظاہر ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ اکثر علماء نے یہی فرمایا ہے کہ وہی منبر مراد ہے جس پر کھڑے ہو کر حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا اور حضرت سعید خدریؓ کی روایت سے اسی کی تائید ہوتی ہے وہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میرے منبر کے پائے جنت میں ستون بنا دیئے جائیں گے۔ اور بھی بہت سے علماء نے اسی معنی کو ترجیح دی ہے اسی وجہ سے مسجد نبوی کے درمیان میں یہ دو جگہ ایک

www.islamicbulletin.com

روضہ دوسرے منبر کی جگہ خاص طور سے اہم ہیں ان کے علاوہ اور بھی بعض مواقع خصوصی ہیں جن کے پاس جا کر خصوصیت سے درود دُعا وغیرہ کرنا چاہئے حج کی کتابوں میں ان کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے ان میں سے چند کو یہاں بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جن ستونوں کی خاص فضیلت ہے اور اسی طرح سے ان کے علاوہ جو متبرک مقامات ہیں ان کی زیارت کرنا چاہئے اور ان کے پاس خصوصیت سے نوافل دعا وغیرہ کرنا چاہئے بالخصوص مسجد کا جو حصہ حضور ﷺ کے زمانہ میں مسجد تھا وہ خاص طور سے زیادہ اہم اور زیادہ قابل اہتمام ہے اور اس حصہ میں جتنے ستون ہیں وہ خاص طور پر متبرک ہیں کہ بخاری شریف کی حدیث کے موافق صحابۂ کرامؓ ستونوں کے قریب کثرت سے نماز پڑھا کرتے تھے ان میں سے آٹھ ستون خاص طور سے افضل اور متبرک اور معروف ہیں۔

۱)...... اسطوانہ مخلقہ یہ جگہ سب زیادہ متبرک ہے یہ حضور اقدس ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ ہے اسی کو اسطوانہ حنانہ بھی کہتے ہیں اس جگہ کھجور کا وہ تنہ تھا جس پر ٹیک لگا کر حضور اقدس ﷺ منبر بننے سے پہلے خطبہ پڑھا کرتے تھے جب منبر شریف تیار ہوا اور حضور ﷺ خطبہ کیلئے اس پر تشریف فرما ہوئے تو اس میں سے بہت زور سے رونے کی آواز آئی ایک روایت میں ہے کہ اس کے رونے سے مسجد گونج گئی دوسری روایت میں ہے کہ اس کے رونے سے اور اس کی حالت سے مسجد والے بھی رونے لگے حضور اقدس ﷺ اس کے پاس آئے اور اس پر دست مبارک رکھا جس سے اس کا رونا بند ہوا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے قریب اللہ کا ذکر ہوتا تھا اب منبر بن جانے سے یہ اس سے محروم ہو گیا اس کی وجہ سے رو رہا ہے اگر میں اس پر ہاتھ نہ رکھتا تو قیامت تک اسی طرح روتا رہتا اس کے بعد اس کو دفن کر دیا گیا بہت مشہور قصہ ہے دس صحابہؓ نے اس کو نقل کیا ہے حسن بصریؒ جب اس کا قصہ نقل فرماتے تو رونے لگتے اور فرماتے کہ اللہ کے بندو کھجور کے درخت کو تو حضور ﷺ کا اتنا اشتیاق ہو تم تو اس سے بھی زیادہ شوق کے اہل تھے۔ (شفا) ایک حدیث میں ہے کہ جب منبر تیار ہو گیا اور حضور اقدس ﷺ جمعہ کے دن اس پر تشریف فرما ہوئے تو یہ ستون ایسے زور سے چلایا قریب تھا کہ پھٹ جائے حضور ﷺ منبر سے اترے اور اسے اپنے سے لگایا تو اس طرح سسکیاں لے رہا تھا جیسا بچہ کیا کرتا ہے جس وقت کہ اس کو روتے ہوئے کو چپ کیا جائے۔ (بخاری شریف) اسی وجہ سے اس کو اسطوانہ حنانہ کہتے ہیں جس کے معنی رونے والی اونٹنی کے ہیں اور مخلقہ خلوق سے جو ایک مرکب خوشبو کا نام ہے وہ اس پر خاص طور سے ملی جاتی تھی اگرچہ اور ستونوں پر بھی ملی جاتی تھی اور اس لئے اور بھی بعض ستونوں کو مخلقہ کہا جاتا تھا مگر اکثر اسی کو کہا جاتا ہے۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مسجد میں نماز کے لئے سب سے افضل جگہ یہی ہے اسی جگہ محراب النبی ﷺ کے نام سے محراب بنا دی گئی جو

www.islamicbulletin.com

حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ تھی بلکہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بحیثیت امیر مدینہ ہونیکے مسجد کی تعمیر کرائی ہے اس وقت سے محراب بنی ہے۔ (نزہتہ الناظرین)

۲)......اسطوانہ عائشہ جس کو اسطوانۃ المہاجرین بھی کہتے ہیں اس لئے کہ مہاجرین کی اکثر نشست اس جگہ رہتی تھی ابتداءً حضور اقدس ﷺ کا مصلےٰ اسی جگہ تھا اس کے بعد آگے کے ستون کی طرف جو (ا) میں گذرا تجویز ہوا اس کو اسطوانۃ القرعہ بھی کہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے نقل کیا کہ اس مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اگر لوگوں کو اس کا حال معلوم ہو جائے تو اس کے لئے ہجوم کی وجہ سے قرعہ ڈالنا پڑے لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ وہ کون سی جگہ ہے تو انہوں نے اس وقت بتانے سے انکار فرمایا اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اصرار پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بتایا اسی لئے اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ انکی حدیث اور ان کی تعیین سے اس کی تعیین ہوئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر اس کے قریب نماز پڑھا کرتے تھے ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس جگہ دعا قبول ہوتی ہے۔

۳)......اسطوانۃ التوبہ اور اس کو اسطوانہ ابولبابہ بھی کہتے ہیں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں غزوۂ بنوقریظہ کے وقت ایک غلطی ان سے سرزد ہوگئی تھی وہ یہ کہ جس وقت یہود بنی قریظہ کا محاصرہ ہو رہا تھا تو انھوں نے تنگ آکر ہتھیار ڈالنے کا ارادہ کیا اور ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے زمانہ جاہلیت سے بہت زیادہ تعلقات تھے تو انہوں نے مشورہ کے لئے ان کو بلایا کہ حضور ﷺ کا عندیہ ان سے متعلق معلوم کریں۔ یہ وہاں تشریف لے گئے وہ سب ان کو دیکھ کر بے تحاشا رونے لگے ان کے رونے کو دیکھ کر انکا بھی دل بھر آیا اور ان کے دریافت کرنے پر انہوں نے اپنے حلق کیطرف اشارہ کیا گویا کہ حضور ﷺ کا عندیہ قتل کرنے کا ہے لیکن اس کے بعد معاً تنبہ ہوا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی وہاں سے واپس آکر اپنے آپ کو اس جگہ جو کھجور کا ستون تھا اس سے باندھ دیا کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہو گی اپنے کو نہ کھولوں گا۔ حضور ﷺ کو جب اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں اللہ جل شانہٗ سے اُن کے لئے استغفار کرتا مگر اب وہ براہ راست اپنی توبہ کے قبول پر مدار رکھ چکے ہیں تو جب تک توبہ قبول نہ ہو کیسے کھول سکتا ہوں کئی دن اسی حال میں گذر گئے کہ نماز کے یا بشری ضرورت کے وقت اُن کی بیوی یا بیٹی کھول دیتیں اور بعد فراغت پھر باندھ دیتیں کئی دن اسی حال میں گذر گئے کہ نہ کھانا نہ پینا بھوک کی وجہ سے آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہو گیا کانوں سے اونچا سنائی دینے لگا کئی دن کے بعد ایک شب میں کہ اس دن حضور اقدس ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے

www.islamicbulletin.com

مکان پر تھے تہجد کے وقت ان کی توبہ قبول ہوئی حضور ﷺ نے اس کی اطلاع فرمائی صحابہ کرامؓ نے ان کو کھولنا چاہا اور قبول توبہ کی بشارت دی مگر انہوں نے کہا کہ جب تک حضور ﷺ ہی اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے مجھے کھلنا منظور نہیں چنانچہ حضور ﷺ جب صبح کی نماز کے لیے باہر تشریف لائے تو اُن کو کھولا بعض علماء نے کہا ہے کہ غزوۂ تبوک میں جو حضرات رہ گئے تھے ان میں ابولبابہ بھی تھے اور اس غزوہ میں شرکت نہ ہونے کے رنج وغم میں انہوں نے اپنے آپ کو اس ستون سے باندھ دیا تھا اور اسی حال میں جب کئی دن گذر گئے اور آیت شریفہ (وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ) نازل ہوئی تو اُن کو کھولا گیا۔ اس ستون کے قریب قبلہ کی جانب حضور ﷺ نے اعتکاف بھی کیا ہے اور اکثر ضعفاء مساکین وغیرہ اس ستون کے قریب بیٹھتے تھے تو حضور اقدس ﷺ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک ان کے پاس تشریف فرما ہوتے تھے۔

۴)...... اسطوانۃ السریر، حضور اقدس ﷺ کا اعتکاف اس جگہ بھی بتایا جاتا ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ حضور اقدس ﷺ اعتکاف کے زمانہ میں اس جگہ شب کو آرام فرمایا کرتے تھے اس لئے یہ نام ہوا سریر کے اصل معنی تخت کے ہیں حضور ﷺ کے آرام فرمانے کے لئے کوئی چیز اس جگہ بچھائی جاتی تھی جو لکڑی کی ہوگی۔

۵)...... اسطوانہ علی ؓ، جس کو اسطوانۃ المحرس اور اسطوانۃ الحرس بھی کہتے ہیں حرس کے معنی حفاظت کے ہیں بعض صحابہ کرامؓ دربانی کے طور پر اس جگہ تشریف فرما ہوئے تھے اور اکثر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تشریف رکھتے تھے اس لئے اسطوانہ علی ؓ بھی نام ہوگیا حضور اقدس ﷺ حضرت عائشہؓ کے حجرہ سے جب تشریف لاتے تھے تو اس جگہ کو گذرتے۔

۶)...... اسطوانۃ الوفود، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں جو عرب کے وفود آتے تھے وہ اکثر اسی جگہ بٹھائے جاتے تھے حضور ﷺ اس جگہ تشریف لاکر ان سے گفتگو فرماتے ان کو احکام کی تلقین فرماتے۔ علماء کا ان دونوں ستون نمبر ۵ و نمبر ۶ کی تعیین میں اختلاف ہے جس کو نزہۃ الناظرین وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔

۷)...... اسطوانہ تہجد کہتے ہیں کہ اکثر شب کے وقت جب سب آدمی چلے جاتے تو اس جگہ حضور اقدس ﷺ کی تہجد کے لیے ایک بوریا بچھایا جاتا تھا اور حضور ﷺ یہاں تہجد ادا فرماتے تھے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے رمضان المبارک میں تین رات جو نماز پڑھی ہے۔ اور بہت مجمع جمع ہو جاتا تھا اور حضور ﷺ نے تراویح کے فرض ہونے کے خوف سے پھر نہیں پڑھی وہ اسی جگہ پڑھی گئی ہے مگر اکثر روایات میں اس کا مسجد نبوی میں ہونا معلوم ہوتا ہے۔ (نزہۃ) اور یہ جگہ اس وقت مسجد نبوی میں داخل نہیں تھی۔

۸)......اسطوانہ جبرائیل ؑ، علماء نے لکھا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے آنے کی یہ خاص جگہ تھی لیکن یہ ستون اس وقت حجرہ شریف کی تعمیر کے اندر آ گیا ہے باہر سے اس کی زیارت نہیں ہوتی یہ آٹھ ستون علماء نے خاص گنوائے ہیں۔ لیکن یہ ظاہر بات ہے کہ مسجد نبوی کا کون سا حصہ ایسا ہوگا جہاں حضور اقدس ﷺ کے قدم مبارک نہ پڑے ہوں اور صحابۂ کرامؓ نے نمازیں نہ پڑھی ہوں اور نہ صرف مسجد نبوی بلکہ مدینہ طیبہ کے سارے شہر کا کون سا حصہ ایسا ہوگا جہاں ان بابرکت ہستیوں کے قدم بارہا نہ پڑے ہوں اس لئے وہاں کی ہر جگہ بابرکت ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس برکت سے انتفاع کی توفیق عطا فرمائے کہ اصل توفیق ہی ہے۔ (خاتمہ) اس میں سارے علماء کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ہجرت کے بعد صرف ایک ہی مرتبہ حج کیا ہے سن دس ۱۰ھ ہجری میں جو حضور اقدس ﷺ کی زندگی کا آخری سال تھا اور اس سفر میں ایسے واقعات کا حضور ﷺ سے ظہور ہوا جیسا کہ کسی سے رخصت ہوتے وقت ہوا کرتے ہیں اسی وجہ سے اس کا نام حجۃ الوداع یعنی رخصت کا حج پڑ گیا کہ گویا حضور اقدس ﷺ حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں جانے کے لئے اس سفر کا اجتماع کے وقت سارے مسلمانوں سے جو حاضر تھے رخصت ہو گئے۔ سفر حج کی ابتداء کے وقت حضور اقدس ﷺ نے اپنے ارادہ کا اعلان فرمایا تو ہزاروں کی تعداد میں صحابۂ کرامؓ نے ہمرکابی اور معیت کا فخر حاصل کرنے کے لئے حج کا ارادہ فرمالیا اور جو خبر سنتا گیا وہ ہمرکابی کی کوشش کرتا گیا ان میں سے ایک بڑی تعداد مدینہ طیبہ روانگی سے قبل پہنچ گئی اور جو وہاں حاضر نہ ہو سکے تھے وہ راستہ میں ملتے رہے اور جن کو اتنا بھی وقت نہ ملا وہ مکہ مکرمہ اور بعض براہ راست عرفات پر پہنچے غرض بہت کثیر مجمع اس حج میں ہمرکاب تھا جس کی مقدار ایک لاکھ چوبیس ہزار تک بتائی جاتی ہے (لمعات حاشیہ ابوداؤد) حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز پڑھ کر روانہ ہوئے اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں پہنچ کر ادا فرمائی اس میں مؤرخین کا اختلاف ہے کہ روانگی کی تاریخ کیا تھی ۲۴۔۲۵۔۲۶ ذیقعدہ تین قول ہیں اور اسی طرح دن کے متعلق بھی پنج شنبہ، جمعہ، شنبہ تین قول ہیں جن میں سے جمعہ کا دن جن حضرات نے کہا ہے وہ صحیح روایات کے خلاف ہے اس لئے کہ روانگی سے قبل مدینہ پاک چار رکعت ظہر کی پڑھنا مشہور روایت میں ہے اس ناکارہ کے نزدیک ۲۵ ذیقعدہ شنبہ کے دن روانگی روایات سے راجح معلوم ہوئی ہے شب کو ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا اور تمام ازواج مطہرات سے جو ہمراہ تھیں صحبت کی اسی وجہ سے علماء کے نزدیک اگر بیوی ساتھ ہو تو احرام سے قبل صحبت کرنا مستحب ہے کہ احرام کے طویل زمانہ میں دونوں کیلئے عفت کا سبب ہے دوسرے دن ظہر کے وقت حضور اقدس ﷺ نے احرام کیلئے غسل کیا اور احرام کی چادریں زیب تن فرمائیں اور ذوالحلیفہ کی مسجد میں ظہر کی نماز کے بعد۔

www.islamicbulletin.com

قران کا احرام باندھا محققین علماء کے نزدیک حضور ﷺ کا احرام شروع ہی سے قران کا تھا یہاں حضور اقدس ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو اختیار دیدیا کہ جس کا دل چاہے افراد، تمتع، قران میں سے جونسا چاہے باندھ لے خود حضور اقدس ﷺ نے قران کا باندھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رات کو تشریف لاکر یہ فرمایا تھا یہ وادی عقیق مبارک وادی ہے آپ اس میں نماز پڑھیں اور حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھیں اس کے بعد مسجد سے باہر تشریف لاکر اونٹنی پر سوار ہوئے اور زور سے لبیک پڑھا چونکہ مسجد کی آواز قریب کے آدمیوں نے سنی تھی اور یہاں اونٹنی پر تشریف رکھنے کے بعد دور تک آواز گئی اس لئے بہت سے حضرات نے یہ سمجھا کہ اسی وقت حضور ﷺ نے احرام کی ابتدا فرمائی اس کے بعد حضور ﷺ کی مبارک اونٹنی آپ کو اپنی پشت پر لے کر چلی اور بیداء کی پہاڑی پر چڑھی جو ذوالحلیفہ کے قریب ہے چونکہ حاجی کیلئے ہر اونچی جگہ چڑھتے ہو لبیک زور سے پڑھنا مستحب ہے اس لئے حضور ﷺ نے یہاں بھی زور سے لبیک پڑھا جس کی آواز پہاڑی کا اونچان ہونے کی وجہ سے اور بھی زیادہ تک گئی اس کی وجہ سے صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت اسی جگہ حضور ﷺ کا احرام باندھنا نقل کرتی ہے حضور اقدس ﷺ نے لبیک پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ کی طرف روانگی شروع کی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر یہ درخوست کی کہ صحابۂ کرامؓ کو حکم فرما دیجئے کہ لبیک زور سے پڑھیں چنانچہ حضور ﷺ نے اس کا حکم فرمادیا۔ راستہ میں جب وادی روحا پر پہنچے تو حضور ﷺ نے وہاں نماز پڑھی اور یہ فرمایا کہ ستر ۷۰ نبیوں نے اس جگہ نماز پڑھی۔ حضور اقدس ﷺ کا سامان اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سامان سب ایک اونٹ پر تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام کی سپردگی میں تھا جب وادی عرج پر پہنچے تو دیر تک یہ حضرات ان کا انتظار فرماتے رہے بڑی دیر میں وہ آئے اور کہا کہ اونٹ تو کھویا گیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو مارا کہ ایک ہی تو اونٹ تھا وہ بھی گم کردیا اور تبسم فرمارہے تھے کہ ان محرم کو دیکھو یہ کیا کررہے ہیں یعنی احرام کی حالت میں مارتے ہیں۔ صحابہؓ کو جب معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے سامان کی اونٹنی گم ہوگئی تو جلدی سے کھانا تیار کرکے لائے حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلایا کہ آؤ اللہ تعالیٰ نے بہترین غذا عطا فرمائی مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ آرہا تھا حضور ﷺ نے ان کو فرمایا کہ ابوبکر غصہ کو جانے دو اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوقیس رضی اللہ عنہ اپنے سامان کی اونٹنی لیکر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ﷺ یہ قبول فرمالیں مگر حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تمھیں برکت عطاء فرمائے ہماری اونٹنی اللہ کے فضل سے مل گئی جب وادی عسفان میں جو مکہ مکرمہ کے قریب ہے تشریف فرما تھے تو حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) ہمیں حج کا طریقہ اس طرح بتادیجئے کہ گویا ہم آج ہی پیدا ہوئے ہیں یعنی اس پر اطمینان نہ فرمادیں کہ یہ

www.islamicbulletin.com

بات تو ان کو پہلے سے معلوم ہوگی۔ حضور ﷺ نے ان حضرات کو بتایا کہ مکہ میں داخل ہو کر کیا کیا کریں صرف میں پہنچ کر حضرت عائشہ ؓ کو حیض آنے لگا وہ بہت پریشان ہوئیں رونے لگیں کہ میرا تو سفر ہی بیکار ہو گیا حج کا وقت قریب آ گیا اور میں ناپاک ہو گئی حضور ﷺ نے تسلی دی کہ یہ تو ساری ہی عورتوں کو پیش آتا ہے پھر ان کو بتایا کہ وہ اب کیا کریں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ جن کے ساتھ ہدی نہیں ہے وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر عمرہ کر کے اپنا احرام کھول دیں۔ مکہ مکرمہ کے قریب وادیٔ ازرق پر پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ میرے سامنے اس وقت وہ منظر ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس جگہ پر حج کے لئے گزر رہے تھے اور کانوں میں انگلیاں دیکر زور سے لبیک پڑھ رہے تھے اس کے بعد حضور اقدس ﷺ ذوطویٰ پہنچے جو مکہ مکرمہ کے بالکل قریب ہے اور شب کو وہاں قیام فرمایا اور صبح کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی غرض سے غسل کیا اور چاشت کے وقت ۴ ذی الحجہ یک شنبہ کی صبح کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اس دن اور تاریخ میں علماء کا سب کا قریب قریب اتفاق ہے کہ مکہ مکرمہ میں داخلہ کی یہی تاریخ اور یہی دن تھا بندہ کے نزدیک ذیقعدہ کا یہ مہینہ انتیس ۲۹ دن کا تھا اس لئے شنبہ کو چل کر نویں دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے مکہ مکرمہ میں پہنچ کر سب سے اول مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا اور طواف کیا تحیۃ المسجد بھی نہیں پڑھی مسجد میں داخل ہوتے ہی طواف شروع فرمادیا۔ طواف سے فراغت پر مقام ابراہیم پر دوگانہ ادا کیا جس میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھی اس کے بعد پھر حجر اسود کو بوسہ دیا اور باب الصفا سے نکل کر صفا کی پہاڑی پر تشریف لے گئے اور اوپر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ نظر آنے لگا پھر بڑی دیر تک تکبیر وتحمید اور دعا کرتے رہے اس کے بعد صفا مروہ کے درمیان سات چکر پورے فرمائے مروہ پر جب سعی سے فراغت فرمائی تو جن حضرات کے ساتھ ہدی نہیں تھی ان کو احرام کھولنے کا حکم فرمادیا اس کے بعد قیام گاہ پر تشریف لائے اور چار دن قیام فرمایا۔ ۸ ذی الحجہ پنج شنبہ کو چاشت کے وقت منیٰ تشریف لے گئے صحابۂ کرامؓ بھی حج کا احرام باندھ کر ہمرکاب تھے پانچ نمازیں پڑھیں اسی میں سورۂ المرسلات حضور ﷺ پر نازل ہوئی جمعہ کی صبح کو طلوع آفتاب کے بعد عرفات تشریف لے گئے اور نمرہ میں جو خیمہ حضور ﷺ کیلئے خدام نے پہلے سے لگا دیا تھا تھوڑی دیر قیام فرمایا پھر زوال کے بعد اپنی اونٹنی پر جس کا نام قصوا تھا سوار ہو کر بطن عرنہ میں جو وہیں قریب ہے تشریف لائے اور بہت طویل خطبہ پڑھا اس خطبہ میں ایسے الفاظ بھی تھے کہ شاید تم اس سال کے بعد مجھے نہ دیکھو اور یہ کہ اس سال کے بعد کبھی بھی میرا تمہارا یہاں اجتماع نہ ہوگا وغیرہ وغیرہ خطبہ کے بعد حضرت بلال ؓ کو حکم فرمایا اور ظہر اور عصر کی نمازیں ظہر ہی کے وقت میں پڑھائیں نماز سے فراغت کے بعد عرفات کے میدان میں

www.islamicbulletin.com

تشریف لائے اور مغرب تک اپنی اونٹنی پر دعا میں بڑے اہتمام سے مشغول رہے اسی دوران میں حضرت اُم فضلؓ نے یہ معلوم کرنے کیلئے کہ آپ کا روزہ ہے یا نہیں ایک پیالہ میں دودھ بھیجا جس کو حضور ﷺ نے اپنی اونٹنی پر سارے مجمع کے سامنے نوش فرمایا تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ روزہ نہیں ہے۔ اسی دوران میں ایک صحابیؓ اونٹ پر سے گر کر مر گئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے احرام کے کپڑوں ہی میں ان کو کفنا دو یہ قیامت میں لبیک ہی پڑھتے ہوئے اٹھیں گے اس جگہ کی نجد کی ایک جماعت براہ راست پہنچی اور حضور ﷺ سے ایک آدمی کے ذریعہ سے آواز دے کر دریافت کرایا کہ حج کیا ہے حضور ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا فرمایا کہ علان کر دو کہ حج عرفہ میں ٹھہرنے کا نام ہے جو شخص ۱۰ ذی الحجہ کی صبح سے پہلے پہلے یہاں پہنچ جائے اس کا حج ہو گیا۔ (ابوداؤد) حضور ﷺ مغرب تک امت کے لئے مغفرت کی دعا بہت ہی الحاح آہ وزاری سے مانگتے رہے حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں سے امت کے لئے مظالم کے سوا اور سب چیزوں کی مغفرت کا وعدہ کیا گیا مگر حضور اقدس ﷺ پھر بھی التجا فرماتے رہے کہ یا اللہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مظلوموں کو تو اپنے پاس سے بدلہ عطا فرما دے اور ظالموں کو معاف فرما دے اسی دوران میں یہ آیت شریفہ "

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ "

نازل ہوئی جس کا بیان سب سے پہلی فصل میں گذر چکا ہے جس وقت یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو وحی کے بوجھ سے حضور اکرم ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی اور کھڑی نہ ہو سکی۔ غروب کے بعد نماز سے قبل حضور ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے اونٹنی ایسے زوروں پر تھی کہ نہایت شدت سے اس کی باگ کھینچ رکھی تھی وہ جوش میں دوڑنا چاہتی تھی جہاں ذرا چڑھائی آئی تو حضور ﷺ اونٹنی کی باگ ذرا ڈھیلی فرما دیتے تھے پھر اس کو زور سے کھینچ لیتے حتیٰ کی اس کا سر باگ کے زیادہ کھینچنے کی وجہ ہے کجاوے سے لگا جا رہا تھا۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ حضور ﷺ کے پیچھے اونٹنی پر تھے راستہ میں ایک جگہ مزدلفہ کے قریب حضور ﷺ کو پیشاب کی ضرورت ہوئی اتر کر پیشاب کیا وضو کیا حضرت اسامہ نے وضو کرایا حضرت ابن عمرؓ کا معمول اتباع کے شوق میں ہمیشہ یہ رہا کہ جب حج کرتے تو اس موقعہ پر اتر کر وضو کیا کرتے اور ذوق میں کہا کرتے کہ حضور اقدس ﷺ نے یہاں وضو کیا تھا۔ حضرت اسامہؓ نے وضو کے بعد حضور ﷺ سے نماز کی یاد دہانی کی حضور ﷺ نے فرمایا آگے چلو مزدلفہ پہنچ کر سب سے پہلے حضور ﷺ نے نئے وضو کے بعد مغرب اور عشاء کی نماز پڑھائی اس کے بعد دعا میں مشغول ہوئے بعض روایات میں آتا ہے کہ اس جگہ مظالم کے بارے میں بھی حضور ﷺ کی دعا قبول ہو گئی حضور ﷺ نے بچوں اور عورتوں کو نیز ضعفاء کو ہجوم میں تکلیف ہونے کے خیال سے رات ہی میں

مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ فرمادیا اور خود تمام رفقاء کے ساتھ صبح صادق کے بعد سویرے نماز پڑھ کر طلوع آفتاب سے قبل منیٰ کیلئے روانہ ہوئے اور اس وقت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ تو پیدل چلنے والوں میں تھے اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پیچھے اونٹنی پر سوار تھے راستہ میں ایک نوجوان لڑکی نے حضور ﷺ سے اپنے باپ کے حج بدل کا مسئلہ دریافت کیا حضرت فضل بھی نوعمر تھے ان کی نگاہ اس عورت پر پڑی حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حضرت فضل کے چہرے کو دوسری طرف پھر دیا کہ نامحرم کو نہ دیکھیں اور یہ ارشاد فرمایا کہ آج کا دن ایسا دن ہے کہ جو شخص اس میں اپنی آنکھ کان اور زبان کی حفاظت کرے اس کی مغفرت ہوتی ہے۔ راستہ ہی سے حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کیلئے کنکریاں چنیں، لوگ مسائل بھی دریافت کرتے جاتے اور حضور ﷺ جواب فرماتے جارہے تھے ایک صاحب نے دریافت کیا میری والدہ اتنی بوڑھی ہیں کہ اگر سواری پر ان کو باندھ کر بٹھایا جائے تو ان کی موت کا اندیشہ ہے کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا اگر تمہاری والدہ کے ذمہ کسی کا قرض ہوتا تو کیا تم ادا نہ کرتے ایسے ہی حج کو بھی سمجھو جب حضور ﷺ راستہ میں وادی محسر پر پہنچے جہاں حق تعالیٰ شانہٗ نے ابرھہ کے ہاتھی کو ہلاک کیا تھا جب اس نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی تھی تو حضور ﷺ نے اپنی اونٹنی کو تیز کردیا کہ جلدی سے اس عذاب کی جگہ سے آگے بڑھ جائیں منیٰ پہنچ کر سیدھے جمرۂ عقبہ پر پہنچے اور سات کنکریاں اس کے ماری اور لبیک کا پڑھنا جو احرام کے بعد سے اب تک وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا تھا اس وقت بند کردیا اس کے بعد منیٰ میں قیام پر تشریف لائے اور بڑا طویل وعظ فرمایا جس میں بہت سے اہم احکام کا اعلان کیا اور اس قسم کے مضامین بھی ارشاد فرمائے جیسا کہ الوداع کے وقت کہے جاتے ہیں، پھر قربانی کی جگہ تشریف لے گئے اور اپنی عمر کے سالوں کے مطابق تریسٹھ ۶۳ اونٹ اپنے دست مبارک سے قربانی کئے جن میں ۶،۷ اونٹ امنڈ کر قربان ہونے کیلئے آگے بڑھ رہے تھے ہر ایک زبان حال سے جلدی قربان ہونا چاہتا تھا۔

داغ جاتے تو ہیں مقتل میں پر اول سب سے دیکھئے وارے وہ ستم آرا کس پر

۶۳ کے علاوہ باقی اونٹوں کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے قربان کیا کل عدد ۱۰۰ تھے قربانی کے بعد اعلان فرمادیا کہ جس کا دل چاہے ان میں سے گوشت کا ٹکڑا لے جائے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ ہر اونٹ میں ایک ایک بوٹی لے کر سب کو ایک برتن میں جوش دیں انکا شوربا حضور ﷺ نے پیا تاکہ ہر اونٹ کو حضور ﷺ کے نوش فرمانے کی سعادت حاصل ہو اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے گائے ذبح کی، قربانی سے فراغت کے بعد حضرت معمر رضی اللہ عنہ یا حضرت خراش رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انؓ سے حجامت بنوائی سر منڈایا لبیں بنوائی ناخن ترشوائے اور یہ بال اور ناخن جاں

www.islamicbulletin.com

نثاروں میں تقسیم کرادیئے کہتے ہیں کہ کہیں کہیں جو بال مبارک موجود ہیں وہ انھیں میں کا بقیہ ہے اس کے بعد احرام کی چادریں اتار کر کپڑے پہنے خوشبو لگائی اس دوران میں کثرت سے صحابۂ کرامؓ آ کر حج کے متعلق مسائل دریافت کرتے رہے اس دن میں چار کام کرنے ہیں۔ رمی، ذبح، سر منڈانا، طواف، زیارت کرنا۔ یہی ترتیب ان کی ہے اس میں بہت سے حضرات سے بھول وغیرہ کی وجہ سے ترتیب میں تقدم تاخیر ہوا ہر شخص آ کر عرض کرتا مجھ سے بجائے اس کے ایسے ہو گیا حضور ﷺ فرماتے اس میں کوئی گناہ نہیں ہوا البتہ اس میں گناہ ہے کہ کسی مسلمان کی آبروریزی کی جائے ظہر کے وقت حضور اقدس ﷺ طواف زیارت کیلئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھی یا منیٰ واپس آ کر روایت میں اختلاف ہے اور طواف سے فراغت پر زمزم شریف کے کنویں پر تشریف لے گئے اور خود ڈول کھینچ کر پیا اور بعض روایات میں ہے کہ حضور ﷺ نے خود نہیں کھینچا بلکہ یہ فرمایا کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ تم پر غلبہ کرنے لگیں گے تو خود کھینچ کر پی لیتا۔ لیکن ان دونوں میں کچھ اشکال نہیں زمزم شریف کا پینا بار ہا ہوا اس لئے کسی موقعہ پر خود کھینچ کر پیا ہو جب ہجوم نہ ہو اور کسی موقعہ پر ہجوم کی وجہ سے ایسا فرما دیا ہو اس میں اشکال نہیں آپ ﷺ نے زمزم شریف کھڑے ہو کر پیا اور پھر صفا مروہ کی دوبارہ سعی کی یا نہیں کی اس میں اختلاف ہے۔

حنفیہ کے قواعد کے موافق تو کی ہے اس کے بعد منیٰ واپس تشریف لے گئے اور تین دن وہاں قیام کیا اور روزانہ زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کیا کرتے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ ان ایام میں جب منیٰ میں متعدد وعظ بھی حضور ﷺ نے فرمائے جن میں اس قسم کے الفاظ بھی ہیں کہ میں شاید تم سے پھر نہ مل سکوں منیٰ ہی کے قیام میں سورۂ اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی بعض روایات میں ہے کہ حج سے قبل مدینہ طیبہ ہی میں نازل ہو چکی تھی اور متعدد روایات میں ہے کہ اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس سورۃ میں میری وفات کی خبر دی گئی ہے میں عنقریب جانے والا ہوں اس کے بعد ۱۳ ذی الحجہ سہ شنبہ کو زوال کے بعد آخری رمی سے فارغ ہو کر حضور ﷺ منیٰ سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ کے باہر محصب میں جس کو بطحاء اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں ایک خیمہ میں جس کو حضور ﷺ کے غلام حضرت ابورافع ؓ نے حضور ﷺ کے یہاں تشریف لانے سے پہلے ہی اس جگہ لگا رکھا تھا قیام کیا اور چار نمازیں ظہر سے عشاء تک وہاں ادا فرمائی اور عشاء کے بعد تھوڑی دیر اس میں آرام کیا یہ وہی جگہ ہے جس جگہ کفار نے بیٹھ کر ابتداء اسلام یعنی نبوت کے چھٹے برس میں یہ معاہدہ کیا تھا کہ بنو ہاشم بنو المطلب کا بائیکاٹ کر دیا جائے کہ نہ ان سے لین دین کسی قسم کا کیا جائے نہ ان کو کھانے کو دیا جائے نہ ان سے کوئی ملاقات کرے نہ صلح کی بات کرے جب تک یہ لوگ نعوذ باللہ حضور اقدس ﷺ کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں تا کہ ہم حضور ﷺ کو قتل کر دیں۔ یہ معاہدہ اسی جگہ

لکھا گیا تھا جس کا قصہ مشہور ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے آج دو جہاں کا سردار ہونے کی حیثیت سے یہاں قیام کیا اور عشاء کے بعد تھوڑی دیر آرام فرما کر طواف وداع کیلئے مکہ مکرمہ تشریف لائے اور اسی رات میں حضرت عائشہؓ کو ان کے بھائی کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھنے کیلئے تنعیم بھیجا۔ اور عمرہ کرایا حضرت عائشہؓ عمرہ سے فارغ ہو کر محصب پہنچ گئیں تو حضور ﷺ نے قافلہ کو مدینہ کی طرف روانگی کا حکم فرمایا اس میں اختلاف ہے کہ اس حج کے موقعہ پر حضور اقدس ﷺ بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہوئے یا نہیں، داخل ہونا تو محقق ہے لیکن بعض علماء حج کے ایام میں داخل ہونا بتاتے ہیں اور بعض حضرات اس زمانہ کے بجائے فتح مکہ کے زمانہ میں بتاتے ہیں اور طواف وداع سے فراغت کے بعد بعض روایات کے موافق صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھا کر جس میں سورۃ الطور حضور ﷺ نے پڑھی ۱۴ ذی الحجہ ۱۰ھ چہار شنبہ کی صبح کو مدینہ طیبہ کی طرف مع خدام جان نثاران واپسی ہوئی اور جب ۱۸ ذی الحجہ یکشنبہ کو غدیر خم پر جو جحفہ کے قریب ایک جگہ ہے پہنچے تو حضور ﷺ نے ایک اونچی جگہ منبر کی شکل پر کھڑے ہو کر طویل وعظ فرمایا جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کے مناقب بھی ارشاد فرمائے یہی وہ چیز ہے جس کو رافضیوں نے بگاڑ کر عید غدیر سے مشہور کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ میرے بارے میں دو جماعتیں ہلاک ہوں گی ایک وہ جو محبت کے دعوے میں افراط کریں اور دوسرے وہ جو عداوت میں افراط کریں (تاریخ الخلفاء بروایۃ حاکم وغیرہ) یعنی رافضی اور خارجی۔ اس کے بعد جب ذوالحلیفہ پہنچے تو شب کو وہاں قیام فرمایا اور صبح کے وقت معرس کے راستہ سے مدینہ منورہ میں یہ دُعا پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے۔

آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

ہم لوٹنے والے ہیں ایسی طرح کہ توبہ کرنے والے ہیں اپنے گناہوں سے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔ فقط اس ناپاک نے ۴۲ھ میں ایک رسالہ عربی زبان میں حجۃ الوداع میں لکھا تھا تا کہ حضورؐ کے حج کی روایات متفرقہ مسلسل طریقہ سے مستحضر رہیں اس میں ہر قول کا ماخذ اور فقہی مباحث بھی لکھے تھے اور اس میں ہر روایت کا حوالہ بھی درج کیا تھا اس سے یہ واقعہ نقل کیا ہے اس میں ہر واقعہ کا حوالہ موجود ہے ابھی تک اس کے طبع ہونے کا وقت نہیں آیا کیا بعید ہے کہ کسی وقت اللہ جل شانہٗ کے فضل سے آجائے اس کے بعد دو ماہ حضور اقدس ﷺ اس عالم میں تشریف فرما رہے پھر رفیق اعلیٰ کے ساتھ جا ملے اور حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ اوّل ہوئے پہلے سال حضرت عمرؓ کو امیر الحج بنا کر بھیجا اور خود تشریف نہ لے جا سکے دوسرے سال خود امیر الحج بن کر تشریف لے گئے اور پھر وہ بھی اس عالم سے رخصت ہو گئے تو

www.islamicbulletin.com

حضرت عمرؓ خلیفۂ ثانی ہوئے اور خلافت کے پہلے سال میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کو امیر الحج بنا کر روانہ فرمایا اور اس کے بعد سے دس سال تک مسلسل خود امیر الحج بن کر تشریف لے گئے اور اپنی حیات کے آخری سال میں ازواجِ مطہرات کو خصوصیت کے ساتھ اپنے ساتھ حج کرایا اس کے بعد حضرت عثمانؓ خلیفۂ ثالث ہوئے تو پہلے سال یعنی ۲۴ھ میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کو امیر الحج بنا کر روانہ فرمایا اور ۲۵ھ سے ۳۴ھ تک ہر سال خود حج کے لئے تشریف لے جاتے رہے اس کے بعد محصور کر دیئے گئے اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو امیر الحج بنا کر روانہ فرمایا۔ حضرت سید المشارق والمغارب علی کرم اللہ وجہہ، خلافت سے قبل تو بکثرت حج کرتے رہے لیکن خلافت کے زمانہ میں جنگ جمل وصفین وغیرہ کی وجہ سے خود تشریف لے جانے کی نوبت نہ آسکی۔

(مسرات) اب آخر میں چند قصے اللہ والوں کے حج کے روض الریاحین وغیرہ سے نقل کرتا ہوں کہ وہ حج کرنے والوں کے لئے نمونہ اور عبرت ہیں اس کے بعد اس رسالہ کو ختم کر دوں گا۔

۱)......حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا لوگوں کی آنکھیں بیت اللہ پر لگ رہی تھیں جس سے آنکھوں کو سکون مل رہا تھا کہ دفعۃً ایک شخص بیت اللہ کے قریب آئے اور یہ دُعا کرنے لگے۔ ''اے میرے رب تیرا مسکین بندہ جو تیرے دربار سے دھتکارا ہوا ہے اور تیرے در سے بھاگا ہوا ہے اے اللہ میں تجھ سے وہ چیز مانگتا ہوں جو سب چیزوں سے زیادہ قریب ہو اور وہ عبادت مانگتا ہوں جو سب سے زیادہ تجھے محبوب ہو، اے اللہ میں تجھ سے تیرے برگزیدہ بندوں کے طفیل اور تیرے انبیاء کے وسیلہ سے یہ مانگتا ہوں کہ اپنی محبت کی شراب کا ایک پیالہ مجھے پلا دے اور میرے دل پر سے اپنی معرفت سے جہل کے پردے ہٹا دے تاکہ میں شوق کے بازوؤں سے اڑ کر تیرے تک پہنچ جاؤں اور عرفان کے باغوں میں تیرے سے سرگوشیاں کروں'' اس کے بعد وہ شخص اتنے روئے کہ آنسو ٹپ ٹپ زمین پر گر رہے تھے پھر ہنسے اور چل دیئے ذوالنونؒ فرماتے ہیں کہ میں اُن کے پیچھے چلدیا اور میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ شخص یا تو بڑا کامل ہے یا کوئی پاگل ہے وہ مسجد سے باہر نکل کر ایک ویرانہ کی طرف چلدیئے میں پیچھے پیچھے جارہا وہ مجھ سے کہنے لگے تمہیں کیا ہوا کیوں چلے آرہے ہو اپنا کام کرو میں نے پوچھا اللہ تم پر رحم کرے تمہارا کیا نام ہے کہنے لگے عبد اللہ (اللہ کا بندہ) میں نے پوچھا کہ آپ کے والد کا کیا نام ہے کہنے لگے۔ عبد اللہ میں نے کہا یہ تو ظاہر ہے کہ سب ہی اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کے بندوں کی اولاد ہیں تمہارا نام کیا ہے کہنے لگے میرے باپ نے میرا نام سعدون رکھا تھا میں نے کہا جو سعدون مجنون کے نام سے مشہور ہیں کہنے لگے کہ ہاں وہی ہوں میں نے پوچھا کہ وہ کون برگزیدہ لوگ ہیں جن کے وسیلہ سے تم نے دُعا کی کہنے لگے وہ لوگ ہیں جو اللہ کی طرف ایسے چلتے ہیں جیسے وہ شخص چلتا ہے

www.islamicbulletin.com

جس نے عشق کو اپنا نصب العین بنا رکھا ہو اور وہ دُنیا سے ایسے الگ ہو گئے ہوں جیسا وہ شخص ہو جس کے دل کو کسی چیز نے پکڑ لیا ہو اس کے بعد وہ کہنے لگے کہ ذوالنون میں نے سنا ہے تم یہ کہتے ہو کہ میں اسباب معرفت سننا چاہتا ہوں میں نے کہا آپ کے علوم سے تو نفع پہنچنا ہی چاہئے تو انہوں نے دو شعر عربی کے پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کہ عارفین کے دل ہر وقت مولا کی یاد میں مشتاق رہتے ہیں اور اشتیاق میں نالہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کے قریب میں منزل بنا لیتے ہیں اپنے مولا کے عشق میں ایسے خلوص سے لگتے ہیں کہ اس کے عشق سے ہٹانے والی ان کے لیے کوئی چیز نہیں رہتی۔ (روض نمبر ۲۳)

۲)..... حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تنہا حج کو گیا اور مکہ مکرمہ میں کچھ قیام کر لیا میری عادت تھی کہ جب رات کا اندھیرا زیادہ ہو جاتا تو میں طواف کیا کرتا ایک مرتبہ میں نے ایک نوعمر لڑکی کو دیکھا کہ وہ طواف کر رہی ہے اور یہ اشعار گا رہی ہے۔

ابی الحب ان یخفی وکم قد کتمتہ فاصبح عندی قداناخ وطنبا

اذا اشتد شوقی ھام قلبی بذکرہ وان رمت قربا من حبیبی تقربا

ویبدو فافنی ثم احیا بہ لہ ویسعدنی حتی الذ واطربا

''میں نے اپنے عشق کو کتنا چھپایا مگر اب وہ کسی طرح مخفی نہیں رہتا اب تو اس نے کھلم کھلا میرے پاس ڈیرہ ڈال دیا۔ جب معشوق کے شوق کا مجھ پر غلبہ ہوتا ہے تو میرا دل اس کے ذکر سے پھڑکنے لگتا ہے اور اگر میں اپنے محبوب سے قربت چاہتی ہوں تو وہ فوراً مجھ سے تقرب کرتا ہے اور جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو میں اس میں فنا ہو جاتی ہوں اور پھر اسی کے لیے اسی کی بدولت زندہ ہو جاتی ہوں اور وہ میری حاجت روائی کرتا ہے حتی کہ میں خوب لذت پاتی ہوں اور مزے میں آجاتی ہوں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اس سے کہا اے لڑکی تو اللہ سے نہیں ڈرتی ایسی بابرکت جگہ ایسے شعر پڑھتی ہے وہ میری طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی کہ جنید

لو لا التقیٰ لم ترنی اھجر عن طیب الوسن

''اگر اللہ کا ڈر نہ ہوتا تو تو مجھے نہ دیکھتا کہ میں میٹھی نیند کو چھوڑے پھرتی ہوں''

ان التقی شودنی کماتری عن وطنی

''تو تو دیکھ ہی رہا ہے کہ اللہ کے خوف ہی نے مجھ کو میرے وطن سے دھکیلا اور بھگایا ہے''

افر من وجدی بہ فحبہ ھیمنی

اس کا عشق میرے ساتھ لگا ہوا ہے جس کی وجہ سے میں بھاگی پھر رہی ہوں اور اسی کی محبت نے

www.islamicbulletin.com

مجھے حیران وپریشان کر رکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے پوچھا کہ جنیدؒ تم اللہ کا طواف کرتے ہو یا بیت اللہ کا طواف کرتے ہو میں نے جواب دیا کہ بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہوں تو اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور کہنے لگی۔ سبحان اللہ آپ کی بھی کیا عجیب مشیت ہے جو مخلوق خود پتھر جیسی ہے وہ پتھروں ہی کا طواف کرتی ہے اس کے بعد اس نے تین شعر اور پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کہ لوگ پتھروں کا طواف کر کے آپ کا قرب ڈھونڈتے ہیں ان لوگوں کے دل خود بھی پتھروں سے زیادہ سخت ہیں اور حیرانی میں حیران وپریشان پھر رہے ہیں اور اپنے خیال میں تقریب کے محل میں اُترے ہوئے ہیں اگر یہ لوگ اپنے عشق میں سچے ہوتے تو اُن کی صفات اپنی تو غائب ہو جاتیں اور اللہ کی محبت کی صفات انمیں پیدا ہو جاتیں۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں اس کی اس گفتگو سے غشی کھا کر گر گیا جب مجھے غشی سے افاقہ ہوا تو وہ لڑکی جا چکی تھی۔ (روض)

(۳) حضرت بشر حافیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عرفات کے میدان میں شام کے وقت ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہایت بیتابی سے رو رہا ہے اور بے چینی سے روتے ہوئے چند شعر پڑھ رہا ہے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ کتنی پاک ذات ہے وہ ہر عیب سے پاک ہے اگر ہم کانٹوں پر اور گرم سوئیوں پر اس کے سامنے سجدے میں گریں تب بھی اس کی نعمتوں کے حق کا عشر عشیر بھی ادا نہ ہو بلکہ عشر عشیر کا عشر عشیر بھی ادا نہ ہو اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے۔

کم قد زللت فلم اذکرك فی ذللی　　وانت یا مالکی بالغیب تذکرنی

کم اکشف الستر جهلاً عند معصیتی　　وانت تلطف بی حلماً و تسترنی

ترجمہ اشعار: اے پاک ذات میں نے کتنی مرتبہ لغزشیں کیں اور کبھی لغزش میں تجھے یاد نہ کیا اور میرے مالک تو مجھے غائبانہ ہمیشہ یاد کرتا رہا۔ میں اپنی جہالت سے کتنی مرتبہ گناہوں کے ساتھ اپنی پردہ دری کر چکا ہوں اور تو اپنے حلم کے ساتھ مجھ پر لطف و مہربانی کرتا ہے اور میری پردہ پوشی کرتا ہے۔

حضرت بشرؒ کہتے ہیں کہ پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ تھے تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابو عبید خواصؒ تھے جو ممتاز بزرگوں میں ہیں اُن کے متعلق مشہور ہے کہ ستر برس تک آسمان کی طرف منہ نہیں اُٹھایا کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اتنے بڑے محسن کی طرف اس سیاہ منہ کو اُٹھاؤں۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اللہ کے فرمانبردار بندے تو اس قدر عاجزی کریں اور اپنی حسن عبادت کے

www.islamicbulletin.com

باوجود اللہ جل شانہٗ سے اس قدر شرمائیں اور گنہگار اپنے گناہوں پر نہ شرمائیں اور ناز کریں یا اللہ اپنے پاک چہرے کی طرف نظر کرنے سے قیامت میں ہم کو محروم نہ کیجئے اور اپنے صالح بندوں کی برکات سے ہمیں بھی متمتع فرما اور دارین میں اُن کے زیر سایہ رکھ (روض نمبر ۵۷)

(۴) حضرت مالک ابن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے لیے جا رہا تھا راستہ میں ایک نوجوان کو دیکھا کہ پیدل چل رہا ہے نہ تو اس کے پاس سواری نہ توشہ نہ پانی۔ میں نے اس کو سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیا میں نے کہا جوان کہاں سے آرہے ہو کہنے لگا اسی کے پاس سے میں نے کہا کہاں جا رہے ہو کہا اسی کے پاس، میں نے کہا توشہ کہاں ہے کہا اسی کے ذمہ ہے میں نے کہا یہ راستہ بغیر توشہ اور پانی کے طے نہیں ہوگا آخر تیرے ساتھ کچھ ہے بھی؟ **کھیعص** اس نے کہا میں نے سفر کے شروع کے وقت پانچ حرف توشہ کے لئے پکڑ لئے تھے میں نے پوچھا وہ پانچ حرف کونسے ہیں اس نے کہا اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد **کھیعص** میں نے پوچھا اس کے کیا معنی ہوئے کہنے لگا کہ کاف کے معنی کافی کفایت کرنیوالا۔ ھ کے معنی ہادی ہدایت کرنیولا۔ یاء کے معنی مووی ٹھکانا دینے والا، عین کے معنی عالم ہر بات کا جاننے والا۔ ص، کے معنے صادق اپنے وعدہ کا سچا۔ پس جس شخص کا ساتھی کفایت کرنے والا۔ ہدایت کرنے والا جگہ دینے والا، باخبر اور سچا ہو وہ برباد ہوسکتا ہے یا اس کو کسی بات کا خوف ہوسکتا ہے کیا وہ شخص بھی اس کا محتاج ہے کہ توشہ اور پانی لادے لادے پھرے حضرت مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی گفتگو سن کر اپنا کرتہ اس کو دینا چاہا اس نے قبول کرنے سے انکار کردیا اور کہا بڑے میاں دنیا کے کرتے سے ننگا رہنا اچھا ہے دنیا کی حلال چیزوں کا حساب دینا ہے اور اس کی حرام چیزوں کا عذاب بھگتنا ہے۔

جب رات کا اندھیرا ہوا تو اس جوان نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور یہ کہا اے وہ پاک جس کو بندوں کی طاعت سے خوشی ہوتی ہے اور بندوں کے گناہوں سے اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا مجھے وہ چیز عطا فرما جس سے تجھے خوشی ہوتی ہے یعنی طاعت اور وہ چیز معاف فرمادے جس سے تیرا کوئی نقصان نہیں یعنی گناہ اس کے بعد جب لوگوں نے احرام باندھا اور لبیک کہا تو وہ چپ تھا میں نے کہا تم لبیک نہیں پڑھتے کہنے لگا مجھے یہ ڈر ہے کہ میں لبیک کہوں اور وہاں سے جواب ملے لالبیک ولاسعدیک نہ تیری لبیک معتبر نہ سعدیک معتبر نہ میں تیرا کلام سنتا ہوں نہ تیری طرف التفات کرتا ہوں اس کے بعد وہ چلا گیا اس کے بعد میں نے سارے راستے اس کو نہیں دیکھا آخر میں منیٰ میں وہ نظر پڑا اور اس نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ محبوب جس کو میرا خون بہانا اچھا معلوم ہوتا ہے میرا خون اس کے لئے حرم میں بھی حلال ہے اور حرم سے باہر بھی خدا کی قسم اگر میری روح کو یہ

www.islamicbulletin.com

پتہ چل جائے کہ وہ کس پاک ذات کے ساتھ اٹکی ہوئی ہے تو وہ قدم کے بجائے سر کے بل کھڑی ہو جائے اور ملامت کرنے والے مجھے اس کے عشق میں ملامت نہ کر اگر تجھے وہ نظر آجائے جو میں دیکھتا ہوں تو بھی لب کشائی نہ کرے لوگ اپنے بدن سے بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اگر وہ اللہ کی پاک ذات کا طواف کرتے تو حرم سے بھی بے نیاز ہو جاتے وعید کے دن لوگوں نے تو بھیڑ بکری کی قربانی کی لیکن معشوق نے میری جان کی اس دن قربانی کی، لوگوں نے حج کیا ہے اور میرا حج اپنی سکون کی چیز کا ہے لوگوں نے قربانیاں کی ہیں میں تو اپنے خون کی اور اپنی جان کی قربانی کرتا ہوں اس کے بعد یہ دعا کی اے اللہ لوگوں نے قربانیوں کے ساتھ تیرا تقرب حاصل کیا میرے پاس کوئی چیز قربانی کیلئے نہیں ہے سوائے اپنی جان کے میں اس کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں تو اس کو قبول کر لے اس کے بعد ایک چیخ ماری اور مردہ ہو کر گر گیا اس کے بعد غیب سے ایک آواز آئی یہ اللہ کا دوست ہے خدا کا قتیل ہے مالکؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور رات بھر اس کی سوچ میں پریشان اور متفکر رہا اسی میں آنکھ لگ گئی تو خواب میں اس کو دیکھا میں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا کہنے لگے کہ جو شہداء بدر کے ساتھ ہوا بلکہ اس پر بھی کچھ زیادہ ہوا میں نے پوچھا کہ زیادہ ہونے کی کیا وجہ کہنے لگے کہ وہ کافروں کی تلوار سے شہید ہوئے تھے اور میں عشق مولیٰ کی تلوار سے۔ (روض) اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر بات میں ان سے زیادتی ہو کسی بات میں زیادتی ہو جانا کافی ہے ورنہ ان حضرات کیلئے صحابی ہونے کا جو فضل ہے اس کو غیر صحابہ کہاں پہنچ سکتے ہیں۔

(۵) حضرت ذوالنونؒ فرماتے ہیں کے حج کے سفر میں ایک جنگل میں مجھے ایک نوجوان خوبصورت لڑکا ملا گویا چاندی کا ٹکڑا ہے اور عشق اس کے بدن میں جوش مار رہا تھا وہ بھی حج کیلئے جا رہا تھا میں نے اس کو ساتھ لے لیا۔ میں نے اس سے کہا کہ بڑا طویل سفر ہے تو اس نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کاہلوں اور اکتا جانیوالوں کیلئے یہ سفر بعید ہے لیکن مشتاقوں کیلئے کچھ دور نہیں۔ (روض)

(۶) حضرت شبلیؒ جب عرفات پر پہنچے تو بالکل چپ چاپ رہے کوئی لفظ بھی زبان سے نہیں نکالا جب وہاں سے منیٰ کی طرف چلے حد حرم کے جو دو نشان ہیں ان سے آگے بڑھ گئے تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے میں چل رہا ہوں اس حال میں کہ میں نے اپنے دل پر تیری محبت کی مہر لگا دی تا کہ اس دل پر تیرے سوا کسی کا گذر نہ ہو کاش میں آنکھوں کو ایسی طرح بند کرتا کہ تیرا دیدار نصیب ہونے تک کسی کو بھی نہ دیکھا دوستوں میں بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو ایک ہی کے ہو رہتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں جن میں دوسروں کی بھی شرکت ہوتی ہے لیکن

www.islamicbulletin.com

جب آنکھوں سے آنسو نکل کر رخساروں پر بہنے لگتے ہیں جب ظاہر ہو جاتا ہے کون واقعی رو رہا ہے اور کون بناوٹی رونا رو رہا ہے۔ (روض)

عدو میں اور مجھ میں غور کرلو فرق اتنا ہے　　　کوئی بنتا ہے دیوانہ کوئی ہوتا ہے دیوانہ

(۷) حضرت فضیل بن عیاض ؒ عرفات کے میدان میں غروب تک چپ رہے اور جب آفتاب غروب ہو گیا تو فرمانے لگے اے اللہ اگر چہ تو نے معاف فرما دیا لیکن میری بدحالی پر پھر بھی افسوس ہے۔ (روض)

(۸) ابراہیم بن مہلب ؒ کہتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا میں نے ایک باندی کو دیکھا کہ کعبہ شریف کا پردہ پکڑ کر کہہ رہی تھی اے میرے سردار تجھے مجھ سے محبت کرنے کی قسم میرا دل پھیر دے میں نے اسے پوچھا کہ اے لڑکی تجھے کس طرح معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ شانہٗ تجھ سے محبت کرتے ہیں کہنے لگی کہ اس کی شفقتوں سے معلوم ہوا میرے پکڑنے کیلئے اسلامی لشکر بھیجے ان پر کتنے کتنے مال خرچ کئے جب کہیں مجھے کافروں کے پنجہ سے نکالا مجھے مسلمان بنایا اپنی معرفت عطا فرمائی حالانکہ میں اس کو بالکل نہیں جانتی تھی اے ابراہیم کیا یہ اس کی محبت اور شفقت نہیں میں نے اس سے پوچھا کہ تجھے اللہ جل شانہٗ سے کتنی محبت ہے کہنے لگی کہ زیادہ سے زیادہ اور بڑی سے بڑی جو چیز ہو میں نے پوچھا وہ کیسی ہے کہنے لگی کہ شراب سے زیادہ لطیف اور گلاب کے عرق سے زیادہ دل پسند اس کے بعد اس نے تین شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کہ بےچین آدمی صبر وسکون کو نہیں جانتا کہ کیا ہوتا ہے اس کے پاس تو بہنے والی آنکھیں ہوتی ہیں جن کو رونے سے بیکار کر دیا ہو اور ایک بدن ہوتا ہے جو عشق کے شعلوں کی وجہ سے دبلا ہو گیا ہو اور فریفتہ کی بیماری کا کیا علاج ہو سکتا ہے اور محبت کا انجام بڑا سخت ہے بالخصوص جب کہ مہربانی کرنے والے اس کی طرف نیزوں سے مہربانی کرتے ہوں وہ یہ شعر پڑھتے ہوئے چل دی۔ (روض)

(۹) مالک بن دینار ؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان کو ایک دفعہ دیکھا کہ قبولیت کے آثار اس کے چہرہ پر ظاہر ہیں اور آنکھوں سے آنسو لگاتار رخساروں پر بہہ رہے ہیں میں نے اس کو دیکھ کر پہچانا کہ عرصہ ہوا بصرہ میں ایک زمانہ میں اس کو بڑی ناز ونعمت میں دیکھ چکا تھا اس وقت دیکھ کر میں نے اس کو پہچانا اور اس کی یہ حالت دیکھ کر مجھے بھی رونا آ گیا اس نے بھی مجھے دیکھ کر پہچان لیا اور مجھے سلام کیا اور کہنے لگا مالک تمہیں خدا کی قسم خاص وقت میں مجھے یاد رکھنا اور میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا کیا بعید ہے اللہ جل شانہٗ میرے حال پر رحم فرمائے اور میرے گناہوں کو معاف کر دے اور یہ کہہ کر دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے جب محبوب تیری طرف متوجہ ہو تو میرا بھی اس سے ذکر کر دیجیو

www.islamicbulletin.com

اور یہ کہہ دینا کہ کسی وقت بھی تیری یاد سے اس کا دل خالی نہیں ہوتا شاید وہ جب میرا نام سنے تو یوں پوچھ لے کہ فلاں شخص پر کیا گزر رہی ہے مالکؒ کہتے ہیں کہ یہ شعر پڑھ کر وہ روتا ہوا چل دیا اتنے میں حج کا زمانہ آ گیا میں حج کیلئے روانہ ہوا اتفاق سے میں مسجد حرام میں بیٹھا تھا کہ میں نے ایک شخص کے گرد مجمع اکٹھا دیکھا اور وہ شخص بیتاب ہو کر رو رہا ہے اور اس کی تڑپ اور بیتابی سے لوگوں کو طواف مشکل ہو گیا میں نے جو اٹھ کر اس کو دیکھا تو وہی جوان تھا میں اس کو دیکھ کر خوش ہوا اور میں نے اس سے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تیری تمنا پوری کر دی تو اس نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ ''لوگ بلا خوف و خطر منیٰ کی طرف چلے اور جب وہ منیٰ میں پہنچ گئے تو اپنی آرزوؤں کو پا لیا لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے آرزوئیں مانگیں اللہ نے ان کو ان کی تمنائیں عطا کیں اور ان کی خالص توبہ کی بدولت ان کو فحش اور بدکاری سے محفوظ رکھا ان کے اوپر ساقی نے شراب کا دور چلایا اور جب انھوں نے پوچھا ساقی کون ہے تو کہا کہ۔

انا اللّٰہ فادعونی اناالله ربکم   لی المجدو العلیاو الملك و الثناء

''میں ہوں تمہارا معبود مجھے پکارو میں تمہارا رب ہوں میرے لئے بزرگی ہے میرے ہی لئے بڑائی ہے میرا ہی ملک ہے اور میری ہی ساری تعریفیں ہیں۔''

مالکؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ واللہ مجھے اپنا حال بتاؤ کیا گزری کہنے لگا بڑی اچھی گزری مجھے اپنے فضل سے یہاں بلایا میں حاضر ہو گیا اور جو میں نے مانگا وہ مجھے ملا پھر اس نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ ''جب محبوب نے مجھے بلایا تو میں نے کہا مبارک کیا ہی بہتر ہے تیرا وصال اور کتنی شیریں ہے تیری محبت کتنا مزیدار ہے تیرا عشق تیرے حق کی قسم تو ہی مطلوب ہے تو ہی مقصود ہے تیری ہی آرزوئیں ہیں لوگ مجھے تیری محبت میں ملامت کرتے ہیں کیا کریں اور جتنی چاہے ملامتیں کریں۔ میرا دل تیرے سوا کسی چیز کا مشتاق نہیں، لوگ اپنے اپنے معشوقوں کے شہروں کو فلاں فلاں کو یاد کرتے ہیں کیا کریں مجھے تو جب کسی شہر کا تذکرہ آ جائے تو وہی یاد آتا ہے مالکؒ کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر وہ طواف میں مشغول ہو گیا پھر مجھے خبر نہیں کہاں گیا۔ (روض)

(۱۰) ایک بزرگ فرماتے ہیں ایک سال سخت ترین گرمی کے زمانے میں حج کو چلا لو بڑی شدت سے چلتی تھی ایک دن جبکہ میں وسط حجاز میں پہنچ گیا اتفاقاً قافلہ سے بچھڑ گیا اور مجھے کچھ غنودگی سی آ گئی دفعۃً آنکھ جو کھلی تو مجھے اس جنگل بیابان میں ایک آدمی نظر آیا تو میں جلدی جلدی اس کی طرف چلا تو دیکھا ایک کمسن لڑکا تھا جس کے داڑھی بھی نہ نکلی تھی اور اس قدر حسین کہ گویا چودھویں رات کا چاند ہے۔ بلکہ دوپہر کا سورج اس پر ناز و نعمت کے کرشمے چمک رہے ہیں میں نے اس کو سلام کیا اس نے کہا ابراہیم وعلیکم السلام میرا نام لینے پر مجھے انتہائی حیرت ہوئی اور مجھ سے سکوت نہ ہو سکا میں نے

www.islamicbulletin.com

بڑے تعجب سے پوچھا کہ صاحبزادے تجھے میرا نام کس طرح معلوم ہوا تو نے تو مجھے کبھی دیکھا بھی نہیں کہنے لگا کہ ابراہیم! جب سے مجھے معرفت ہوئی میں انجان نہیں بنا اور جب سے مجھے وصال نصیب ہوا کبھی فرق نہیں ہوا میں نے پوچھا کہ اس سخت گرمی میں اس جنگل میں تجھے کیا مجبوری کھینچ کر لائی کہنے لگا کہ ابراہیم اس کے سوا میں نے کبھی کسی سے انس پیدا نہیں کیا اور نہ اس کے سوا کبھی کسی کو ساتھی اور رفیق بنایا میں اس کی طرف بالکلیہ منقطع ہو چکا معبود ہونے کا اقرار کر چکا ہوں میں نے پوچھا کہ تیرے کھانے پینے کا ذریعہ کیا ہے کہنے لگا کہ محبوب نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے میں نے کہا خدا کی قسم مجھے ان عوارض کی وجہ سے میں نے ذکر کئے تیری جان کے ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہے تو اس نے روتے ہوئے کہ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی موتیوں کی طرح سے اس کے رخساروں پر پڑ رہی تھی چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ "کون شخص ڈرا سکتا ہے مجھ کو جنگل کی سختی سے حالانکہ میں اس جنگل کو اپنے محبوب کی طرف چل کر قطع کر رہا ہوں اور اس پر ایمان لا چکا ہوں عشق مجھ کو بے چین کر رہا ہے اور شوق ابھارے لئے جاتا ہے اور اللہ کا چاہنے والا کبھی کسی آدمی سے نہیں ڈر سکتا اگر مجھے بھوک لگے گی تو اللہ کا ذکر میرا پیٹ بھرے گا اور اللہ کی حمد کی وجہ سے میں پیاسا نہیں ہو سکتا اور اگر میں ضعیف ہوں تو اس کا عشق مجھے حجاز سے خراسان تک (یعنی پورب سے پچھم تک) لے جا سکتا ہے تو میرے بچپن کی وجہ سے مجھے حقیر سمجھتا ہے اپنی ملامت کو چھوڑ جو ہونا تھا ہو چکا میں نے پوچھا تجھے خدا کی قسم اپنی صحیح صحیح عمر بتا کیا ہے کہنے لگا کہ تو نے بڑی سخت قسم مجھ کو دیدی جو میرے نزدیک بہت بڑی ہے میری عمر بارہ برس کی ہے۔ پھر وہ کہنے لگا کہ ابراہیم تجھے میری عمر پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آئی میں نے بتا تو دی میں نے کہا مجھے تیری باتوں نے حیرت میں ڈال دیا کہنے لگا اللہ کا شکر ہے اس نے بڑی نعمتیں عطا فرمائیں اور اللہ کا فضل ہے کہ اس نے اپنے بہت سے مؤمن بندوں سے افضل بنایا ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ مجھے اس کی حسن صورت، حسن سیرت اور اس شیریں کلام پر بڑا ہی تعجب ہوا میں نے کہا سبحان اللہ حق تعالیٰ شانہٗ نے کیسی کیسی صورتیں بنائی ہیں اس نے تھوڑی دیر نیچے کو سر جھکا لیا پھر اوپر کی طرف منہ اٹھا کر بہت ترچھی کڑوی نگاہ سے مجھے دکھا اور چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے "اگر میری سزا جہنم ہو تو میرے لئے ہلاکت ہے اس وقت میری یہ رونق اور خوبصورتی کیا بنائے گی اس وقت میری ساری خوبیوں کو عذاب عیب دار بنا دے گا اور جہنم میں طویل عرصہ تک رونا پڑے گا اور جبار جل جلالہٗ یہ فرمائے گا اور بدترین غلام تو میرے نافرمانوں میں ہے، تو دنیا میں میرا مقابلہ کیا میری حکم عدولی کی کیا تو میرے عہد و پیمان کو (جو ازل میں ہوئے تھے) بھول گیا تھا یا میری (قیامت کی) ملاقات کو بھول گیا تھا (اے ابراہیم) تو اس دن دیکھے گا کہ فرمانبرداروں کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہونگے اور حق تعالیٰ شانہٗ اپنے

www.islamicbulletin.com

اوپر سے انوار کے پردے ہٹادیں گے جس کی وجہ سے یہ فرمانبردار اس پاک ذات کی زیارت سے ایسے مبہوت ہو جائیں گے کہ اس کے مقابلے میں ہر نعمت اور ہر راحت کو بھول جائیں گے اور حق تعالیٰ شانہٗ اس فرمانبرداروں کو ہیبت اور خوشبودی کا لباس پہنائیں گے اور ان کے چہروں کو رونق اور شادابی عطا ہوگی۔'' یہ پڑھ کر کہنے لگا۔ اے ابراہیم مہجور وہ ہے جو دوست سے منقطع ہو گیا ہو اور وصال اس کو حاصل ہے جس نے اللہ کی اطاعت سے وافر حصہ لیا لیکن ابراہیم اپنے رفقاء سفر سے بچھڑ گئے ہو میں نے کہا ہاں میں ایسا ہی رہ گیا تجھ سے اللہ کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے لئے دعا کر میں اپنے ساتھیوں سے جاملوں میرے اس کہنے پر اس لڑکے نے آسمان کی طرف دیکھا اور کچھ آہستہ آہستہ زبان سے کہا کہ مجھے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہوئے معلوم ہوئے اس وقت مجھے دفعۃً نیند کا جھوکہ سا آیا یا بیہوشی سی ہوئی اس سے جو میں نے افاقہ پایا تو قافلہ کے بیچ میں اونٹ پر اپنے آپ کو پایا اور میرے اونٹ پر جو میرا ساتھی تھا وہ مجھ سے کہہ رہا تھا ابراہیم ہوشیار ہو سنبھلے رہو ایسا نہ ہو اونٹ پر سے گر جاؤ اور اس لڑکے کا مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ آسمان پر اڑ گیا یا زمین کے اندر اتر گیا جب جب ہم سارا راستہ طے کر کے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور میں حرم شریف میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لڑکا کعبہ شریف کا پردہ پکڑے ہوئے رو رہا ہے اور چند شعر پڑھ رہا ہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔
میں کعبہ کا پردہ پکڑ رہا ہوں اور بیت اللہ کی زیارت بھی کر رہا ہوں لیکن دل میں جو کچھ ہے اس کو اور راز کی بات کو خوب جانتا ہے میں بیت اللہ کی طرف پیدل چل کر آیا ہوں کہیں سوار نہیں ہوا اس لئے کہ میں باوجود اپنی کم سنی کے فریفتہ عاشق ہوں میں بچپن ہی سے تجھ پر مرنے لگا ہوں جب کہ میں عشق کو جانتا بھی نہ تھا اور اگر لوگ ملامت کریں کسی بات پر تو میں ابھی عشق کا طفل مکتب ہوں اے اللہ اگر میری موت کا وقت آ گیا ہو تو شاید میں تیرے وصل سے بہرہ یاب ہو سکوں۔'' اس کے بعد وہ بے اختیار سجدہ میں گر گیا اور میں دیکھتا رہا اس کے بعد میں اس کے پاس گیا اور اس کو ہلایا تو انتقال کر چکا تھا رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے اس کے انتقال کا بڑا سخت صدمہ ہوا میں وہاں سے اٹھ کر قیام گاہ پر آیا اور اس کے کفن دینے کیلئے کپڑا لیا اور مدد کیلئے ایک دو آدمی ساتھ لئے اور وہاں پہنچا جہاں اس کو مردہ چھوڑ کر آیا تھا تو اس کی نعش کا کہیں پتہ نہ چلا وہاں دوسرے حاجیوں سے دریافت کیا مگر کسی کو بھی پتہ نہ تھا کہ کسی نے اس کو دیکھا تو میں سمجھا کہ اللہ جل شانہٗ نے اس کو لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ فرما رکھا تھا میں وہاں سے اپنی قیامگاہ پر واپس آ گیا اور مجھے کچھ غنودگی سی آ گئی تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑے مجمع میں ہے اور سب سے پیش پیش ہے اور اس پر اس قدر نور چمک رہا ہے اور ایسے عمدہ جوڑے ہیں کہ ان کی صفت بیان میں نہیں کر سکتا میں نے اس سے پوچھا کہ تو وہی لڑکا ہے کہنے لگا کہ میں وہی ہوں میں نے ہو پوچھا کیا تیرا انتقال نہیں

ہوا اس نے کہا ہاں ہو گیا میں نے کہا میں تو تجھے تجہیز و تکفین کیلئے بہت تلاش کیا کہیں پتہ نہ چلا کہنے لگا ابراہیم سن جس نے مجھے میرے شہر سے نکالا اور اپنی محبت میں فریفتہ کیا اور میرے عزیز و اقارب سے جدا کیا اسی نے مجھے کفن دیا اور کسی دوسرے کا محتاج نہیں بننے دیا میں نے پوچھا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے مرنے کے بعد تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے کہا کہ اللہ جل جلالہٗ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اور فرمایا تو کیا چاہتا ہے میں نے عرض کیا کہ الٰہی تو ہی مقصود ہے اور تیری ہی مجھے آرزو ہے فرمایا کہ بے شک تو میرا سچا بندہ ہے اور جو تو مانگے اس کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے زمانے کے تمام آدمیوں میں میری سفارش قبول فرمالے ارشاد ہوا کہ ان سب کے بارے میں تیری سفارش مقبول ہے ابراہیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد لڑکے نے خواب میں مجھ سے رخصتی مصافحہ کیا اور میں نیند سے بیدار ہو گیا میں نے اپنے حج کے جو ارکان باقی تھے وہ پورے کئے لیکن اس لڑکے کی یاد سے اور اس کے رنج سے میرے دل کو قرار نہ تھا میں حج سے فارغ ہو کر واپس ہوا لیکن راستہ میں سارے قافلہ والے یہ کہتے تھے کہ ابراہیم تیرے ہاتھ کی مہک سے ہر شخص حیران ہے کہ کیسی خوشبو آ رہی ہے اور اس واقعہ کے نقل کرنے والے کہتے ہیں کہ مرنے تک ابراہیم کے ہاتھوں میں سے وہ خوشبو آتی رہی۔ (روض)

(۱۱) حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کیلئے جا رہا تھا بہت سے رفیق ساتھ تھے۔ چلتے چلتے ایک مرتبہ مجھے تنہائی کا غلبہ ہوا اور دل میں تقاضا ہوا کہ سب کا ساتھ چھوڑ کر اکیلے چلوں میں نے اس راستہ کو چھوڑ کر جس پر سب چل رہے تھے ایک دوسرا تنہائی کا راستہ اختیار کر لیا اور میں تین دن اور تین رات برابر چلتا رہا نہ تو مجھے ان میں کھانے کا خیال آیا نہ پینے کا نہ کوئی اور حاجت پیش آئی۔ تین دن رات چلنے کے بعد میں ایک ایسے جنگل میں پہنچ گیا جو بڑا شاداب سرسبز اور قسم قسم کے پھل اور پھول اس میں لگے ہوئے جو بڑے مہک دار تھے اور اس کے بیچ میں ایک چشمہ ہے مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ تو جنت ہے اور میں سخت حیرت میں پڑ گیا میں اسی فکر و سوچ میں تھا کہ ایک جماعت آتی نظر آئی جن کے چہرہ تو آدمیوں جیسے تھے اور ان پر مرقع چادریں اور خوشنما لنگیاں تھیں ان لوگوں نے آ کر مجھ کو گھیر لیا اور سلام کیا میں نے جواب دیا اور کہا کہ تم کہاں میں کہاں پھر مجھے خیال ہوا کہ یہ جنات کی قوم ہے اتنے میں ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم میں ایک مسئلہ میں اختلاف ہو رہا ہے اور ہم جنات میں سے جنھوں نے بیت العقبہ کی رات میں حضور اقدس ﷺ سے اللہ کا پاک کلام سنا تھا حضور ﷺ کے پڑھنے کی آواز نے ہمیں دنیا کے سارے کاموں سے چھوڑا دیا اور یہ جگہ اللہ جل شانہٗ نے ہمارے لئے مزین فرما دی میں نے پوچھا کہ اس جگہ سے وہ جگہ کتنی دور ہے جہاں میں نے اپنے سفر کے ساتھیوں کو چھوڑا ہے میرے اس سوال پر ایک شخص نے ان میں سے تبسم کرتے ہوئے

www.islamicbulletin.com

کہا کہ ابواسحٰق اللہ جل شانہ کے بھی عجیب بھید ہیں اس جگہ تمہاری قوم کا کبھی کوئی شخص بجز ایک آدمی کے نہیں آیا ایک جوان تمہاری جنس سے آیا تھا۔ اس کا یہاں انتقال ہو گیا تھا اور یہ دیکھ اس کی قبر میں نے دیکھی کہ اس پانی کے تالاب کے کنارہ تھی اس کے گرد چھوٹا سا باغیچہ تھا جس میں ایسے پھول لگ رہے تھے کہ میں نے اس جیسے کبھی نہیں دیکھے تھے پھر وہ جن کہنے لگا کہ اس جگہ کے اور اس جگہ کے درمیان اتنے اتنے مہینوں کا کہا یا اتنے اتنے برسوں کا راستہ ہے ابراہیمؒ نے کہا کہ اچھا اس جوان کا حال مجھے بتاؤ ان میں سے ایک نے سنایا کہ ہم لوگ اس چشمہ کے کنارے بیٹھے ہوئے عشق کے بارہ میں بحث کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک جوان آیا اور اس نے آ کر سلام کیا ہم نے سلام کا جواب دیا اور ہم نے پوچھا کہ جوان کہاں سے آئے ہو اس نے کہا کہ شہر نیشاپور سے آیا ہوں ہم نے پوچھا کہ اس شہر کو چھوڑے ہوئے کتنے دن ہوئے اس نے کہا سات دن ہوئے ہیں ہم نے کہا شہر سے کس ارادہ سے چلے تھے اس جوان نے کہا کہ میں نے اللہ جل شانہ کا پاک ارشاد سنا ہے۔

وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

(زمر ع ۲)

"تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کی فرمانبرداری کرو قبل اس کے کہ تم پر عذاب ہونے لگے پھر اس وقت تمہاری کسی طرف سے بھی کوئی مدد نہ کی جائے۔"

ہم نے اس جوان سے پوچھا کہ انابت کیا ہے اور عذاب کیا ہے اس نے بیان کرنا شروع کیا اور جب عذاب کا بیان کرنا شروع کیا تو ایک چیخ ماری اور مر گیا ہم لوگوں نے اس کو اس قبر میں دفن کر دیا۔ ابراہیم کہتے ہیں مجھے اس قصہ سے بڑی حیرت ہوئی اس کے بعد میں اس جوان کی قبر کے نزدیک گیا تو اس کے سرہانے نرگس کے پھولوں کا ایک بہت بڑا گلدستہ رکھا تھا اتنا بڑا تھا جیسے بڑی چکی ہو اور اس کی قبر پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے (هٰذَا قَبْرُ حَبِيْبِ اللّٰهِ قَتِيْلَ الْغَيْرَةِ) یہ اللہ تعالیٰ کے دوست کی قبر ہے جو غیرت کا قتل کیا ہوا ہے" اور نرگس کے ایک پتہ پر انابت کی تفسیر لکھی ہوئی تھی میں نے اس کو پڑھا ان جنات نے مجھ سے اس کا مطلب پوچھا میں نے اس کا مطلب بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور مزے میں لوٹنے لگے جب اس سے انھیں سکون سا ہوا تو کہنے لگے کہ ہمارا وہ مسئلہ جس پر جھگڑا تھا حل ہو گیا۔ ابراہیم کہتے ہیں پھر مجھے کچھ غنودگی سی آئی اس کے بعد جو میری آنکھ کھلی تو میں مسجد عائشہ کے پاس تھا (جو تنعیم کے پاس مکہ مکرمہ کے قریب ہے) اور میرے کپڑوں میں پھولوں کا گلدستہ جو ایک سال تک میرے پاس رہا ایک سال تک اس میں کوئی تغیر نہ ہوا اس کے چند ایام بعد وہ خود بخود گم ہو گیا۔

(۱۲) تاجروں کی ایک جماعت ایک مرتبہ حج کو گئی راستہ میں جہاز ٹوٹ گیا اور حج کا وقت تنگ

اوقات دیکھا اور زیادہ تر جمعہ کی شب میں اور دوشنبہ اور پنجشنبہ کی شب میں دیکھا اس کے بعد انبیاء کی زیارت کے متعلق ذکر کئے۔ (روض)

(۱۷) کہتے ہیں کہ ہشام بن عبدالملک جبکہ وہ شاہزادہ تھا اور خود اس وقت تک بادشاہ نہیں بنا تھا حج کو گیا اور طواف کرتے ہوئے اس نے حجر اسود کو بوسہ دینے کا ارادہ کیا اور انتہائی کوشش کے باوجود ہجوم کی کثرت سے اس پر قدرت نہ ہوئی اتنے میں حضرت زین العابدین علی بن الامام حسین ؓ طواف کرتے ہوئے حجر اسود پر پہنچے تو ایک دم سارا مجمع ٹھہر گیا اور ان کے راستہ سے ادھر ادھر ہو گیا وہ اطمینان سے بوسہ دے کر چل دیئے کسی نے ہشام سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں (جس کا اعزاز شاہزادہ سے بھی زیادہ ہے) ہشام نے کہہ دیا کہ میں نہیں جانتا۔ علماء نے لکھا ہے کہ وہ جان بوجھ کر انجان بن کر انکار کرتا تھا تاکہ اس کے مصاحبین وغیرہ جو شام سے اس کے ساتھ آئے تھے ان کے دل میں حضرت زین العابدینؒ کی وقعت زیادہ پیدا نہ ہو اور یہ بنو امیہ اہل بیت کی وقعت کو گوارا نہ کرتے تھے فرزدق جو عرب کا مشہور شاعر ہے وہ بھی وہاں کھڑا تھا اس نے کہا میں ان کو جانتا ہوں پھر اس نے چند شعر پڑھے۔

هٰذَا ابْنُ خَيْرِ عِبَادِ اللّٰهِ كُلِّهِمُ ... هٰذَا التَّقِيُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمِ
هٰذَا الَّذِيْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهٗ ... وَالْبَيْتُ يَعْرِفُهٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمِ
يَكَادُ يُمْسِكُهٗ عِرْفَانَ رَاحَتِهٖ ... رُكْنُ الْحَطِيْمِ اِذَا مَا جَآءَ يَسْتَلِمِ
مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِيْ تَشَهُّدِهٖ ... لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاءُهٗ نَعَمِ
اِذَا رَأَتْهُ قُرَيْشٌ قَالَ قَائِلُهَا ... اِلٰى مَكَارِمِ هٰذَا يَنْتَهِي الْكَرَمِ
اِنْ عُدَّ اَهْلُ التُّقٰى كَانُوْا اَئِمَّتَهُمْ ... اَوْ قِيْلَ مَنْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ قِيْلَ هُمْ
هٰذَا ابْنُ فَاطِمَةَ اِنْ كُنْتَ جَاهِلَهٗ ... بِجَدِّهٖ اَنْبِيَاءُ اللّٰهِ قَدْ خُتِمُوْا
وَلَيْسَ قَوْلُكَ مَنْ هٰذَا بِضَائِرِهٖ ... اَلْعُرْبُ تَعْرِفُ مَنْ اَنْكَرْتَ وَالْعَجَمِ
يُغْضِيْ حَيَاءً وَيُغْضٰى مِنْ مَهَابَتِهٖ ... فَلَا يُكَلَّمُ اِلَّا حِيْنَ يَبْتَسِمِ

جن کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے بہترین کی اولاد ہے یہ متقی پاک صاف اور سردار ہے یہ وہ شخص ہے جس کے قدم کو سارا مکہ جانتا ہے، یہ وہ شخص ہے جس کو بیت اللہ جانتا ہے اس کو حل و حرم پہچانتے ہیں۔

یہ وہ شخص ہے کہ جب حجر اسود کا بوسہ دینے کے لئے اس کے قریب جائے تو اس کے ہاتھوں کو پہچان کر قریب ہے کہ حجر اسود کا کونہ اس کے ہاتھوں کو پکڑ لے اس صورت میں ہاتھوں کی خصوصیت

www.islamicbulletin.com

اس وجہ سے ہے کہ حجر اسود کے وقت دونوں ہاتھ اس کونے پر رکھے جاتے ہیں۔ اس مطلب کے موافق رکن الحطیم سے مجازاً رکن کعبہ مراد ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ یہ ترجمہ کیا جائے کہ جب یہ شخص طواف کرتے ہوئے حطیم کی طرف پہنچتا ہے تو قریب ہے کہ حطیم والا کونہ اس کے ہاتھوں کو پہچان کر ان کو چومنے کیلئے پکڑ لے اس مطلب کے موافق رکن الحطیم اپنے ظاہر پر ہوگا اور ہاتھوں کے پہچاننے کی خصوصیت عطا اور جود کی کثرت کی طرف اشارہ ہوگا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے کبھی لا نہیں کہا لا کے معنی نہیں کے ہیں یعنی کسی مانگنے والے کو انکار نہیں کیا اور بجز کلمہ طیبہ کے کہ اس میں لا الہ میں لا کہنا پڑتا ہے اس کی مجبوری ہے اور یہ ہر التحیات میں پڑھا جاتا ہے اگر یہ مجبوری نہ ہوتی تو اس کی زبان سے لا کبھی نہ نکلتا جب قبیلہ قریش جو کرم میں مشہور قبیلہ ہے اس کو دیکھتا ہے کہنا والا بے ساختہ کہہ دیتا ہے کہ اس کے اخلاق پر کرم کا منتہا ہے یعنی اس سے زیادہ کریم کوئی نہیں۔ اور جب کہیں اہل تقوٰے کا شمار ہونے لگے تو یہی لوگ اس میں بھی مقتدا ہوں گے اور جب یہ پوچھا جائے کہ دنیا کی بہترین ہستیاں کون ہیں تو انھیں لوگوں کی طرف انگلیاں اٹھیں گی۔ او ہشام اگر تو اس سے جاہل ہے تو سن کہ یہ فاطمہؓ کی اولاد ہے اور اسی کے دادا (ﷺ) پر نبوت ختم کردی گئی تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہے اس کو عیب نہیں لگاتا جس کے پہچاننے سے تو نے انکار کردیا اس کو عرب جانتا ہے عجم جانتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو شرم کی وجہ سے اپنی آنکھ نیچے رکھتا ہے اور ساری دنیا اس کی عظمت اور ہیبت سے آنکھ نیچے رکھتی ہے کوئی شخص اس کے سامنے اس وقت تک رعب کی وجہ سے بات نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ خندہ پیشانی سے پیش نہ آئے۔'' اشعار کا ترجمہ ختم ہوگیا صاحب روض نے اتنے ہی اشعار نقل کئے ہیں یہ قصیدہ بڑا ہے اور بہت سے اشعار شاعر نے ان کی اور اس خاندان کی فضیلت میں برجستہ کہے ہیں وفیات الاعیان، مرآۃ الجنان، حیوٰۃ الحیوان وغیرہ میں اس قصیدہ کو ذکر کیا ہے درر نضید اس قصیدہ کی مستقل شرح ہے اس میں نقل کیا ہے کہ ہشام نے اس قصیدہ کو سن کر غصہ میں آکر فرزدق کو قید کرادیا۔

درحقیقت حضرت زین العابدینؒ کی عبادت اور جودوکرم اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ ان کے واقعات کا اختصار بھی دشوار ہے رات دن میں ایک ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے اور جب وضو کرتے تو چہرہ کا رنگ زرد ہو جاتا اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تو بدن پر کپکپی آجاتی کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا تمہیں خبر نہیں کہ کس پاک ذات کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں ایک مرتبہ سجدہ میں تھے کہ آگ لگ گئی لوگوں نے شور مچادیا اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے! آگ لگ گئی آگ آگ، مگر اطمینان سے نماز پڑھتے رہے جب فارغ ہوئے تو آگ بجھ چکی کسی نے ان سے پوچھا تو فرمایا سخت آگ (یعنی جہنم کی آگ) کے خوف نے اس کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا آپ کا معمول تھا کہ رات کو اندھیرے میں پوشیدہ لوگوں کے گھروں پر جاکر ان کی اعانت فرمایا کرتے تھے اور بہت سے

گھرانے ایسے تھے جن کا گزارا آپ کی امداد پر تھا اور ان کو یہ بھی پتہ نہ چلتا تھا کہ یہ کون شخص ہے جب آپ کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ سو (۱۰۰) گھر مدینہ طیبہ میں ایسے تھے جن پر آپ خرچ فرمایا کرتے تھے۔(روض) ایسی حالت میں فرزدق جو کہے وہ صحیح ہے۔ حضرت امام مالکؒ کا ارشاد ہے کہ خاندان نبوت میں زین العابدینؒ جیسا شخص کوئی بھی نہ تھا (یعنی اپنے زمانہ میں یحیٰی بن سعید کہتے ہیں کہ ہاشمی خاندان میں جتنے حضرات کا زمانہ میں نے پایا ہے ان میں آپ افضل ترین شخص تھے سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ آپ سے زیادہ متقی میں نے نہیں دیکھا۔ ان حالات پر بھی جب آپ حج کو تشریف لے گئے اور احرام باندھنے کا وقت آیا چہرہ زرد ہو گیا اور لبیک نہ کہہ سکے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ لبیک نہیں پڑھتے تو فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہیں جواب میں لالبیک نہ کہہ دیا جائے مگر جب لوگوں نے اصرار کیا کہ احرام کے وقت لبیک کہنا ضروری ہے تو آپ نے لبیک پڑھا اور بیہوش ہو کر سواری پر سے گر پڑے اور حج کے ختم تک یہی صورت رہی کہ جب لبیک کہتے یہی حالت ہوتی۔ حضرت امام مالکؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب حضرت زین العابدینؒ نے احرام باندھا اور لبیک کہنے کا ارادہ کیا تو بیہوش ہو کر اونٹنی پر سے گر گئے اور ہڈی ٹوٹ گئی۔ (تہذیب التہذیب) حضرت زین العابدینؒ سے بڑی حکمت کے ارشادات کتابوں میں نقل کئے گئے آپ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی عبادت بعض لوگ اس کے خوف سے کرتے ہیں یہ غلاموں کی عبادت ہے، کہ ڈنڈے کے زور سے کام کریں) اور بعض لوگ اس کے انعامات کے واسطے کرتے ہیں یہ تاجروں کی عبادت ہے (کہ ہر کام میں کمائی کی فکر ہے)۔

احرار کی عبادت یہ ہے کہ اس کے شکر میں عبادت کریں۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت باقرؒ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت زین العابدینؒ نے وصیت فرمائی ہے کہ پانچ قسم کے آدمیوں کے پاس مت لگنا حتیٰ کہ راستہ چلتے بھی ان کا رفیق سفر نہ بننا ایک فاسق شخص کہ وہ ایک لقمہ کے بدلہ میں تجھے بیچ دے گا بلکہ ایک لقمہ سے کم میں بھی بیچ دے گا میں نے عرض کیا کہ ایک لقمہ سے کم کا کیا مطلب، فرمایا کہ محض اس امید پر کہ لقمہ کسی سے مل جائے پھر وہ اس کی امید پوری بھی نہ ہو دوسرے بخیل کے پاس نہ لگنا کہ وہ تیری سخت حاجت کے وقت بھی تجھ سے کنارہ کشی کرے گا، تیسرے جھوٹ بولنے والا شخص کہ وہ بمنزلہ اس بالو، کے ہی جو دور سے پانی معلوم ہوتا ہو وہ قریب آنے والوں کو دور بتائے گا دور ہونے والی چیزوں کو قریب کر کے بتائے گا۔ چوتھے بے وقوف احمق سے دور رہنا کہ وہ نفع پہنچانے کا ارادہ کرے گا اور نقصان پہنچا دے گا اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ سمجھدار دشمن نادان دوست سے بہتر ہے۔ پانچویں اس سے دور رہنا جو اپنے رشتہ داروں سے قطع رحمی کرتا ہو اس لئے کہ میں نے ایسے شخص کو قرآن پاک میں تین جگہ ملعون پایا۔ (روض)

www.islamicbulletin.com

(۱۸) حضرت امام زین العابدینؒ کے صاحبزادے حضرت امام باقر محمد بن علیؒ جب حج کو تشریف لے گئے اور بیت اللہ شریف پر نظر پڑی تو اتنے زور سے روئے کہ چیخیں نکل گئیں لوگوں نے کہا کہ سب لوگوں کی نظر یں ادھر لگ گئیں آپ چیخیں نہ ماریں فرمایا کہ شاید اللہ جل شانہٗ میرے رونے کی وجہ سے رحمت کی نظر فرمالے جس کی وجہ سے کل قیامت کے دن کامیاب ہو جاؤں اس کے بعد طواف کیا اور طواف کے بعد مقام ابراہیم پر جا کر نفلیں پڑھیں تو سجدہ کی جگہ آنسوؤں کی وجہ سے بھیگ گئی تھی آپ نے اپنے ایک ساتھی سے فرمایا کہ مجھے سخت رنج ہے اور میرا دل سخت فکر میں مشغول ہے کسی نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا رنج ہے فرمایا کہ جس کے دل میں اللہ کا خالص دین داخل ہو جائے وہ اس کو اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے خالی کر دیتا ہے دنیا ان چیزوں کے علاوہ اور کیا چیز ہے یہی سواری ہے جس پر سوار ہو کر آئے ہو یہی کپڑا ہے جس کو پہن رکھا ہے بیوی ہے جو مل گئی ہے یہی کھانا ہے جو کھایا ہے۔ (روض)

(۱۹) حضرت لیث بن سعدؒ کہتے ہیں کہ میں سن ایک سو تیرہ ۱۱۳ھ ہجری میں پیدل حج کو گیا جب میں مکہ مکرمہ پہنچ گیا تو عصر کی نماز کے وقت جبل ابوقبیس پر چڑھ گیا وہاں میں نے ایک صاحب کو بیٹھے دیکھا کہ وہ دعائیں مانگ رہے ہیں اور یارب یارب اتنی مرتبہ کہا کہ دم گھٹنے لگا پھر انھوں نے یاربّاہ یاربّاہ اسی طرح کہا کہ دم نکلنے لگا پھر اسی طرح یا اللہ یا اللہ کہتے رہے کہ دم گھٹنے لگا پھر اسی طرح یاحی یاحی لگاتار کہتے رہے پھر اسی طرح یارحمٰن یارحمٰن پھر یارحیم یارحیم اسی طرح کہا کہ دم گھٹنے لگا پھر یاارحم الراحمین بھی اس طرح کہا کہ سات مرتبہ دم گھٹنے لگا اس کے بعد وہ کہنے لگے یا اللہ میرا انگور کو جی چاہ رہا ہے وہ عطا فرما اور میری چادریں پرانی ہو گئیں۔ لیثؒ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ان کی زبان سے یہ لفظ پورے نکلے بھی نہیں تھے کہ میں نے ایک ٹوکری انگوروں سے بھری ہوئی رکھی دیکھی حالانکہ اس وقت روئے زمین پر کہیں انگور کا نشان بھی نہ تھا اور دو چادریں رکھی ہوئی دیکھیں انھوں نے انگور کھانے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ میں ان میں آپ کا شریک ہوں فرمایا کیسے میں نے کہا جب آپ دعا کر رہے تھے تو میں آمین آمین کہہ رہا تھا فرمانے لگے آؤ کھاؤ لیکن اس میں سے کچھ ساتھ نہ لے جانا میں آگے بڑھا اور ان کے ساتھ ایسی عجیب چیز کھائی عمر بھر ایسی چیز نہ کھائی تھی وہ عجیب قسم کے انگور تھے کہ ان میں بیج بھی نہ تھا میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائے مگر اس ٹوکری میں کچھ کمی نہ ہوئی پھر انھوں نے فرمایا ان دونوں چادروں میں سے جونسی تمہیں پسند ہو لے لو میں نے کہا کہ چادر کی مجھے ضرورت نہیں ہے پھر فرمانے لگے کہ ذرا سامنے سے ہٹ جاؤ میں ان کو پہن لوں میں پرے کو ہٹ گیا تو انھوں نے ایک چادر لنگی کی طرح باندھ لی اور جو چادریں پہلے سے پہنے ہوئے تھے ان کو ہاتھ میں لے کر پہاڑ سے نیچے اترے میں پیچھے ہو لیا جب صفا مروہ کے درمیان

www.islamicbulletin.com

پہنچے تو ایک سائل نے کہا کہ رسول اللہ کے بیٹے یہ کپڑا مجھے دیدیجئے اللہ جل شانہٗ آپ کو جنت کا جوڑا عطا فرمائے وہ دونوں چادریں اس کو دیدیں۔ میں نے اس سائل کے قریب جا کر اس سے پوچھا کہ یہ کون ہیں اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادقؒ ہیں پھر ان کے پاس واپس آیا کہ ان سے کچھ سنوں مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ (روض)

یہ حضرت امام باقرؒ کے صاحبزادہ ہیں۔ حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ بارہا ان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ہمیشہ تین عبادتوں میں سے کسی نہ کسی میں مشغول پایا نماز یا تلاوت یا روزہ اور بغیر وضو کے حدیث نقل نہ کرتے تھے۔ (تہذیب التہذیب) سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفر صادقؒ سے سنا فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں سلامتی کم یاب ہوگئی اور اگر وہ کہیں مل سکتی ہے تو گوشۂ گمنامی میں ہے۔ اور اگر اس میں نہیں (یعنی یہ میسر نہ ہو سکے) تو پھر یکسوئی اور تنہائی میں تلاش کی جائے لیکن تنہائی گمنامی کے برابر نہیں ہو سکتی اور اگر وہاں بھی نہ ہو سکے تو پھر چپ رہنا تنہائی کی برابری نہیں کر سکتا اور اگر خاموشی میں بھی نہ ہو سکے تو پھر سلف صالح کی کلام میں اور سعید شخص وہ ہے جو اپنے نفس میں خلوت اور یکسوئی پائے حضرت جعفرؒ اپنے باپ دادا کی روایت سے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس شخص پر اللہ جل شانہٗ کا کوئی انعام ہو اس کو ضروری ہے کہ اس کا شکر ادا کرے اور جس پر رزق میں تنگی ہو وہ استغفار کی کثرت کرے اور جس کو کوئی پریشانی لاحق ہو وہ لاحول پڑھا کرے۔ (روض)

(۲۰) حضرت شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ میں سن ایک سو انچاس ۱۴۹ ہجری میں حج کو جا رہا تھا، راستہ میں قادسیہ (ایک شہر کا نام ہے) میں اترا، میں لوگوں کی زیب و زینت اور ان کا ہجوم اور کثرت دیکھ رہا تھا میری نظر ایک نوجوان خوبصورت پر پڑی کہ اس نے کپڑوں کے اوپر ایک بالوں کا کپڑا پہن رکھا تھا پاؤں میں جوتا بھی تھا اور سب سے علیحدہ بیٹھا تھا میں نے خیال کیا کہ یہ لڑکا صوفی قسم کے آدمیوں میں سے معلوم ہوتا ہے کہ راستہ میں دوسروں پر بوجھ ہی بنے گا میں اس کو جا کر فہمائش کروں اس خیال سے میں اس کے قریب گیا جب اس نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا کہنے لگا اے شقیق!

اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ۔ (حجرات)

بدگمانی سے بچو بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور یہ کہہ کر مجھے چھوڑ کر چل دیا میں نے سوچا کہ یہ تو بڑی مشکل بات ہوگئی میرا نام لے کر (حالانکہ مجھ کو جانتا بھی نہیں) میرے دل کی بات کہہ کر چل دیا یہ تو کوئی واقعی بزرگ آدمی ہے میں اس کے پاس جا کر اپنے گمان کی معافی کراؤں میں جلدی جلدی اس کے پیچھے چلا مگر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا پتہ نہ چلا جب ہم واقصہ پہنچے تو دفعۃً اس پر نظر پڑی کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا بدن کانپ رہا ہے اور آنسو بہہ رہے ہیں میں نے اس کو پہچان لیا اور اس کی طرف بڑھا تا کہ اپنے اس گمان کی معافی کراؤں مگر میں نے اس کی نماز سے فراغت کا

www.islamicbulletin.com

انتظار کیا اور جب وہ سلام پھیر کر بیٹھا تو میں اس کی طرف بڑھا جب اس نے مجھ کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا اے شقیق! پڑھو۔

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی (طٰہٰ ع ۴)

''اور بلاشبہ میں بڑا بخشنے والا ہوں ایسے لوگوں کا جو توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں اور پھر سیدھے راستہ پر قائم رہیں۔''

یہ آیت پڑھ کر وہ پھر چل دیا میں نے کہا کہ یہ شخص تو ابدال میں سے معلوم ہوتا ہے دو مرتبہ میرے دل کی بات پر متنبہ کر چکا پھر جب ہم زیالا میں پہنچے تو دفعۃً میری نظر اس جوان پر پڑی کہ وہاں ایک کنویں پر کھڑا ہے ایک بڑا سا پیالہ اس کے ہاتھ میں ہے اور کنویں سے پانی لینے کا ارادہ کر رہا تھا کہ وہ پیالہ کنویں میں گر پڑا میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ ہے کہ تو ہی میرا پرورش کرنے والا ہے جب میں پیاسا ہوں پانی سے اور تو ہی میری روزی (کا ذریعہ) ہے جب میں کھانے کا ارادہ کروں' اس نے کہا میرے اللہ تجھے معلوم ہے اے میرے معبود میرے آقا کہ اس پیالہ کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے پس اس پیالہ سے مجھے محروم نہ فرمایئے۔ شقیقؒ کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی اس کے بعد ریت اکٹھا کر کے ایک ایک مٹھی بھر کر اس پیالہ میں ڈالتا جاتا تھا اور اس کو ہلا کر پی رہا تھا میں اس کے قریب گیا اور سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے جو نعمت تمہیں عطا کی ہے اس میں سے کچھ اپنا بچا ہوا مجھے بھی کھلا دیجئے کہنے لگا کہ شقیق اللہ جل شانہٗ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہم پر رہی اپنے رب کے ساتھ نیک گمان رکھو یہ کہہ کر وہ پیالہ مجھے دیدیا میں نے جو اس کو پیا تو خدا کی قسم اس میں ستو اور شکر گھلی ہوئی تھی اس سے زیادہ خوش ذائقہ اور اس سے زیادہ خوشبودار چیز میں نے کبھی نہیں کھائی تھی میں نے خوب پیٹ پھر کر پیا جس کی برکت سے کئی دن تک نہ تو مجھے بھوک لگی نہ پیاس لگی اس کے بعد مکہ مکرمہ داخل ہونے تک میں نے قبۃ الشراب کے قریب ایک مرتبہ آدھی رات کے قریب نماز پڑھتے دیکھا بڑے خشوع سے نماز پڑھ رہا تھا اور خوب رو رہا تھا صبح تک اسی طرح نماز پڑھتا رہا جب صبح صادق ہوگئی تو وہ اسی جگہ بیٹھا تسبیح پڑھتا رہا اس کے بعد صبح کی نماز پڑھی اور پھر بیت اللہ کا طواف کیا وہ باہر جانے لگا تو میں اس کے پیچھے لگ لیا باہر جا کر دیکھا تو راستہ میں جس حالت پر دیکھا تھا اس کے بالکل خلاف بڑے حشم خدم غلام اس کے موجود ہیں چاروں طرف سے اس کو گھیر رکھا ہے سلام کر کے حاضر ہو رہے ہیں میں نے ایک شخص سے جو میرے قریب تھا دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہیں اس نے بتایا یہ حضرت موسیٰ بن جعفرؒ یعنی حضرت جعفر صادقؓ کے صاحبزادہ ہیں مجھے تعجب ہوا اور میں نے خیال کیا کہ یہ عجائب واقعی ایسے ہی سید کے ہونا چاہئیں۔ (روض)

www.islamicbulletin.com

حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کاظمؒ کے مناقب بہت ہیں ان حضرات کا تو پوچھنا ہی کیا ہے کہ اس خاندان کے چاند سورج اور ستارے ہیں حق شانہٗ نے اس خاندان ہی میں وہ خصوصی جوہر اور اخلاق کا کمال رکھا ہے جہاں تک ہم جیسوں کی پرواز بھی نہیں ہے سیدوں کے خاندان کا معمولی سے معمولی آدمی بھی کوئی عجیب عادت اپنے اندر رکھتا ہے۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

(۲۱) حضرت ابوسعید خرازؒ فرماتے ہیں کہ میں مسجد حرام میں گیا تو میں نے ایک فقیر کو دیکھا کہ اس پر دو پھٹے ہوئے کپڑے ہیں اور لوگوں سے سوال کر رہا ہے میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ایسے ہی لوگ آدمیوں پر بوجھ ہوتے ہیں اس نے میری طرف دیکھا اور یہ آیت۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَافِیْٓ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْهُ۔ (بقرہ ۔ع۔ ۳۰)

''اس کا یقین رکھو کہ اللہ جل شانہٗ جانتا ہے اس چیز کو جو تمہارے دلوں میں ہے پس اس سے ڈرتے رہا کرو۔''

ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے دل میں اپنی بدگمانی سے توبہ کی تو اس نے مجھے آواز دی اور یہ آیت پڑھی۔

وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّئَاتِ۔ (سورۂ شوریٰ ع ۱۳)

''اور وہ ایسی پاک ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔'' (روض)

(۲۲) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں ایک قافلہ کے ساتھ جا رہا تھا راستہ میں میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ قافلہ سے آگے آگے جا رہی ہے میں نے خیال کیا کہ یہ ضعیفہ اس لئے قافلہ سے آگے چل رہی ہے کہ کہیں قافلہ کا ساتھ نہ چھوٹ جائے میرے ساتھ چند درہم تھے وہ میں جیب سے نکال کر اس کو دینے لگا اور اس سے میں نے کہا کہ جب قافلہ منزل پر ٹھہرے تو تلاش کر کے مل لینا میں قافلہ والوں سے کچھ چندہ کر کے تجھ کو دے دوں گا اس سے سواری کرایہ کر لینا اس نے اپنا ہاتھ اوپر کو کیا اور مٹھی میں کوئی چیز لی تو وہ درہم تھے وہ اس نے مجھے دیدیئے اور یہ کہا کہ تو نے جیب سے لئے ہم نے غیب سے لئے اس کے بعد میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے چند اشعار پڑھ رہی ہے جن کا ترجمہ یہ ہے ''اے دلوں کے محبوب میرے لئے تیرے سوا کوئی نہیں آج تو رحم کر دے اس پر جو تیری زیارت کو حاضر ہوئی میرا صبر جاتا رہا اور تیرا اشتیاق بہت بڑھ گیا اور دل کو اس سے انکار ہے کہ وہ تیرے سوا کسی سے بھی محبت کرے تو ہی میرا سوال ہے تو ہی میرا مطلوب ہے تو ہی میری مراد ہے کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تیری ملاقات کب ہو سکے گی مجھے جنت سے اس کی نعمتیں

www.islamicbulletin.com

مقصود نہیں مجھے جنت اس لئے مطلوب ہے کہ اس میں تیرا دیدار ہوگا۔ (روض نمبر ۷۵)

(۲۳) ابو عبدالرحمٰن خضیف کہتے ہیں کہ میں حج کے ارادے سے چلتا ہوا بغداد پہنچا اور میرے دماغ میں صوفیانہ گھمنڈ تھا یعنی عقیدت کی پختگی مجاہدہ کی شدت اور اللہ کے ماسوی کو پس پشت ڈال دینا میں نے چالیس دن تک کچھ نہیں کھایا نہ پیا اور حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں بھی حاضر نہ ہوا اور میں ہر وقت باوضو رہتا اسی حالت میں بغداد سے بھی چل دیا جنگل میں ایک کنویں پر ایک ہرنی کو پانی پیتے دیکھا مجھے بھی پیاس شدت کی لگ رہی تھی جب میں کنویں کے قریب پہنچا تو وہ ہرنی مجھے دیکھ کر چلی گئی اور کنویں کا پانی جو من تک آرہا تھا اور ہرنی اس سے پی رہی تھی وہ بھی کنویں کے اندر نیچے اتر گیا میں آگے چل دیا اور میں نے عرض کیا اے میرے سردار میری قدر تیرے یہاں اس ہرنی کے برابر بھی نہیں تو میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی وہ یہ تھی کہ ہم نے تیرا امتحان کیا تھا تو نے صبر نہ کیا (شکوہ شروع کردیا) جا کنویں پر لوٹ جا پانی پی لے۔ ہرنی بغیر پیالہ اور رسی کے آئی تھی تیرے پاس پیالہ بھی تھا رسی بھی تھی میں جب کنویں پر لوٹا تو وہ لبریز تھا میں نے اپنا پیالہ بھرلیا اسی میں پانی پیتا رہا اور وضو بھی کرتا رہا مگر وہ پانی ختم نہ ہوا یہاں تک کہ میں مدینہ طیبہ پہنچ گیا اس کے بعد حج سے فارغ ہو کر جب میں بغداد پہنچا اور جامع بغداد میں گیا تو حضرت جنیدؒ کی نظر مجھ پر پڑی فرمانے لگے کہ اگر تو صبر کرتا تو پانی تیرے قدموں کے نیچے سے اُبلنے لگتا۔

(۲۴) ایک بزرگ فرماتے ہیں وہ جنگل میں جارہے تھے ان کو ایک فقیر ملے جو ننگے پاؤں ننگے سر جارہے تھے دو پرانے کپڑے ان کے پاس تھے ایک کی لنگی باندھ رکھی تھی اور ایک چادر کی جگہ اوڑھ رکھا تھا نہ ان کے ساتھ کوئی کھانے کی چیز نہ پیالہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر ان کے پاس پانی کا برتن اور رسی ہی ہوتی تو اچھا تھا جب پانی کی ضرورت ہوتی تو پانی کھینچ کر وضو غیرہ کر لیتے میں ان کے ساتھ ہی لگ لیا گرمی بڑی سخت پڑ رہی تھی میں نے اس فقیر سے کہا کہ جوان اگر یہ چادر جو کاندھے پر اوڑھ رہے ہو سر پر ڈال لو تو اچھا ہے دھوپ سے بچاؤ ہو جائے گا اس نے کچھ جواب نہ دیا خاموش چلتا رہا تھوڑی دیر کے بعد میں نے ان سے کہا کہ تم ننگے پاؤں چل رہے ہو اگر رائے ہو تو میرا جوتا پہن لو تھوڑی دیر میں ننگے پاؤں چل لوں تھوڑی دیر تم ننگے پاؤں چل لو وہ کہنے لگے تم تو بڑے فضول گو آدمی ہو تم نے حدیث نہیں پڑھی میں نے کہا پڑھی ہے کہنے لگے تم نے اس میں حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نہیں پڑھا۔ (مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ) آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے بیکار بات کا چھوڑنا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ چپ ہوگیا اور ہم چلتے رہے اتنے میں مجھے پیاس لگی اور ہم سمندر کے کنارہ پر چل رہے تھے وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ تمہیں پیاس لگ رہی ہے میں نے کہا نہیں اس کے بعد ہم آگے چلتے رہے مگر مجھے پیاس کی اتنی شدت

www.islamicbulletin.com

ہوئی کہ دم گھٹنے لگا وہ پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کیا پیاس لگ رہی ہے میں نے کہا ہاں پیاس تو لگ رہی ہے مگر تم ہی اس وقت کیا کر سکتے ہو اس نے میرے ہاتھ سے پیالہ لیا اور سمندر میں گھس گیا اور پانی بھر کر لا کر دیا کہ لو پی لو میں نے اس کو پیا تو دریائے نیل کے پانی سے زیادہ میٹھا اور زیادہ صاف تھا اور اس میں کچھ گھاس سا بھی میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کوئی بڑا ولی اللہ ہے اب تو میں کچھ نہیں کہتا جب منزل پر پہنچوں گا تو ان سے درخوست کروں گا کہ مجھے اپنے ساتھ رکھیں وہ وہیں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تمہیں کونسی صورت پسند ہے یا تو تم آگے آگے چلو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ آگے چل دیا تو ایسا نہ ہو کہ میں ساتھ نہ لگ سکوں اور یہ مجھ سے فوت ہو جائے اس لئے میں آگے بڑھ جاؤں اور چلتے چلتے کسی جگہ بیٹھ جاؤں گا جب یہ وہاں پہنچے گا تو میں اس سے درخواست کرونگا کہ مجھے اپنا رفیق سفر بنائے مجھے یہ خیال آیا ہی تھا وہ کہنے لگا کہ ابو بکر یا تو تم آگے بڑھ جاؤ میں یہاں بیٹھ جاتا ہوں یا تم بیٹھ جاؤ میں جاتا ہوں میرا تمہارا ساتھ نہیں ہو سکتا یہ کہہ کر وہ جاوہ جا۔ میں ایک منزل پر پہنچا وہاں میرا ایک دوست تھا ان لوگوں کے یہاں ایک شخص بیمار پڑا تھا میں نے اپنا پیالہ ان کو دیا اس میں سے ذرا سا پانی اس بیمار پر چھڑک دو انھوں نے چھڑکا وہ اللہ کے فضل سے اسی وقت اچھا ہو گیا اس کے بعد میں نے ان لوگوں سے اس فقیر کے متعلق دریافت کیا کسی کو بھی اس کا حال معلوم نہ تھا سب نے کہہ دیا کہ ہم نے تو اس کو نہیں دیکھا۔ (روض)

(۲۵) شیخ فتح موصلیؒ کہتے ہیں کہ میں نے جنگل میں ایک نابالغ لڑکا دیکھا کہ وہ پیدل چل رہا ہے اور اس کے ہونٹ حرکت کر رہے ہیں میں نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا میں نے کہا صاحبزادہ کہاں جا رہے ہو کہنے لگا کہ بیت اللہ شریف جا رہا ہوں میں نے پوچھا تمہارے ہونٹ حرکت کرتے تھے کہنے لگا کہ قرآن شریف پڑھ رہا تھا میں نے کہا ابھی تو تم مکلف بھی نہیں بنے کہنے لگا کہ میں دیکھتا ہوں کہ موت مجھ سے کم عمر والوں کو بھی پکڑ لیتی ہے میں نے کہا تمہارے قدم چھوٹے ہیں اور راستہ بہت دور ہے کہنے لگا کہ میرا کام قدم اٹھانا ہے اور اللہ جل شانہٗ کا کام مقصود پر پہنچانا ہے میں نے کہا کوئی توشہ کوئی سواری کہنے لگا کہ میرا توشہ یقین اور میری سواری پاؤں ہیں میں نے کہا میں تو روٹی اور پانی پوچھتا ہوں کہنے لگا چچا جان اگر کوئی آدمی تمہیں بلائے تو تمہیں یہ زیبا ہے کہ اس کے گھر کھانے کے واسطے اپنا کھانا لے جاؤ میں نے کہا نہیں کہنے لگا کہ میرے آقا نے اپنے بندوں کو اپنے گھر بلایا ہے اور زیارت کی اجازت دی ہے ان لوگوں کے ضعف یقین نے ان کو مجبور کر رکھا ہے کہ اپنا توشہ ساتھ لئے جا رہے ہیں مجھے تو یہ بات بہت ناپسند ہوئی اور میں نے اس کے احترام کا لحاظ کیا ایسی حالت میں تمہارا خیال ہے کہ وہ مجھے ضائع کر دے گا۔ میں نے کہا ہرگز نہیں حاشا وکلا اس کے بعد وہ بچہ مجھ سے غائب ہو گیا میں نے پھر اس کو مکہ مکرمہ میں دیکھا جب اس

www.islamicbulletin.com

کی نگاہ مجھ پر پڑی تو کہنے لگا یا شیخ تم ابتک بھی اپنے اسی ضعف یقین پر ہو اس کے بعد اس بچے نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ ہے سارے جہانوں کا مالک ہے میری روزی کا ذمہ دار ہے پھر میں کیوں مخلوق کو اپنی روزی کی تکلیف دوں، میرے مالک نے جو کچھ میرا نقصان ہے میرے پیدا ہونے سے پہلے میرے مقدر میں لکھ دیا ہے وہ میری فراخی کی حالت میں بڑی بخشش والا عطا کرنے والا ہے اور میری تنگدستی میں نیک نیتی میرے ساتھ ہے جیسا کہ میرا عاجز اور بیوقوف ہونا میری روزی کو نہیں ہٹا سکتا ایسے ہی میری ذہانت میری روزی کو نہیں کھینچ سکتی۔ (روض)

(۲۶) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں حجاز کے جنگل میں کئی دن تک اس حالت میں رہا کہ کچھ نہ کھایا ایک دن میرا دل روٹی اور گرم باقلا (عرب کا مشہور سالن لوبیے کی قسم کا ہوتا ہے) کو چاہا میں نے سوچا کہ میں جنگل بیابان میں ہوں اور یہاں سے عراق تک کی مسافت بہت دور ہے یہاں گرم گرم باقلا کہاں، میں اسی سوچ میں تھا کہ ایک بدو آواز لگاتا ملا لے لو روٹی گرم باقلا۔ میں اس کی طرف بڑھا میں نے پوچھا گرم ہے کہنے لگا ہاں ہے اور اپنی لنگی بچھائی اس پر روٹی اور گرم گرم با رکھا اور کہا کہ لو کھاؤ میں نے کھایا کہنے لگا اور کھاؤ میں نے اور کھایا پھر تیسری مرتبہ اس نے تقاضا کیا میں نے اور بھی کھالیا پھر چوتھی مرتبہ اس نے جب تقاضا کیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اس ذات کے حق کی قسم جس نے تجھے میرے لئے اس جنگل بیابان میں بھیجا تو مجھے یہ بتا کہ تو کون ہے کہنے لگے کہ میں خضر ہوں یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔ (روض)

(۲۷) حضرت شقیق بلخیؒ کہتے ہیں کہ مجھے مکہ مکرمہ کے راستہ میں ایک اپاہج ملا جو گھسٹ کر چل رہا تھا میں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو کہنے لگا سمرقند سے، میں نے پوچھا وہاں سے چلے ہوئے کتنا عرصہ گزرا کہنے لگا دس برس سے زیادہ ہو گئے میں بڑے تعجب اور حیرت سے اس کو دیکھنے لگا وہ کہنے لگا شقیق کیا دیکھ رہے ہو میں نے کہا تمہارے ضعف اور سفر کی درازی سے تعجب میں پڑ گیا کہنے لگا کہ شقیق سفر کی دوری کو میرا شوق قریب کر دے گا اور میرے ضعف کا متحمل میرا مولا ہے اے شقیق تم ایک ضعیف بندے سے تعجب کر رہے ہو جس کو اس کا مالک اٹھائے لئے جا رہا ہے پھر اس نے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ میرے آقا میں آپ کی زیارت کو جا رہا ہوں اور عشق کی منزل کٹھن ہے لیکن شوق اس شخص کی مدد کیا کرتا ہے جس کی مال مدد نہیں کرتا، جس کو راستے کی ہلاکت کا خوف ہو جائے وہ عاشق نہیں ہے ہرگز نہیں ہے اور نہ وہ عاشق ہے جس کو راستوں کی سختی ارادہ سے روک دے۔ (روض)

راہ یا بم یا نیا بم آرزوئے می کنم　　حاصل آید یا نہ آید جستجوئے می کنم

(۲۸) شیخ نجم الدین اصفہانیؒ مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ کے جنازہ میں شریک ہوئے جب

www.islamicbulletin.com

لوگ ان کو دفن کر چکے تو تلقین کرنے والے نے قبر کے پاس بیٹھ کر تلقین کی۔ شیخ نجم الدینؒ ہنسنے لگے ان کی عادت ہنسنے کی بالکل نہیں تھی بعض خدام نے ہنسی کی وجہ پوچھی تو شیخ نے جھڑک دیا کئی دن بعد فرمایا کہ میں اس لئے ہنسا تھا کہ جب تلقین کرنے والا قبر پر تلقین کیلئے بیٹھا تو میں نے ان بزرگ کو جو دفن کئے گئے تھے یہ کہتے ہوئے سنا دیکھو جی حیرت کی بات ہے کہ ایک مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے (روض) عرب میں بعض ائمہ کے مذہب کے موافق یہ دستور ہے کہ جب میت کو دفن کر دیتے ہیں تو ایک شخص اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھتا ہے اور منکر نکیر کے سوال جواب دہراتا ہے اس کو تلقین کہتے ہیں ان بزرگ کا یہ ارشاد کہ مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے ظاہر ہے کہ مرنے والا اللہ کے عشق کی وجہ سے زندہ ہے اور جو تلقین کر رہا تھا وہ اس دولت سے خالی ہوگا۔

(۲۹) شیخ مزینؒ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں مقیم تھا مجھ پر ایک گھبراہٹ بہت شدت سے سوار ہوئی اور میں مدینہ کی حاضری کے ارادہ سے مکہ مکرمہ سے چل دیا جب بیر میمونہ پر پہنچا تو ایک نوجوان کو پڑا ہوا پایا کہ اس کی نزع کی حالت ہے میں نے اس کے قریب پہنچ کر کہا لا الہ الا اللہ پڑھو اس نے فوراً آنکھیں کھولدیں اور ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے اگر میں مر جاؤں تو میرا دل عشق مولیٰ سے بھرا ہوا ہے اور کریم لوگ عشق ہی کی بیماری میں مرا کرتے ہیں یہ کہہ کر وہ مر گیا میں نے اس کو غسل دیا کفنایا جنازہ کی نماز پڑھی اور جب اس کو دفنا چکا تو وہ گھبراہٹ جو مجھ پر سوار تھی جس کی وجہ سے میں نے سفر کا بے اختیار ارادہ کیا تھا وہ بھی جاتی رہی میں اس کو دفنا کر مکہ مکرمہ واپس آ گیا۔ (روض)

(۳۰) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا ہمارے قریب ایک نوجوان رہا کرتا تھا اس کے پاس پرانی چادریں تھیں وہ نہ ہمارے پاس آتا جاتا نہ کبھی پاس بیٹھتا۔ میرے دل میں اس کی محبت گھر کر گئی میرے پاس ایک جگہ سے بہت حلال ذریعہ سے دو سو درہم آئے میں وہ لے کر اس جوان کے پاس گیا اور میں نے اس کے مصلے پر ان کو رکھ کر کہا کہ بالکل حلال ذریعہ سے مجھے ملے ہیں ان کو تم اپنی ضرورت میں خرچ کر لینا اس جوان نے مجھے ترچھی اور تیز ترش نگاہ سے دیکھا اور یہ کہا کہ اللہ پاک کیساتھ یہ ہم نشینی۔ (پاس بیٹھنا) میں نے ستر ہزار اشرفیاں نقد جو میرے پاس تھیں علاوہ جائداد کے اور کرایہ کے مکانات کے ان سب سے اپنے کو فروغ کر کے خریدا ہے تو ان دراہم کے ساتھ مجھے دھوکہ میں ڈالنا چاہتا ہے یہ کہہ کر اپنا مصلے جھاڑ کر کھڑا ہو گیا جس استغناء سے وہ اٹھ کر جا رہا تھا اور میں بیٹھا ان دراہم کو چن رہا تھا اس وقت کی اس کی سی عزت اور اپنی سی ذلت میں نے عمر بھر کسی کی نہیں دیکھی۔ (روض) یعنی اس وقت اس کی عزت جتنی میری نگاہ میں تھی اتنی عزت کبھی کسی کی نہیں ہوئی اور اس وقت درہم چنتے ہوئے مجھے اپنی ذلت محسوس ہو رہی تھی اتنی ذلت کبھی اپنی یا کسی اور کی مجھے محسوس نہیں ہوئی۔

www.islamicbulletin.com

(۳۱) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر تھا روضۂ مقدسہ میں حاضر ہوا تو میں نے ایک عجمی شخص کو دیکھا جو روضہ پر الوداعی سلام کر رہا تھا جب وہ جانے لگا تو میں بھی اس کے پیچھے ہولیا جب وہ ذوالحلیفہ پہنچا تو نماز پڑھی اور احرام باندھا میں نے بھی نماز پڑھی اور احرام باندھ لیا اور جب وہ چلنے لگا تو اس کے پیچھے ہولیا وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا تمہارا کیا مقصد ہے میں نے کہا تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہوں اس نے انکار کر دیا میں نے خوشامد اور عاجزی کی اس نے کہا اگر یہی کرنا ہے تو میرے قدم پر قدم رکھتے چلے آؤ میں نے کہا اچھا وہ غیر معروف راستہ پر چل دیا اور میں قدم بقدم اس کے پیچھے ہولیا تھوڑی ہی رات گزری تھی کہ چراغ نظر آئے مجھے کہنے لگا کہ یہ مسجد عائشہ ہے (جو مکہ مکرمہ سے تین میل تنعیم پر ہے) یا تو تم آگے بڑھ جاؤ یا میں آگے بڑھ جاؤں میں نے کہا جیسے تمہاری رائے ہو وہ تو آگے بڑھ گئے اور میں وہاں سو گیا جب سحری کا وقت ہوا میں مکہ مکرمہ پہنچا اور طواف اور سعی کے بعد شیخ ابوبکر کتانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کی خدمت میں بہت سے مشائخ تشریف رکھتے تھے وہ فرمانے لگے کب آئے میں نے عرض کیا ابھی حاضر ہوا فرمایا کدھر سے آرہے ہو میں نے عرض کیا۔ مدینہ طیبہ سے کہنے لگا مدینہ سے کب چلے تھے میں نے عرض کیا گزشتہ رات وہیں تھا وہ مشائخ جو حاضر مجلس تھے ایک دوسرے کے منہ دیکھنے لگے شیخ کتانیؒ نے کہا کہ کس کے ساتھ آئے ہو میں نے عرض کیا کہ ایک بزرگ کے ساتھ آیا ہوں جن کے یہ حالات اور یہ قصہ گزرا شیخ کتانیؒ نے کہا کہ یہ شیخ ابوجعفر دامغانیؒ ہیں اور تم نے جو حالات سنائے وہ ان کے احوال میں سے بہت معمولی چیز ہیں۔ اس کے بعد شیخ کتانیؒ نے اپنے ساتھیوں سے کہا چلو شیخ دامغانی کو تلاش کریں کہاں ہیں اور مجھ سے فرمایا کہ تمہارا یہ حال نہیں تھا کہ ایک شب میں یہاں پہنچ جاؤ (اس لئے میں نے تفصیل پوچھی) پھر دریافت فرمایا کہ چلتے ہوئے زمین کیسی معلوم ہو رہی تھی میں نے عرض کیا جیسے دریا کی موج کشتی کے نیچے معلوم ہوتی ہے۔ (روض)

(۳۲) حضرت ابوسفیان بن ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں مولد النبی کے پاس ابراہیم بن ادہمؒ کو بہت روتے ہوئے دیکھا وہ مجھے دیکھ کر راستہ سے پرے کو ہٹ گئے میں نے ان کو سلام کیا اور وہاں نماز پڑھی پھر کہا کہ کیا بات ہوئی کیوں رو رہے ہو وہ کہنے لگے خیریت ہے کچھ نہیں میں نے دوبارہ سہ بارہ یہی سوال کیا وہ یہی جواب دیتے رہے میں نے بار بار سوال کیا تو وہ کہنے لگا کہ اگر میں وجہ بتادوں تو تم اس کو پوشیدہ رکھو گے یا لوگوں پر ظاہر کر دو گے میں نے کہا تم شوق سے کہو (یعنی میں مخفی رکھوں گا) کہنے لگے کہ تیس برس سے میرا دل سکباج (ایک قسم کا کھانا جس میں سرکہ اور گوشت اور میوہ جات پڑتے ہیں) کھانے کو چاہتا تھا اور میں مجاہدہ کے طور پر اس کو روکتا تھا رات مجھ پر نیند کا بہت غلبہ ہوا میں نے خواب میں ایک جوان کو دیکھا کہ وہ نہایت حسین شخص ہے اور اس کے

ہاتھ میں ایک سبز پیالہ ہے جس سے بھاپ اُٹھ رہی ہے اور سکباج کی خوشبو اس میں سے آ رہی ہے میں نے اپنے دل کو سنبھالا اس نے میرے پاس آ کر کہا ابراہیم لو اس کو کھا لو میں نے کہا جس چیز کو اللہ کے واسطے چھوڑ دیا۔ اس کو نہیں کھاتا ہے وہ کہنے لگا اگر چہ اللہ جل شانہٗ خود کھلائیں مجھ سے رونے کے سوا اس کا کوئی جواب بن نہ پڑا وہ کہنے لگا اللہ تجھ پر رحم کرے اس کو کھالے میں نے کہا ہمیں یہ حکم ہے کہ جب تک ہمیں پورا حال کسی چیز کا معلوم نہ ہو جائے (کیا چیز ہے کہاں سے آئی ہے) اس وقت تک اپنے برتن نہ ڈالیں وہ کہنے لگے اللہ تمہاری حفاظت کرے اس کو کھالو یہ مجھے (جنت کے ناظم) رضوان نے دی ہے اور یہ کہا ہے کہ اے خضر یہ ابراہیم کو کھلا دو۔ اس نے بہت صبر کر لیا اور خواہشات کو بہت روک لیا پھر انھوں نے کہا ابراہیم اللہ جل شانہٗ کھلاتے ہیں اور تم انکار کرتے ہو میں نے فرشتوں سے سنا ہے کہ جو شخص بےطلب ملنے پر انکار کرتا ہے اسکو طلب پر بھی نہیں ملتا میں نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں آپ کے سامنے حاضر ہوں میں نے تو اپنے عہد کو اب تک نہیں توڑا اتنے میں ایک جوان اور آیا اور اس نے حضرت خضر علیہ السلام کو کچھ دے کر یہ کہا کہ اس کا لقمہ بنا کر ابراہیم کے منہ میں دے دو وہ مجھے اپنے ہاتھ سے کھلاتے تھے اور جب میری آنکھ کھلی تو اس کی شیرینی میرے منہ میں تھی اور زعفران کا رنگ میرے ہونٹوں پر تھا میں زمزم کے کنویں پر گیا اور منہ کو دھویا مگر نہ منہ میں سے مزہ جاتا ہے نہ ہونٹوں پر سے رنگ جاتا ہے میں نے بھی دیکھا تو واقعی اس کا اثر موجود تھا میں نے اللہ جل شانہٗ سے یہ دعا کی "اے وہ پاک ذات جو ایسے لوگوں کو کھلاتی ہے جو اپنی خواہشات کو روکتے ہوں جبکہ وہ اپنی روک کو صحیح کر لیں اے وہ پاک ذات جس نے اپنے اولیاء کے دلوں کے لئے صحیح رہنا لازم کر دیا اے وہ ذات جس نے ان کے دلوں کو اپنی محبت کی شراب سے سیراب کیا تو اپنے لطف سے سفیان کو بھی یہ چیزیں عطا فرما" پھر میں نے ابراہیم بن ادہم کا ہاتھ پکڑ کر اس کو آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کیا کہ اے اللہ اس ہاتھ کی برکت سے اور اس ہاتھ والے کی برکت سے اور اس کے اس مرتبہ کے طفیل جو اس کا تیرے نزدیک ہے اور تیرے اس جود و عطاء کے طفیل جو اس نے تجھ سے پایا اپنے اس بندے سفیان پر بھی بخشش فرما جو تیری عطا کا انتہائی محتاج ہے اور تیرے احسان کا نہایت ضرورت مند ہے یا ارحم الراحمین محض اپنی رحمت سے اگر چہ اے رب العالمین یہ سفیان اس کا مستحق بالکل نہیں ہے۔ (روض)

(۳۳) حضرت ابراہیم بن ادہم ہی کا یہ قصہ ہے کہ جب یہ حج کو تشریف لے گئے تو یہ طواف کر رہے تھے کہ ان کی نگاہ ایک حسین نوجوان پر پڑی جس کے حسن و جمال سے لوگ تعجب کر رہے تھے حضرت ابراہیمؒ نے اس کو بہت غور سے دیکھا اور رونے لگے ان کے بعض ساتھی (بدگمانی سے) کہنے لگے۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط) شیخ پر تو غفلت طاری ہو گئی (کہ ایک حسین لڑکے کو دیکھ کر گھورنے لگے پھر اس معترض نے شیخ سے عرض کیا اے میرے سردار یہ دیکھنا کیسا جس کے

www.islamicbulletin.com

ساتھ رونا بھی ہے (جس سے خیال ہوتا ہے کہ اس لڑکے کے عشق نے پکڑلیا) شیخ نے فرمایا کہ میں نے اللہ سے ایک عہد کیا ہے جس کے توڑنے پر قدرت نہیں ورنہ اس لڑکے کو اپنے پاس بلاتا اور اس سے ملتا اس لئے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے میں اس کو بچپن میں بہت کم عمر کا چھوڑ کر گھر سے نکل گیا تھا اب یہ جوان ہو گیا تم دیکھ ہی رہے ہو مگر مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ جس چیز کو اس کے لئے چھوڑ آیا تھا اب پھر ادھر لوٹوں اس کے بعد حضرت شیخ ابراہیم نے تین شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ جب سے میں نے اس پاک ذات کو پہچانا ہے اس وقت سے اب تک جدھر بھی میں نے نظر کی اپنے محبوب کو ادھر ہی پایا اپنی نگاہ پر یہ غیرت ہے کہ میں اس کے سوا کسی کو نہ دیکھوں اے میرے ذخیرہ کی انتہا اے میرے سوال کی غایت اے میرے اثاثہ کی پوری پونجی کاش تیری محبت حشر تک میرے دل میں رہے پھر شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ تم اس لڑکے کے پاس جاؤ اور اس کو سلام کرو شاید اسی سے مجھے تسلی ہو میں اس لڑکے کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا حق تعالیٰ شانہٗ تمہارے والد کو برکت عطا فرمائے وہ کہنے لگا چچا جان میرے والد کہاں وہ تو میرے بچپن ہی میں اللہ کے راستہ میں لگ گئے تھے کاش میں ایک مرتبہ ان کی زیارت کرلوں اور پھر اسی وقت میری جان نکل جائے ہائے افسوس یہ کہہ کر وہ رونے لگا کہ کثرت سے اس کا دم گھٹنے لگا۔ پھر اس نے کہا کہ واللہ میری یہ تمنا ہے کہ میں ایک مرتبہ ان کی زیارت کرلوں پھر اسی وقت مر جاؤں اس کے بعد چند شعر ذوق وشوق کے پڑھے میں حضرت ابراہیم کے پاس لوٹ کر آیا تو سجدے میں پڑے ہوئے تھے اور آنسوؤں سے سجدہ کی جگہ تر تھی اور اللہ کے سامنے عاجزی اور زاری کر رہے تھے اس کے بعد حضرت ابراہیم نے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے میں نے ساری دنیا کو تیرے عشق میں چھوڑا اور اپنے عیال کو یتیم بنایا تاکہ تجھے دیکھ لوں اگر تو عشق میں میری حاجت روائی نہ کرے گا تو یہ دل تیرے سوا کسی جگہ سکون نہ پائے گا۔ میں نے حضرت ابراہیم سے کہا آپ اس لڑکے کیلئے دعا کریں حضرت ابراہیمؒ نے کہا حق تعالیٰ شانہٗ اس کو گناہ سے محفوظ فرمائے اور اپنی مرضیات پر عمل میں اس کی اعانت فرمائے۔ (روض نمبر ۸۵)

(۳۴) ابوبکر دقاقؒ کہتے ہیں میں نے بیس برس مکہ مکرمہ میں قیام کیا میرا جی دودھ کو چاہتا ہی رہا (مگر عمداً نہیں پیا یا میسر نہ ہوا) جب مجھے خواہش بڑھی تو عسقلان گیا اور وہاں عرب کے ایک قبیلہ کا مہمان بنا وہاں میری نگاہ ایک حسین لڑکی پر پڑگئی اس قدر حسین تھی کہ اس نے میرے دل کو پکڑ لیا وہ لڑکی مجھ سے کہنے لگی کہ اگر تو سچا ہوتا تو دودھ کی خواہش تیرے دل سے نکل جاتی میں سن کر مکہ مکرمہ لوٹ آیا اور بیت اللہ کا طواف کیا میں نے خواب میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت کی میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی اللہ جل شانہٗ آپ کی آنکھ کو ٹھنڈا رکھے آپ زلیخا سے خوب بچے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے مبارک اللہ جل شانہ' تیری آنکھ کو ٹھنڈا رکھے عسقلان کی لڑکی سے بچ گئے پھر حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ط

''اور جو شخص اپنے رب کے سامنے سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں ہیں''

ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ آدمی نفس کے پھندے سے نفس کے ذریعہ سے نہیں نکل سکتا البتہ نفس کے پھندے سے اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے نکل سکتا ہے ان بزرگ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ کے ساتھ راحت پکڑو واللہ تعالیٰ سے راحت نہ پکڑو جس شخص نے اللہ جل شانہ' کے ساتھ راحت پکڑی اس نے نجات پائی اور جس نے اللہ سے علیحدہ ہو کر راحت پکڑی وہ ہلاک ہو گیا اللہ کے ساتھ راحت پکڑنا دل کا اس کے ذکر کے ساتھ معطر ہونا اور بس جانا ہے اور اللہ سے راحت پکڑنا دل کا غافل رہنا ہے۔ (روض)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب آدمی کی نظر کسی عورت کے حسن پر پڑ جائے اور وہ فوراً اپنی نظر کو اس سے ہٹا لے تو حق تعالیٰ شانہ' اس کو کسی ایسی عبادت کی توفیق عطا فرماتے ہیں جس کی لذت اس کو محسوس ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۳۵) شیخ ابوتراب بخشیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی ایسے شخص کو جو اللہ جل شانہ' کے ساتھ مشغول ہو رہا ہے کسی دوسرے شغل میں لگا دے اسی وقت حق تعالیٰ شانہ' کا غصہ فوراً اس کی پکڑ کرتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ' ہمیں اپنے غصہ پر اور عذاب سے پناہ دے۔ (روض)

یہ بہت اہم چیز ہے بہت سے لوگ اللہ جل شانہ' کے ساتھ کی مشغول کی ناقدری کرتے ہوئے ایسے حضرات کو جو ذکر و شغل میں مشغول ہوتے ہیں آوازیں دینے لگتے ہیں اس کا بہت لحاظ رکھنا چاہئے بالخصوص اہل اللہ کے اوقات کی خصوصی رعایت رکھنا چاہئے۔

(۳۶) ایک بزرگ کا قصہ نقل کیا ہے کہ انھوں نے تنہا حج کیا عزیز و اقارب کوئی ساتھ نہ تھا اور یہ عہد کیا کہ کسی سے سوال نہ کروں گا چلتے چلتے راستہ میں ایک وقت ایسا آیا کہ ایک زمانہ تک کہیں سے کچھ نہ ملا حتیٰ کہ ضعف کی وجہ چلنے سے عاجز ہو گئے اور دل میں یہ خیال آیا کہ اب اضطرار کا درجہ پہنچ گیا اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کی اللہ جل شانہ' نے ممانعت فرمائی اس لئے اب سوال کر لینا چاہئے لیکن پھر دل میں ایک کھٹک پیدا ہوئی اور آخر یہ طے کر لیا کہ اللہ تعالیٰ سے جو عہد کر لیا وہ نہیں توڑوں گا، چاہے مر جاؤں چونکہ ضعف کی وجہ سے چلنے سے عاجز ہو گئے تھے اس لئے رہ گئے اور سارا قافلہ روانہ ہو گیا اور یہ موت کے انتظار میں قبلہ رو ہو کر ایک جگہ لیٹ گئے۔ اتنے میں ایک سوار ان کے

www.islamicbulletin.com

قریب آیا اس کے پاس ایک برتن تھا وہ اس نے ان کو پلایا اور جو حاجت تھی وہ سب پوری کی اور پھر پوچھا کہ تم قافلہ کے ساتھ ملنا چاہتے ہو ان بزرگ نے فرمایا کہ قافلہ اب کہاں نہ معلوم کتنی دور نکل چکا اس سوار نے کہا کہ کھڑے ہو اور میرے ساتھ چلو یہ چند ہی قدم اس کے ساتھ چلے تھے اس نے کہا کہ تم یہاں ٹھہر جاؤ قافلہ تم سے آملے گا یہ وہاں ٹھہر گئے تو قافلہ پیچھے سے آتا ہو ان کو ملا۔ (روض)

(۳۷) ابوالحسن سراجؒ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا میں طواف کر رہا تھا میری نگاہ ایک ایسی حسین عورت پر پڑی جس کے چہرہ کا حسن چمک رہا تھا میں نے کہا واللہ ایسی حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی یہ اس کے چہرہ کی ساری رونق اس وجہ سے ہے کہ اس کو کبھی کوئی رنج وغم نہیں پہنچا اس نے میری یہ بات سن لی کہنے لگی تم نے یہ کیا کہا واللہ میں غموں میں جکڑی ہوئی ہوں اور میرا دل فکروں سے اور آفتوں سے زخمی ہے اور کوئی بھی میرے غموں میں میرا شریک نہیں رہا میں نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگی کہ میرے خاوند نے قربانی کی ایک بکری ذبح کی میرے دو چھوٹے بچے کھیل رہے تھے اور ایک بچہ دودھ پیتا میری گود میں تھا میں گوشت پکانے کیلئے اٹھی تو ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا میں تجھے بتاؤں کہ ابا نے بکری کس طرح ذبح کی اس نے کہا بتا تو اس نے چھوٹے بھائی کو لٹا کر بکری کی طرح ذبح کر دیا پھر وہ اس کو ذبح کر کے ڈر کے مارے بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں ایک بھیڑیئے نے اس کو کھا لیا باپ اس کی تلاش میں نکلا اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے پیاس کی شدت سے مر گیا۔ میں دودھ پیتے بچے کو بیٹھا کر دروازہ تک گئی کہ شاید خاوند کا کچھ پتہ کسی سے ملے تو وہ بچہ گھسٹتا ہوا ہانڈی کے پاس پہنچ گیا جو چولہے پر رکھی ہوئی جوش سے پک رہی تھی اس کو جو اس نے ہلایا وہ پکتی پکتی اس پر گر گئی جس سے اس بچہ کا سارے بدن کا گوشت جل کر ہڈیوں سے الگ ہو گیا، میری ایک بڑی لڑکی جو اپنے خاوند کے گھر تھی اس کو جب اس سارے قصہ کی خبر پہنچی تو وہ خبر سن کر زمین پر گر گئی اسی میں اس کی بھی موت مقدر تھی وہ بھی مر گئی، مقدر نے ان سب کے درمیان سے مجھے اکیلی کو چھوڑ دیا۔ میں نے کہا ان مصیبتوں پر تجھے کس طرح صبر آیا؟ وہ کہنے لگی کہ جو شخص صبر اور بے صبری میں الگ الگ غور کرے گا وہ ان کے درمیان بہت بون بعید پائے گا صبر کا انجام محمود ہے اور بے صبری پر کوئی اجر نہیں ملتا پھر اس نے تین شعر پڑھے اور چلدی جن کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے صبر کیا اس لئے کہ صبر بہترین اعتماد کی چیز ہے اور اگر بے صبری سے مجھے کوئی فائدہ پہنچ سکتا تو کرتی میں نے ایسی مصیبتوں پر صبر کیا کہ اگر وہ مصائب سخت پہاڑوں پر پڑتیں تو وہ پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے میں نے اپنے آنسوؤں پر قدرت پائی پس ان کو نکلنے سے روک دیا اب وہ آنسو اندر ہی اندر میرے دل پر گر رہے ہیں۔ (روض)

(۳۸) حضرت شیخ علی بن موفقؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال سواری پر حج کو جا رہا تھا راستہ میں

www.islamicbulletin.com

پیدل حج کو جانیوالوں کا قافلہ ملا مجھے وہ لوگ پیدل چلتے ہوئے بہت اچھے لگے میں بھی سواری سے اتر کر ان کے ساتھ پیدل چلنے لگا اور اپنی سواری پر ایک اور شخص کو اپنی جگہ بٹھا دیا اور ہم معروف راستہ سے ہٹ کر دوسری طرف کو چل دیئے چلتے چلتے ایک جگہ جا کر ہم سونے لیٹ گئے تو میں نے خواب میں دیکھا چند لڑکیاں آئیں جن کے ہاتھ میں سونے کے طشت اور چاندی کے آفتابے ہیں اور وہ پیدل چلنے والوں کے پاؤں دھو رہی ہیں اور میرے سوا سب کے پاؤں دھوئے ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ بھی تو انہی میں سے ہے باقی سب کہنے لگیں نہیں اس کے پاس سواری موجود ہے اس لڑکی نے کہا کہ یہ بھی ان میں شامل ہے اس لئے کہ ان کے ساتھ چلنے کو اس نے پسند کیا ہے تو انھوں نے میرے بھی پاؤں دھوئے اس کی وجہ سے پیدل چلنے کا جس قدر تکان اور تعب مجھ پر تھا سارا بالکل جاتا رہا۔ (روض)

(۳۹) حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جنگل میں جا رہا تھا مجھے بڑی مشقت اٹھانا پڑی اور بڑی مصیبت پیش آئی جس کو میں نے برداشت کیا اور خندہ پیشانی سے اس پر صبر کیا جب میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو مجھ میں اس کارنامہ پر ایک عُجب سا پیدا ہوا طواف ہی کی حالت میں پیچھے سے ایک بڑھیا نے آواز دی کہ ابراہیم اس جنگل میں یہ بندی بھی تیرے ہی ساتھ تھی مگر میں نے تجھ سے اس لئے کوئی بات نہیں کی تھی کہ اللہ جل شانہٗ سے تیرا دھیان ہٹ کر دوسری طرف لگے لگا یہ وسوسہ جو تجھے اس وقت آ گیا اس کو اپنے دل سے نکال دے۔ (روض)

(۴۰) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سمنونؒ کو دیکھا کہ طواف میں جھومتے ہوئے (مزے لے کر) چل رہے ہیں میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تمھیں اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کی قسم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کس طریقہ سے اللہ تک پہنچے جب انھوں نے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا لفظ سنا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا تو دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ بہت سے مصیبت زدہ ایسے ہیں کہ بیماریاں ان کے بدن میں گھسی ہوئی ہیں اور ان کا دل سب دلوں سے زیادہ بیمار ہے اگر وہ خوف اور ہراس سے مر جائیں تو برمحل ہے اس لئے کہ یوم الحساب میں اللہ کے سامنے کھڑا ہونا بہت سخت چیز ہے اس کے بعد حضرت سمنونؒ نے فرمایا میں نے پانچ باتیں لازم پکڑلی تھیں اور اپنے دل پر ان کو پکا کر لیا ہے اول یہ کہ جو چیز مجھ میں زندہ تھی یعنی خواہش نفس اس کو میں نے مار دیا اور جو چیز مردہ تھی یعنی میرا دل اس کو زندہ کر لیا، دوسری بات یہ ہے کہ جو چیز مجھ سے غائب تھی یعنی آخرت اس کو میں نے ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے کر لیا اور جو چیز میرے سامنے تھی یعنی دنیوی اغراض ان کو میں نے اپنے سامنے سے ہٹا دیا، تیسری بات یہ ہے کہ جو چیز مجھ سے فنا ہو رہی تھی یعنی تقویٰ اس کو میں نے باقی رکھا اور جو میرے پاس جمع تھی یعنی خواہشات ان کو فنا کر دیا، چوتھی چیز یہ ہے کہ جس سے تم سب کو وحشت ہوتی ہے اس سے میں نے اُنس پیدا کر لیا اور جس

www.islamicbulletin.com

تھا کہ میں نے ایک نوجوان کی نعش رکھی ہوئی دیکھی جو نہایت حسین چہرہ والا تھا میں نے جو اس کے چہرہ کو غور سے دیکھا تو تبسم کرتے ہوئے کہنے لگا ابو سعید تمہیں معلوم نہیں کہ عشاق مرتے نہیں بلکہ وہ زندہ رہتے ہیں اگر چہ ظاہر میں مر جائیں ان کی موت ایک عالم سے دوسرے عالم میں انتقال ہوتا ہے شیخ ابو یعقوب سنوسیؒ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید مکہ مکرمہ میں آیا اور کہنے لگا اے استاد میں کل کو ظہر کے وقت مر جاؤں گا یہ اشرفی لے لیجئے اس میں سے نصف تو قبر کھودنے والے کی اجرت ہے اور نصف کفن وغیرہ کی قیمت ہے جب دوسرے دن ظہر کا وقت آیا وہ مسجد حرام میں آیا اور طواف کیا اور تھوڑی دور جا کر مر گیا میں نے اس کی تجہیز و تکفین کی جب اس کو قبر میں رکھا اور اس نے آنکھیں کھول دیں میں نے کہا کیا مرنے کے بعد بھی زندگی ہے کہنے لگا ہاں میں زندہ ہوں اور اللہ جل شانہٗ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے۔ (روض)

ہمارے اکابر میں حضرت حافظ محمد ضامن صاحب شہیدؒ تھانوی کے صاحبزادہ حافظ محمد یوسف صاحبؒ بڑے صاحب تصرف بزرگ تھے ان کے تصرفات اور زود اثروں کے بہت سے قصے میں نے اپنے اکابر سے، جنھوں نے ان کی زیارت کی اور ان کے تصرفات دیکھے بکثرت سنے ہیں۔ یہ قصہ میں نے اپنے ماموں مولوی محمود صاحب رامپوریؒ سے سنا ہے کہ انھوں نے انتقال سے ایک دن قبل مولوی محمود صاحبؒ سے فرمایا کہ ہمیں بہت سے چٹکلے معلوم ہیں ایک تمھیں بھی بتادیں گے گھر بیٹھے دو سو روپیہ ماہوار ملتے رہیں گے کسی وقت پوچھ لینا میں نے کہا بہتر ہے خیال کیا کہ کسی دن فرصت کے وقت پوچھ لونگا شام کو عصر کی نماز کے وقت جب تکبیر ہو رہی تھی صف سے ذرا آگے منہ نکال کر میری طرف چپکے سے اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ بات یاد رکھنا پھر ہم چلے جائیں گے مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا وقت اس کا تھا دوسرے دن صبح کو دیوبند وغیرہ متعدد جگہ احباب کو خطوط لکھوائے جس میں مختلف امور کے ساتھ یہ لفظ بھی تھا کہ میرا آج سفر کا ارادہ ہے ہم لوگ یہ سمجھتے رہے کہ اکثر بھوپال قیام رہتا ہے وہاں تشریف لے جانے کا ارادہ ہوگا یا کہیں اور، رعب کی وجہ سے ہر شخص ہر وقت بات کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا اگر چہ طبع مبارک میں مزاح بے حد تھا لیکن اس کے ساتھ ہی جلال بھی بہت تھا شام کو عصر کی نماز پڑھ کر جب ہم سب گھر کی طرف چلے وہ اکثر اوقات مسجد میں تشریف رکھا کرتے تھے اس لئے مسجد میں رہ گئے چند ہی قدم باہر چلے تھے کہ ایک شخص پیچھے سے دوڑا ہوا آیا کہ حضرت حافظ صاحب کا وصال ہو گیا ہم لوگ حیرت سے واپس ہوئے کہ ابھی سب کے ساتھ نماز پڑھی ہے مسجد میں آکر دیکھا تو چارپائی پر قبلہ رخ لیٹے ہوئے ہیں لنگی جو ہمیشہ کا معمول تھی بندھ رہی ہے اور کرتہ نکلا ہوا سرہانے رکھا ہے۔ (رحمة الله رحمة واسعةً)۔

(۵۶) سعید بن ابی عروبہ فرماتے ہیں کہ حجاج ثقفی (جس کا ظلم وستم شہرۂ آفاق ہے) جب حج کو

گیا تو راستہ میں ایک جگہ منزل پر خادموں سے ناشتہ طلب کیا اور اپنے دربان سے کہا کہ دیکھ یہاں کوئی مقامی آدمی ہو تو اس کو میرے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بلالاتا کہ میں اس سے یہاں کے حالات کی تحقیق کروں وہ گیا اور پہاڑ پر ایک بدو دو چادروں میں پڑا ہوا سو رہا تھا اس کو لات مار کر اٹھایا کہ چل تجھ کو امیر بلا رہے ہیں وہ آیا تو حجاج نے کہا کہ ہاتھ دھو کر میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ اس بدو نے کہا کہ مجھے اس نے دعوت دے رکھی ہے جو تجھ سے بھی افضل ہے حجاج نے کہا وہ کون کہنے لگا کہ حق تعالیٰ شانہ نے مجھے روزہ کی دعوت دی ہے حجاج کہنے لگا کہ ایسی سخت گرمی میں روزہ بدو نے کہا ہاں ایسے دن کے لئے جو اس سے بھی زیادہ سخت گرم ہو گا حجاج نے کہا آج افطار کر لو کل قضا رکھ لینا بدو نے کہا اگر تم اس کا ذمہ لو کہ میں کل تک زندہ رہوں گا تو میں افطار کر لوں گا حجاج نے کہا اس کا کون ذمہ لے سکتا ہے کہنے لگا تو پھر نقد کو ایسے ادھار پر محول کرتا ہے جس کا ذمہ بھی نہیں لیتا حجاج نے کہا یہ کھانا بہت لذیذ ہے بدو نے کہا کہ نہ تم نے اس کو لذیذ بنایا نہ باورچی نے بلکہ تندرستی نے اس کو اچھا کر رکھا ہے مصنف نے دو شعروں میں اس کی توضیح کی ہے کہ کھانے کو باورچی اچھا نہیں کرتا بلکہ تندرستی سے کھانا اچھا ہوتا ہے اگر میری صحت اچھی نہیں تو کوئی بھی کھانا لذیذ نہیں اور صحت اچھی ہے تو ساری کھانے کی چیزیں لذیذ ہیں (روض)۔

(۵۷) حجاج بن یوسف جب حج کو گیا تو ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی موجودگی میں کعبہ کے گرد زور سے لبیک کہتا ہوا طواف کر رہا ہے حجاج نے کہا کہ اس شخص کو میرے پاس پکڑ کر لاؤ وہ حاضر کیا گیا حجاج نے پوچھا تو کن لوگوں میں سے ہے اس نے کہا مسلمانوں میں سے حجاج نے کہا میں یہ نہیں پوچھتا اس نے کہا اور کیا مقصد ہے حجاج نے کہا کس شہر کا رہنے والا ہے اس نے کہا یمن کا حجاج نے پوچھا کہ تو نے محمد بن یوسف جو حجاج کا حقیقی بھائی تھا کو کس حال میں چھوڑا وہ کہنے لگا بہت موٹا تازہ کثرت سے کپڑے پہننے والا بہت کثرت سے سواری پر پھرنے والا کبھی شہر کے اندر کبھی شہر کے باہر گھومنے والا حجاج نے کہا میرا یہ سوال نہیں اس نے کہا اور کیا مقصد ہے حجاج نے کہا اس کی عادتیں کیسی ہیں کہنے لگا بڑا ظالم بڑا جابر مخلوق کا مطیع خالق کا گنہگار حجاج نے کہا تجھے ایسی سخت باتیں کہنے کی کیسے ہمت ہوئی جبکہ تو اس کا مرتبہ میری نگاہ میں (رشتہ داری کے وجہ سے) جانتا ہے اس نے کہا کیا اس کا مرتبہ تیری نگاہ میں اس سے زیادہ ہے جو میرا مرتبہ اللہ جل شانہ کی نگاہ میں ہے میں اس کے گھر کی زیارت کیواسطے آیا ہوں اس کے نبی کی تصدیق کرنے والا ہوں اس کا فرض ادا کر رہا ہوں اس کے دین کی اطاعت کر رہا ہوں یہ سن کر حجاج چپ ہو گیا کچھ جواب نہ دے سکا وہ آدمی واپس چلا گیا اور کعبہ کا پردہ پکڑ کر کہنے لگا اے اللہ تجھی سے پناہ مانگتا ہوں اور تجھی کو جائے پناہ بناتا ہوں اے اللہ تیری کشائش ہی قریب ہے اور تیرا ہی احسان قدیم ہے اور تیری ہی عادات بہترین ہیں۔ (روض)

www.islamicbulletin.com

(۵۸) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ طواف کرر ہا تھا دفعۃً میں نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ اس کے کاندھے پر ایک بچہ بہت کم سن بیٹھا ہے اور وہ یہ ندا کر رہی ہے اے کریم! اے کریم تیرا گذرا ہوا زمانہ (یعنی کیسا موجب شکر ہے) میں نے پوچھا وہ کیا چیز ہے جو تیرے اور مولیٰ کے درمیان گذری کہنے لگی کہ میں ایک مرتبہ کشتی پر سوار تھی اور تاجروں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی طوفانی ہوا ایسے زور سے آئی کہ وہ کشتی غرق ہو گئی اور سب کے سب ہلاک ہو گئے میں اور بچہ ایک تختہ پر رہ گئے اور ایک حبشی آدمی دوسرے تختہ پر ہم تین کے سوا کوئی بھی ان میں سے نہ بچا جب صبح کا چاند ہوا تو اس حبشی نے مجھے دیکھا اور پانی کو ہٹاتا ہٹاتا میرے تختہ کے پاس پہنچ گیا اور جب اس کا تختہ میرے تختہ کے ساتھ مل گیا تو وہ بھی میرے تختہ پر آ گیا اور مجھ سے بری بات کی خواہش کرنے لگا میں نے کہا اللہ سے ڈر، ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں اس سے خلاصی اس کی بندگی سے بھی مشکل ہو رہی ہے چہ جائیکہ اس کا گناہ ایسی حالت میں کریں کہنے لگا ان باتوں کو چھوڑ خدا کی قسم یہ کام ہو کر رہے گا یہ بچہ میری گود میں سو رہا تھا میں نے چپکے سے ایک چٹکی اس کے بھرلی جس سے یہ ایک دم رونے لگا میں نے اس سے کہا اچھا ذرا ٹھہر جا میں اس بچہ کو سلادوں پھر جو مقدر میں ہوگا ہو جائے گا اس حبشی نے اس بچہ کی طرف ہاتھ بڑھا اس کو سمند میں پھینک دیا میں نے اللہ پاک سے کہا اے وہ پاک ذاتؐ جو آدمی کے اور اس کے دلی ارادہ میں بھی حائل ہو جاتی ہے میرے اور اس حبشی کے درمیان تو ہی اپنی طاقت اور قدرت سے جدائی کر بے تردد تو ہر چیز پر قادر ہے خدا کی قسم میں الفاظ کو پورا بھی نہ کرنے پائی تھی کہ سمندر سے ایک بہت بڑے جانور نے منہ کھولے ہوئے سر نکالا اور اس حبشی کا ایک لقمہ بنا کر سمندر میں گھس گیا اور مجھے اللہ جل شانہ نے محض اپنی طاقت اور قدرت سے اس حبشی سے بچایا وہ ہر چیز پر قادر ہے پاک ہے اس کی بڑی شان ہے اس کے بعد سمندر کی موجیں مجھے تھپیڑتی رہیں یہاںتک کہ وہ تختہ ایک جزیرہ کے کنارے سے لگ گیا میں وہاں اتر پڑی اور یہ سوچتی رہی کہ یہاں گھاس کھاتی رہوں گی پانی پیتی رہوں گی جب تک اللہ جل شانہ کوئی سہولت کی صورت پیدا کرے اسی کی مدد سے کوئی صورت ہو سکتی ہے چار دن مجھے اس جزیرہ میں گذر گئے پانچویں دن مجھے ایک بڑی کشتی سمندر میں چلتی ہوئی نظر آئی میں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر اس کشتی کی طرف اشارہ کیا اور کپڑا جو میرے اوپر تھا اس کو خوب ہلایا اس میں سے تین آدمی ایک چھوٹی سی ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آئے میں ان کے ساتھ اس ناؤ پر بیٹھ کر اس کشتی پر پہنچی تو میرا یہ بچہ جس کو حبشی نے سمندر میں پھینک دیا تھا ان میں سے ایک آدمی کے پاس تھا میں اس کو دیکھ کر اس پر گر پڑی میں نے اس کو چوما گلے سے لگایا اور میں نے کہا کہ یہ میرا بچہ ہے میرا جگر پارہ ہے وہ کشتی والے کہنے لگے تو پاگل ہے تیری عقل ماری گئی ہے میں نے کہا نہ میں پاگل نہ میری عقل ماری گی میرا عجیب قصہ ہے۔ پھر

میں نے ان کو اپنی سرگذشت سنائی یہ ماجرا سن کر سب نے حیرت سے سر جھکالیا اور کہنے لگے تو نے بڑی حیرت کی بات سنائی اور اب ہم تجھے ایسی ہی بات سنائیں جس سے تجھے تعجب ہوگا ہم اس کشتی میں بڑے لطف سے چل رہے تھے ہوا موافق تھی اتنے میں ایک جانور سمندر کے پانی کے اوپر آیا اس کی پشت پر یہ بچہ تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک غیبی آواز ہم نے سنی کہ اگر اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا کر اپنے ساتھ نہ لیا تو تمہاری کشتی ڈوبو دی جائے گی ہم میں سے ایک آدمی اٹھا اور اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھالیا اور وہ جانور پھر پانی کے اندر چلا گیا تیرا واقعہ اور یہ واقعہ دونوں بڑی حیرت کے ہیں اور اب ہم سب عہد کرتے ہیں کہ آج کے بعد سے اللہ جل شانہٗ ہمیں کبھی کسی گناہ پر نہ دیکھے گا اس کے بعد ان سب نے توبہ کی وہ پاک ذات کتنی مہربان ہے بندوں کے احوال کی خبر رکھنے والی ہے بہترین احسانات کرنے والی ہے وہ پاک ذات مصیبت زدوں کی مصیبت کے وقت مدد کو پہنچنے والی ہے۔ (روض)

(۵۹) حضرت ابوعمر وزجاجیؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے چلا اور حضرت جنید کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے ایک درہم مجھے عطا فرمایا میں نے اس کو اپنے کمر بند میں باندھ لیا اس کے بعد جس جگہ بھی پہنچا خود بخود میرا انتظام ہوتا چلا گیا جب حج سے فارغ ہو کر حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ لاؤ ہمارا درہم میں نے خدمت میں پیش کر دیا فرمایا اس کی مہر کیسی پائی میں نے کہا بڑی چالو۔ (روض)

(۶۰) شیخ یوسف بن حمدانؒ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کے راستہ سے مکہ مکرمہ کو چلا فقراء کی ایک جماعت میرے ساتھ تھی ان میں ایک جوان جس کی بہترین صحبت اور اوقات کی حفاظت اور ذکر میں ہر وقت کی مشغولی سے مجھے اس پر رشک آتا تھا وہ ہر وقت اللہ کے ذکر و مناجات میں مشغول رہتا جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے تو وہ جوان بیمار ہوا اور سخت بیمار ہو کر ہم سے جدا ہو گیا ایک دن میں اپنے چند رفقاء کو ساتھ لے کر اس کی بیمار پرسی کو گیا ہم نے جب اس کی حالت اور بیماری کی شدت دیکھی تو ہم میں سے بعض نے مشورہ دیا کہ اس وقت کسی طبیب کی طرف رجوع کرنا چاہئے کہ اس کی بیماری کی تشخیص کرے شاید کوئی دوا مفید ہو جائے اس جوان نے یہ گفتگو سن کر آنکھیں کھول دیں اور مسکرایا اور کہنے لگا بزرگو اور دوستو موافقت کے بعد مخالفت کس قدر بری چیز ہے جب اللہ جل شانہٗ کسی بندے کیلئے ایک حال کو پسند کرے اور بندہ دوسری حالت کی کوشش کرے تو کیا یہ اللہ کے ارادہ کی مخالفت نہیں ہے ہم لوگ اس کی بات سے شرمندہ ہوئے پھر اس نے ہمیں دیکھا اور کہنے لگا کہ اگر عشق کے مارے ہوئے کی بیماری کیلئے کوئی دوا کسی صحت پائے ہوئے کے پاس تمہیں ملے تو عشق کے لئے دوا طلب کرو باقی یہ بیماریاں تو بدن کی پاکی اور گناہوں کا کفارہ ہیں آخرت کو یاد دلانے والی ہیں اور عشق کے مارے ہوئے کی

www.islamicbulletin.com

بیماری نفس کا مشاہدہ اور خواہشات کا اتباع ہے پھر اس نے تین شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے اللہ کے ہاتھ میں میری دوا ہے اور وہی میری بیماری سے واقف ہے میں اپنے نفس پر خواہشات کے اتباع سے ظلم کر رہا ہوں جب کسی بیماری کی دوا کرتا ہوں تو مرض میری دوا پر غالب ہو جاتا ہے۔ (روض)

(۶۱) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک مرتبہ قبض (دل تنگی) اور خوف کا شدید غلبہ ہوا میں پریشان حال ہو کر بغیر سواری اور توشہ کے مکہ مکرمہ چل دیا تین دن تک اسی طرح بغیر کھائے پیے چلتا رہا چوتھے دن مجھے پیاس کی شدت سے اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو گیا اور جنگل میں کہیں سایہ دار درخت کا بھی پتہ نہ تھا کہ اس کے سایہ میں ہی بیٹھ جاتا میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کیا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا اور مجھے نیند سی آگئی تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا لاؤ ہاتھ بڑھاؤ میں نے ہاتھ بڑھایا انھوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا تمھیں خوشخبری دیتا ہوں کہ تم صحیح سالم حج بھی کرو گے اور قبر اطہر کی زیارت بھی کرو گے میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں فرمایا میں خضر ہوں میں نے عرض کیا کہ میرے لیے دعا کیجیے فرمایا یہ الفاظ تین مرتبہ کہو۔

يَا لَطِيفًا بِخَلْقِهٖ يَا عَلِيمًا بِخَلْقِهٖ يَا خَبِيرًا بِخَلْقِهٖ اُلْطُفْ بِيْ يَا لَطِيفُ يَا عَلِيمُ يَا خَبِيرُ ط

"اے وہ پاک ذات جو اپنی مخلوق پر مہربان ہے اپنی مخلوق کے حال کو جانتا ہے ان کی ضروریات سے باخبر ہے تو مجھ پر لطف و مہربانی فرما اے لطیف اے علیم خبیر"

پھر فرمایا کہ یہ ایک تحفہ ہے جو ہمیشہ کام آنے والا ہے جب تجھے کوئی ضیق پیش آئے یا کوئی آفت نازل ہو تو ان کو پڑھ لیا کر تو تنگی رفع ہو جائے گی اور آفت سے خلاصی ہوگی یہ کہہ کر وہ تو غائب ہو گئے مجھے ایک شخص نے یا شیخ یا شیخ کہہ کر آواز دی میں اس کی آواز سے نیند سے جاگا تو وہ شخص اونٹنی پر سوار تھا مجھ سے پوچھنے لگا کہ ایسی صورت ایسے حلیے کا کوئی نوجوان تو تم نے نہیں دیکھا میں نے کہا کہ میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ کہنے لگا کہ ہمارا ایک نوجوان سات دن ہو گئے ہیں گھر سے چلا گیا ہمیں یہ خبر ہے کہ وہ حج کو جا رہا ہے پھر اس سوار نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں کا ارادہ کر رہے ہو میں نے کہا جہاں اللہ تعالیٰ لے جائے اس نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس سے اتر کر توشہ دان میں سے دو روٹیاں سفید جن کے درمیان میں حلوا رکھا ہوا تھا نکالیں اور اونٹ پر سے پانی کا مشکیزہ اتارا اور مجھے دیا میں نے پانی پیا اور ب روٹی کھائی وہی مجھے کافی ہو گئی پھر اس نے مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کر لیا ہم دو رات اور ایک دن چلے تو قافلہ ہمیں مل گیا وہاں اس نے قافلہ والوں سے اس نوجوان کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ قافلہ میں ہے وہ مجھے وہاں چھوڑ کر تلاش میں گیا تھوڑی دیر کے بعد جوان کو ساتھ لئے ہوئے میرے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ بیٹا اس شخص کی برکت سے اللہ جل شانہٗ نے تیری تلاش مجھ پر

www.islamicbulletin.com

آسان کردی میں ان دونوں کو رخصت کر کے قافلہ کیساتھ چل دیا پھر مجھے وہ آدمی ملا اور مجھے ایک لپٹا ہوا کاغذ دیا اور میرے ہاتھ چوم کر چلا گیا میں نے جو اس کو دیکھا تو اس میں اشرفیاں تھیں میں نے اس میں سے اونٹ کرایہ کیا اور اسی سے کھانے پینے کا انتظام کیا اور حج کیا اس کے بعد مدینہ طیبہ میں حضور اقدس ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت کی اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت کی اور جب کبھی کوئی تنگی یا آفت پیش آئی تو حضرت خضرؑ کی بتائی ہوئی دعا پڑھی میں ان کی فضیلت اور ان کے احسان کا معترف ہوا اور اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں۔ (روض)

(۶۲) ایک بزرگ حضرت حضر علیہ السلام سے اپنی ملاقات کا بہت طویل قصہ نقل کرتے ہیں آخر میں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھتا ہوں اور طلوع آفتاب تک حطیم میں رکن شامی کے قریب بیٹھتا ہوں اور ظہر کی نماز مدینہ طیبہ میں پڑھتا ہوں اور عصر کی بیت المقدس میں اور مغرب کی طور سینا پر اور عشاء کی سد سکندر پر۔ (روض)

(۶۳) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں بعض رفقاء کے ساتھ عدن سے چلا جب رات ہوئی تو میرے پاؤں میں کوئی چیز لگ گئی جس کی وجہ سے میں چل نہ سکا تنہا سمندر کے کنارہ بیٹھا رہ گیا میں دن بھر کا روزہ دار تھا اور کوئی چیز میرے پاس نہ تھی میں نے اسی حال میں سونے کا ارادہ کر لیا دفعۃً میرے سامنے دو روٹیاں ان میں ایک پرندہ بھنا ہوا رکھا تھا آئیں میں نے پرندہ کو اٹھا کر الگ کو رکھ دیا کہ ایک کالا حبشی میرے سامنے آیا اس کے ہاتھ میں لوہے کا گز تھا مجھ سے کہنے لگا اور ریا کار کھالے میں نے ایک روٹی اور تھوڑا سا پرندہ کھایا اور باقی ایک کپڑے میں لپیٹ کر اپنے سرہانے رکھ کر سو گیا جب میری آنکھ کھلی تو دیکھا کپڑا اسی طرح میرے سر کے نیچے رکھا ہوا ہے اور خالی ہے نہ روٹی نہ پرندہ ۔ (روض)

(۶۴) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ صلحاء کی ایک جماعت کے ساتھ میں ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں بیٹھا ہوا تھا ہم میں ایک ہاشمی بزرگ بھی تھے ان پر غشی سی طاری ہوئی۔ جب ان کو افاقہ ہوا کہنے لگے کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ تم نے بھی دیکھا ہم نے کہا ہمیں تو کچھ نظر نہیں آیا کہنے لگے کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ احرام باندھے ہوئے طواف کر رہے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہنے لگے کہ ہم فرشتے ہیں میں نے پوچھا کہ تمہاری محبت حق تعالیٰ شانہٗ سے کیسی ہے کہنے لگے ہماری محبت اندر سے ہے اور تمہاری محبت باہر سے ہے۔

(۶۵) شیخ ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سال تجرید کے ساتھ حج کا اور حضور اقدس ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کا ارادہ کیا میں چل رہا تھا راستہ میں ایک نوجوان عراقی ملا جس کی جوانی زوروں پر تھی وہ بھی اس طرح سفر کا ارادہ کر رہا تھا لیکن جب وہ قافلہ کے ساتھ چلتا تو قرآن

www.islamicbulletin.com

پاک کی تلاوت کرتا رہتا اور جب منزل پر قافلہ ٹھہرتا تو نماز میں مشغول ہو جاتا رات بھر نماز پڑھتا دن بھر روزہ رکھتا اس نے سارا راستہ اسی طرح طے کیا حتیٰ کہ ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے تو وہ جوان مجھ سے رخصت ہونے لگا میں نے اس سے پوچھا کہ بیٹا کس چیز نے تجھے ایسے سخت مجاہدہ پر آمادہ کیا جو میں سارے راستہ دیکھتا چلا آیا کہنے لگا ابو سلیمان میں نے خواب میں جنت کا ایک محل دیکھا کہ وہ سارا اسطرح بنا ہوا تھا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی پھر ایک اینٹ چاندی کی اوپر تک، اس کے بالا خانے بھی اسی طرح بنے ہوئے تھے اوران میں ہر دو برجیوں کے درمیان کے ایک ایک حور ایسی تھی کہ اس کا سا حُسن و جمال اور اُسکی سی چہرہ کی رونق کسی نے نہ دیکھی ہوگی ان کی زلفیں سامنے لٹکا رہی تھیں ان میں سے ایک مجھے دیکھ کر ہنسنے لگی تو اس کے دانتوں کی روشنی سے جنت چمکنے لگی اس نے کہا اے جوان اللہ جل شانہٗ کے لئے مجاہدہ کرتا کہ میں تیرے لئے ہو جاؤں تو میرے لئے پھر میری آنکھ کھل گئی یہ میرا قصہ ہے اب مجھ پر ضروری ہے کہ میں انتہائی کوشش کروں اور جو کوشش کرتا ہے وہ پالیتا ہے یہ تم نے جو کچھ میرا مجاہدہ دیکھا ہے اس حور سے منگنی کے واسطے ہے میں نے اس سے دعا کی درخوست کی وہ میرے لئے دعا کر کے چلا گیا ابو سلیمانؒ کہتے ہیں اس کے جانے کے بعد میں نے اپنے نفس کو کہا کہ ایک حور کی طلب میں اگر اتنی کوشش ہوسکتی ہے تو حور کے رب کی طلب میں کیسی کوشش ہونا چاہیے۔ (روض)

(۶۶) حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ کے ارادہ سے ایک جنگل میں چل رہا تھا مجھے پیاس کی ایسی سخت شدت ہوئی کہ میں اس سے عاجز ہو گیا قریب ہی ایک قبیلہ بنی مخزوم میں گیا وہاں میں نے ایک بہت کمسن لڑکی کو جو نہایت ہی حسین تھی دیکھا کہ وہ اشعار کے ساتھ گنگنا رہی تھی مجھے اس کی عمر کے لحاظ سے اس سے بہت تعجب ہوا اس لئے کہ وہ بہت کم عمر تھی میں نے اس سے کہا کہ تجھے حیاء نہیں آتی یوں گا رہی ہے کہنے لگی ذوالنون چپ رہو رات میں نے خوشی خوشی شراب عشق کا ایک گلاس پیا ہے جس سے میں اپنے مولیٰ کے عشق میں نشہ میں ہوں میں نے کہا تو تو بڑی حکیم معلوم ہوتی ہے مجھے کچھ نصیحت کر کہنے لگی ذوالنون چپ رہنے کو لازم کرلو اور دنیا میں سے صرف اتنی روزی پر قناعت کرو جس سے آدمی زندہ رہے تاکہ جنت میں اس پاک ذات کی زیارت ہو سکے جس کو کبھی فنا نہیں۔ میں نے پوچھا یہاں پینے کا پانی بھی ہے کہنے لگی تجھے پانی کی جگہ بتاؤں میں نے سوچا کوئی کنواں چشمہ وغیرہ بتائے گی میں نے کہا ہاں بتاؤ کہنے لگی قیامت میں پانی پینے والوں کے چار درجے ہوں گے ایک جماعت تو وہ ہوگی جس کو فرشتے پانی پلائیں گے جس کو حق تعالیٰ شانہٗ نے (بَيۡضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيۡنَ) میں ارشاد فرمایا، (سورۂ صافات میں) ہے کہ ان کے پاس بہتی ہوئی شراب کا گلاس لایا جائے گا جو سفید ہوگی پینے والوں کے لئے لذیذ ہوگی۔ دوسری جماعت کو رضوان (جنت کے ناظم) پلائیں گے جس کو اللہ جل شانہٗ نے مزاجہ من تسنیم سے تعبیر فرمایا

www.islamicbulletin.com

(جو عم کے پارہ میں سورۂ تطفیف میں ہے کہ اس کی آمیزش تسنیم سے ہوگی جو ایک چشمہ ہے جس سے مقرب آدمی پیتے) ہیں اور تیسرا فرقہ وہ ہے جس کو خود حق سبحانہ، وتقدس پلائیں گے جس کو اللہ جل شانہ نے (وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا) سے تعبیر فرمایا، جو سورۂ دہر میں ہے کہ ان کا رب ان کو پاکیزہ شراب پلائے گا) وہ لڑکی کہنے لگی کہ ذوالنون تم اپنا بھید دنیا میں اپنے مولٰی کے سوا کسی سے نہ کھوتا کہ حق تعالٰی شانہ تمہیں آخرت میں خود پانی پلائیں۔ مصنف کہتے ہیں کہ شروع میں چار جماعتوں کا ذکر تھا آخر میں تین ہی ذکر کی گئیں۔ شاید چوتھی جماعت وہ ہے جنکو نوعمر لڑکے پلائیں گے جس کو (وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ) سے تعبیر کیا، جو سورۂ واقعہ میں ہے) کہ ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لے کر آمدورفت رکھیں گے آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا۔ (روض)

(۶۷) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر ایک مرتبہ چند لوگ حاضر تھے ایک باندی گذری لوگوں نے کہا کہ یہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی باندی ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں ہے نہ اس کیلئے حلال ہے یہ بیت المال کی ہے اس کو بیت المال سے صرف یہ چیزیں جائز ہیں ایک جوڑا گرمی کا ایک سردی کا اور وہ چیز جس سے حج اور عمرہ کر سکے اور ایک متوسط آدمی کی روزی جو نہ زیادہ امیر ہو نہ زیادہ غریب اسلم رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رغبت تازہ مچھلی کی معلوم ہوئی آپ کے غلام یرفا رضی اللہ عنہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر سمندر کے کنارہ سے مچھلی خرید کر لائے اور تیز آمدورفت کی وجہ سے اونٹنی کو پسینہ آگیا انھوں نے واپس آکر اونٹنی کو خوب دھو دیا کہ پسینہ معلوم نہ ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چلو تمہاری اونٹنی کو دیکھیں تشریف لائے تو اس کے کان کے نیچے پسینہ تھا جو دھونے سے رہ گیا تھا اس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ دھونا بھول گئے (گویا یہ طعن تھا کہ اس کا پسینہ صاف کر دیا) اس کے بعد فرمایا کہ ایک آدمی کی خواہش نفس کے واسطے تم نے اس جانور کو عذاب میں مبتلا کیا عمر اس مچھلی کو واللہ بالکل نہیں چکھے گا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو گیا آپ کیلئے نہ خیمہ لگتا تھا نہ چھولداری ایک چادر یا چمڑہ کسی درخت کے نیچے ڈالدیا جاتا اس کے سایہ میں آپ تشریف رکھتے۔ (تاریخ الخلفاء)

(۶۸) حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ مشہور بزرگ ہیں عرفات کے میدان لوگ تو سب کے سب کثرت سے دعائیں مانگ رہے تھے اور وہ ایسی بری طرح رو رہے تھے جیسے کسی عورت کا بچہ مر گیا ہو اور وہ آگ میں جل رہی ہو جب غروب کا وقت ہونے لگا تو اپنی داڑھی پکڑ کر آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور فرمانے لگے اگر تو معاف بھی کر دے تب بھی میری بدحالی پر انتہائی افسوس ہے۔ (احیاء)

www.islamicbulletin.com

ابن عربیؒ نے بھی محاضرات میں اس قصہ کو نقل کیا اور اس پر یہ اضافہ کیا کہ مطرفؒ یہ دعا کر رہے تھے،، اے اللہ میری موجودگی کی وجہ سے سب کو تو محروم نہ فرما اور بکر بن عبداللہؒ کہہ رہے تھے یہ عرفات کا میدان کس قدر اشرف مقام ہے اور اس کے حاضرین کیلئے کس قدر باعث رضا ہے اگر میرا وجود یہاں نہ ہوتا۔

(۶۹) ربیع بن سلیمانؒ کہتے ہیں کہ میں حج کیلئے جا رہا تھا میرے ساتھ میرے بھائی تھے اور ایک جماعت تھی جب ہم کوفہ میں پہنچے تو وہاں ضروریات سفر خریدنے کیلئے بازاروں میں گھوم رہا تھا کہ ایک ویران سی جگہ میں ایک خچر مرا ہوا تھا اور ایک عورت جس کے کپڑے بہت پرانے بوسیدہ تھے چاقو لئے ہوئے اس کے ٹکڑے گوشت کے کاٹ کاٹ کر ایک زنبیل میں رکھ رہی تھی مجھے یہ خیال ہو کہ یہ مردار گوشت لیجا رہی ہے اس پر سکوت کرنا ہرگز نہ چاہئے عجب نہیں یہ کوئی بھٹیاری عورت ہے یہی پکا کر لوگوں کو کھلا دے گی میں چپکے سے اس کے پیچھے ہو لیا اس طرح کہ وہ مجھے نہ دیکھے وہ عورت ایک بڑے مکان میں پہنچی جس کا دروازہ بھی اونچا تھا اس نے جا کر دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے آواز آئی کون ہے اس نے کہا کھولو میں ہی بدحال ہوں دروازہ کھولا گیا اور اس میں سے چار لڑکیاں آئیں جن کے چہرہ سے بدحالی اور مصیبت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے وہ عورت اندر گئی اور وہ زنبیل ان لڑکیوں کے سامنے رکھدی میں کواڑوں کی درزوں سے جھانک رہا تھا میں نے دیکھا اندر سے گھر بالکل برباد خالی تھا اس عورت نے روتے ہوئے لڑکیوں کو آواز دی کہ لو اس کو پکالو اور اللہ کا شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اختیار ہے اسی کے قبضہ میں لوگوں کے قلوب ہیں وہ لڑکیاں اس کو کاٹ کاٹ کر آگ پر بھوننے لگیں مجھے بہت ضیق ہوئی میں نے باہر سے آواز دی اے اللہ کی بندی اللہ تعالیٰ کے واسطے اس کو نہ کھا وہ کہنے لگی تو کون ہے میں نے کہا میں ایک پردیسی آدمی ہوں کہنے لگی اے پردیسی تو ہم سے کیا چاہتا ہے ہم خود ہی مقدر کے قیدی ہیں تین سال سے ہمارا نہ کوئی معین نہ مددگار تو ہم سے کیا چاہتا ہے میں نے کہا مجوسیوں کے ایک فرقہ کے سوا مردار کا کھانا کسی مذہب میں جائز نہیں وہ کہنے لگی خاندان نبوت کے شریف (سید) ہیں ان لڑکیوں کا باپ بڑا شریف تھا وہ اپنے جیسوں ہی سے (ان کا نکاح کرنا چاہتا تھا اس کی نوبت نہ آئی اس کا انتقال ہو گیا جو ترکہ اس نے چھوڑا تھا وہ ختم ہو گیا ہمیں معلوم ہے کہ مردار کھانا جائز نہیں لیکن اضطرار میں جائز ہو جاتا ہے ہمارا چار دن کا فاقہ ہے ربیع کہتے ہیں اس کے حالات سن کر مجھے رونا آگیا اور میں روتا ہوا دل بے چین وہاں سے واپس ہوا اور میں نے اپنے بھائی سے آ کر کہا کہ میرا ارادہ تو حج کا نہیں رہا اس نے مجھے بہت سمجھایا حج کے فضائل بتائے کہ حاجی ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا وغیرہ وغیرہ میں نے کہا بس لمبی چوڑی باتیں نہ کرو یہ کہہ کر میں نے اپنے کپڑے اور احرام کی چادریں اور جو سامان میرے ساتھ تھا وہ سب لیا اور نقد سو درہم

www.islamicbulletin.com

تھے وہ لئے اور ان میں سے سو درہم کا آٹا خریدا اور سو درہم کا کپڑا خریدا اور باقی درہم جو بچے وہ آٹے میں چھپا کر اس بڑھیا کے گھر کے پہنچا اور یہ سب سامان اور آٹا وغیرہ اس کو دے دیا اس عورت نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہنے لگی اے ابن سلیمان جا اللہ جل شانہٗ تیرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کرے اور تجھے حج کا ثواب عطا کرے اور اپنی جنت میں تجھے جگہ عطا فرمائے اور اس کا ایسا بدل عطا فرمائے جو تجھے بھی ظاہر ہو جائے سب سے بڑی لڑکی نے کہا اللہ جل شانہٗ تیرا اجر دو چند کرے اور تیرے گناہ معاف کرے۔ دوسری نے کہا اللہ جل شانہٗ تجھے اس سے بہت زیادہ عطا فرمائے جتنا تو نے ہمیں دیا، تیسری نے کہا حق تعالیٰ شانہٗ ہمارے دادے کے ساتھ تیرا حشر کرے، چوتھی جو سب سے چھوٹی تھی نے کہا اے اللہ جس نے ہم پر احسان کیا تو اس کا نعم البدل اس کو جلدی عطا کر اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر۔ ربیع کہتے ہیں حجاج کا قافلہ روانہ ہو گیا میں کوفہ ہی میں مجبوراً پڑا رہا کہ وہ سب حج سے فارغ ہو کر لوٹ بھی آئے مجھے خیال ہوا کہ ان حجاج کا استقبال کروں ان سے اپنے لئے دعا کراؤں کسی کی مقبول دعا مجھے بھی لگ جائے جب حجاج کا قافلہ میری آنکھوں کے سامنے آیا تو مجھے اپنے حج سے محرومی پر بہت افسوس ہوا اور رنج کی وجہ سے میرے آنسو نکل آئے جب میں ان سے ملا تو میں نے کہا اللہ جل شانہٗ تمہارا حج قبول کرے اور تمہارے اخراجات کا بدل عطا فرمائے ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ دعا کیسی میں نے کہا ایسے شخص کی دعا جو دروازہ تک کی حاضری سے محروم رہا ہو وہ کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے اب تو وہاں جانے سے انکار کرتا ہے تو ہمارے ساتھ عرفات کے میدان میں نہیں تھا تو نے ہمارے ساتھ رمی جمرات نہیں کئے میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یہ اللہ کا لطف ہے اتنے میں خود میرے شہر کے حاجیوں کا قافلہ آ گیا میں نے کہا حق تعالیٰ شانہٗ تمہاری سعی مشکور فرمائے تمہارا حج قبول فرمائے وہ بھی یہی کہنے لگے کہ تو ہمارے ساتھ عرفات پر نہیں تھا یا رمی جمرات نہیں کی اب انکار کرتا ہے ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ بھائی اب انکار کیوں کرتے ہو کیا بات ہے آخر تم ہمارے ساتھ مکہ میں نہیں تھے یا مدینہ میں نہیں تھے جب ہم قبر اطہر کی زیارت کر کے باب جبرئیل سے باہر کو آ رہے تھے اس وقت اژدحام کی کثرت کی وجہ سے تم نے یہ تھیلی میرے پاس امانت رکھوائی تھی جس کی مہر پر لکھا ہوا ہے من عاملنا ربح (جو ہم سے معاملہ کرتا ہے نفع کماتا ہے) یہ تمہاری تھیلی واپس ہے ربیع کہتے ہیں کہ واللہ میں نے اس تھیلی کو کبھی اس سے پہلے دیکھا بھی نہ تھا اس کو لے کر گھر واپس آیا عشاء کی نماز پڑھی۔ اپنا وظیفہ پورا کیا اس کے بعد اسی سوچ میں جاگتا رہا کہ آخر یہ قصہ کیا ہے اسی میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی میں نے حضور ﷺ کو سلام کیا اور ہاتھ چومے حضور ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا اے ربیع آخر ہم کتنے گواہ اس پر قائم کریں کہ تو نے حج کیا تو مانتا ہی نہیں سن بات یہ